بیمن توفیق خدای زمین زمان

درین آوان میمنت اقتران دیوان سحر البیان را [illegible] باستعمال [illegible]

سحر مضطر

معروف

دیوان مضطر

از تصنیف شاعر شیرین زبان جناب چودہری منشی محمد [illegible] تخلص مضطر [illegible] گوہانہ ضلع رہتک مدظلہ

در مطبع مسلم [illegible] طبع شد

LIBR
UNIVERSITY

بفضل الٰہی اس خادم دین کے کتب خانہ میں جملہ اقسام کی کتب دینی مثلاً [illegible] فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ صرف نحو منطق عربی
فارسی۔ اردو وغیرہ موجود [illegible] روانہ کی جاتی ہیں کیونکہ [illegible] اصول نہایت کم
نفع [illegible] کتب خانہ کی [illegible] کی جاتی ہے۔ [illegible] بذریعہ کارڈ طلب [illegible]
[illegible] آتے ہیں یا بذریعہ [illegible] اپیل ہوگی۔ [illegible] میں سے ہے اور خاکسار کے [illegible]
ذخیرہ [illegible] وغیرہ کا وجود رہتا ہے۔ اور قدیم [illegible] تمام ہو چکا کر درج کرائی جاتی ہیں لہٰذا ایسے ملاحظہ [illegible]
ان [illegible] مادہ پر فہرست کتب خانہ [illegible] خاکسار کے اور [illegible] نایاب ہو گئی درج کی جاتی ہے
[illegible] فرمائیں [illegible] حاضر ہے
خاکسار [illegible] غلام [illegible] مالک [illegible]

فہرست [illegible] جدید

یہ کتابیں بالکل [illegible] اور [illegible]
سیر الاولیاء اردو۔ یہ کتاب حالات [illegible]
نظام الدین اولیاء [illegible] کی ہے [illegible]
مستند [illegible]
حصہ اول میں فضائل خواجگان چشت مع مختصر حالات خواجگان
تا حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن سنجری [illegible] رحمۃ اللہ علیہم
اجمالاً اور حصہ [illegible] مبارک خواجہ بزرگ سے لیکر آخر [illegible] حضرت سلطان
تک مع حالات خلفائے حضرت سلطان المشائخ و رشتہ داران حضرت
موصوف و یاران اعلیٰ حضرت خواجہ بزرگ و قطب صاحب وغیرہ
رضی اللہ عنہم بوضاحت تمام [illegible]
[illegible] حضرت سلطان المشائخ [illegible]
کیے گئے ہیں۔ جس سے یہ کتاب علاوہ [illegible]
ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیمی کتاب تصوف [illegible]
انگریزی [illegible] سے تعلق ہے۔ [illegible]
نہ صرف طبع [illegible] دکان سے [illegible]
فوائد الفواد اردو۔ معروف ملفوظات [illegible] سلطان المشائخ
محبوب رب العالمین نظام الدین اولیاء [illegible] رضی اللہ
عنہ۔ جمع فرمودہ حضرت خواجہ امیر [illegible] حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ جسکو
حضرت موصوف نے [illegible] سال کامل کی مدت میں جمع کیا تھا۔ یہ وہی
کتاب ہے جسکے بدلے طوطی ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنی جملہ
تصانیف [illegible] الا آپ نے اس دولت
عظمیٰ کو [illegible]
اسرار الاولیاء اردو۔ معروف ملفوظات حضرت شیوخ العالم حضرت
بابا صاحب شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ عنہ جمع
فرمودہ حضرت مولانا بدر الدین اسحاق خلیفہ اعظم و داماد
حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہما عجیب و غریب [illegible]
قیمت [illegible]
اصول السماع عربی اصل مع ترجمہ اردو یہ اعلیٰ [illegible]

حضرت مولانا [illegible] علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ہے
اردو [illegible] آپکی [illegible] کا
[illegible]
[illegible] اردو ترجمہ کیا گیا
[illegible] اور اس کے آداب معلوم کرنے کے لیے
اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت [illegible]
کشکول کلیمی۔ اردو۔ خاندان چشت اہل بہشت کے تمام
[illegible] اذکار [illegible]
[illegible] مصنف اسکے
حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ
عنہ ہیں۔ [illegible] اسکا ترجمہ اردو کیا گیا
ہے اور [illegible] جو ملاحظہ کنندگان
فارسی و ذاکرین کو [illegible] پیش آتی تھیں [illegible]
[illegible] بدر العارفین
[illegible] حضرت فخر الاولیاء
غوث زمانہ [illegible] رضی اللہ عنہ کی جانب سے
صرف اس [illegible] ذکر
واقعات [illegible]
[illegible]
[illegible]
و زبان [illegible]
میں صاحب [illegible]
مثنوی [illegible] کی تصنیف ہے
مثنوی مولانا [illegible]
ہے کہ اس [illegible] معانی [illegible]
عمدہ عمدہ [illegible] بیان میں آئی ہیں۔ [illegible]
پڑھنے والے کو [illegible] لطف حاصل ہوتا ہے جو مثنوی
شریف [illegible] اہل دل کو ہوتا ہے۔ قیمت
صرف [illegible]

۳۵۹۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا شائستہ طراز ردای خداوند واجب التعظیم است جل شانہ کہ مجنون عشق را لیلای سخن از بطن مادر ہمزاد آورده آلای شاعری در سر انداخت از یں روز بنده ام اکثر اوقات رباعیات و گوہر بے بہا غزلیات بہ بنیان بیان در سلک نظم انتظام میداشت حتی کہ دیوانے ترتیب داده از حسن اتفاقات با جناب مکرم معظم زبدة الشعراء عالم خلاق المعانی سحر سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی دیار بلاغت محک عیار فصاحت چکیده کلک گوہر سلک را اگر مغز قلم گویم بجاست و زادگان طبع وقادش را اگر یوسف وقت خوانم زیباست۔ ابلغ البلغا و افصح الفصحا فصاحت کیش بلاغت اندیش جناب مسٹر جارج پیش صاحب بہادر تخلص شور تعلقہ دار ہرچند پور وغیرہ علاقہ ضلع میرٹھ مدظلہ العالی بوسیلۂ گلدستۂ محبت و والا مجموعہ مودت و سخا حمیده خصال بلند اقبال منشی ہرجیون لال صاحب تحصیلدار قصبہ گوہانہ ضلع رہتک اتفاق ملاقات افتاد بصد شوق و کمال ذوق استدعای تلمذ بخدمت فیض موہبت شاں نمودم۔ از وفور مہربانی و اقتضای حسن اخلاق کہ سجیۂ مرضیہ شیوۂ ذات با برکات است عرض آنم مقبول گردید از آں روز ایں ہیچمدان چودھری محمد ناصر علی خاں۔ المعروف چودھری **محمد ناصر علی خاں** خلف چودھری محمد حیدر علی خاں رئیس قصبہ **گوہانہ** ضلع رہتک داخل زمرۂ شاگردان عقیدت گزیں و حلقہ بگوشان ارادت آئیں گشتہ استفاده غزل گوئی از جناب معزی الیہ حاصل کرده و سیکھم و تخلص خود مضطر قرار دادم و اجزای اوراق سابقہ کہ مثل یوسف عزیز میداشتم دستبرد اخوان زماں پارہ چاک کرده در جادۂ نظام

وانچه از ابتدای شاگردی جناب مخدومی موزون کردم داخل دیوان هذا نموده موسوم به **مضطر** که بروی ابجد تاریخ هم می برآید ترتیب دیوان ساختم۔ حالا التماس بخدمت منصفان سخندانی و نکته سنجان معانی آنکه اگر بمقتضای بشری خطا رفته باشد از دخل بجا بدرستی آن پردازند و این خوشه چین را بدعای خیر یاد فرمایند۔ **قوله** بپوش گر بخطای رسی و طعنه مزن * که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود *

دیباچهٔ ثانی

از عطیهٔ مهربانی محب بی کینه و کد حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب واثق متوطن شهر پانی پت
مدرس مدرسهٔ اسلامیه شهر مذکور خلف لطائف نکتهٔ مبارکه و زائر مدینهٔ منوره حاجی جان محمد صاحب
مرحوم مغفور دخله الله تعالی فی الجنة

بسم الله الرحمن الرحیم

لعل شب چراغ حمد تمام و لالی مدح ثریا نظام نثار بارگاه رفیع ملک العلام که دیوان کائنات به رباعی اربع عناصر افروختهٔ اوست و مسدس مصنع جهات سته بگوناگون بدائع و بوقلمون صنائع قطعه قطعه ساختهٔ اوست۔ زهی مبدع جواد که مشت خاک را با وجود انعام مایهٔ ادراک محسوسات و معقولات گوهر بهای موزونی طبع مستزاد عطا فرمود و مخترع که ضمائر مصفا و قلوب مجلا را بالشوق ترجیع بجود دولت سرمد و جاه ابد بخشود۔ اعظم شانه و عم احسانه و سجود باشی خضوع خامهٔ نیاز آمود نعت بدر آستانهٔ شهنشاه یگانه رسالت پناه زیب تختگاه لی مع الله که جهت موازنهٔ نظم ایمان و قطع عروض بدیع آن کلمهٔ متبرکهٔ شهادت نهاده فرد فرد متکلمین او جنت بمداومت زمزمهٔ بیت الشرف قصائد محامد او لب کشاده مکرم نوالش مطلع هدایت وجود مکونات از جزئیات صغیر صغیر تا کلیات کبیر کبیر است و تحیتهٔ صفاتش مقطع سلسلهٔ نبوت و سلالهٔ خاتمیت او جود نظیر زبان فصیح را با همه بیان فراخ محمدیت او قافیه تنگ و اشهب تیزگام سبک عنان بلیغ دریں تنگ عرصه لنگ یا ایها المشتاقون بوضوح نور جماله صلوا علیه و آله۔ اما بعد نظارگیان وضع تماشا دوست را مژده بنظارهٔ این فرح ناظورهٔ خرد فریب نظر زیب عشرت انگیز مسرت زا و بهجت آمیز طرب فزا که بآئین مطبوع بمنصهٔ شهود از سرنو بجلوه در آمده بجد و مشاطگی طبع سخن سنج مقدس مزاج مکلل تاج نشین و باج

برطلبیں برج حصول مدارج تیسر الف السانیہ بہ ترقی معارج وصول ارتیاج ملکات نفسانیہ سرخوش ایاغ محفل فلاح روشن چراغ انجمن صلاح ناشر شرح فضائل ارلیع فائض منافع ارفع دلیل ساطع سبیل انتفاع کفیل راسخ طریق ارتفاع خازن گنج اخلاق نافع مزیل رنج وروس متواضع مونس طرح نقوش ابداع نقاش الواح حصول اختراع خلیل طبع برآوردن حوائج سہیل فروغ مقبول نتائج مزین وقوع اعمال صالح محرق رواج افعال صالح محقق مواقع اصول فروغ باذل مواضع ال و خشوع مصقول رمح میدان جرح مساول تیغ جہاں فتح سحبان بلاغ لقمان دماغ معین شرع مکمل ورع اعظم رؤسا اشرف الشرفا سر دفتر عمائد گوہانہ چودھری ممدوح زمانہ محمد ناہر علی خاں مد ظلہ الوسیع کہ ہر دو دیوان شیوع یافتہ ملتیبیہ خود را یکجا فراہم آوردہ اند و نام این مجموعہ بعنوان استخراج سال تاریخ سحر مضطر کردہ اند چنانچہ شمار یکہزار و سہ صد شد است دانا دانند کہ چنیں استخراج اعداد بہ تناسب نام عجیب مقام چہ قدر خوب است۔

راقم سطور دیباچہ غلام احمد۔ واثق ہیچ میرز پانی پت مولد خلف حضرت طائف مکہ مبارکہ و زائر مدینہ منورہ حاجی محمد غفر اللہ لہ۔ راچہ یارا کہ سرود ثنا سراید۔ اما زیبا کہ دست بدعا کشاید کہ سامع دعوات واسے رافع درجات نخلبند این باغ تازہ و تر و گرد آورد اسباب انبساط مظہر یعنی واضع دیوان فرح خیز موسوم بہ سحر مضطر۔ را از کرم عمیم خود در دنیا بعمر بصیرت خضر و بجاہ حشمت سکندر با دل فارغ از تشویش احتیاج داراد۔ و در آخرت زیر سایہ علم خورشید پرچم جناب خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پایہ دہاد۔ ہلال اوج اقبال لامع مدام و شمس مرتفع اجلال طالع بالدوام باد۔ فقط۔

ہو العزیز

آغاز دیوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصد کر پہلے قلم توحید ذات پاک کا
ہے وہی مالک زمیں کا عرش کا افلاک کا
کُنہ اوسکی پا سکے مقدور کیا کوئی بشر
بس یہاں چلتا نہیں کچھہ فہم کا ادراک کا
ہے دوا سے دردمنداں نام تیرا یا خدا
تجھہ سے خوش ہوتا ہے آساں خاطر غمناک کا
ملتی ہے افضال حق سے بحر عالم میں نجات
ورنہ دل ڈوبا ہی رہتا ہے ہر اک تیراک کا
صیدگاہ عشق میں او ترک مجھہ نخچیر کو
ذبح کرکے باندھ لے مشتاق ہوں فتراک کا
حکم سے اوسکے نہیں برگشتگی ہرگز روا
دیکھ حال ناروا ابلیس سے ناپاک کا
التجا تجھہ سے یہی ہے یا خدا محشر کے دن
دست مضطر میں ہو دامن صاحب لولاک کا

مداح ہوں میں حضرت رب جلیل کا
دیواں مرا نمونہ ہے باغ خلیل کا
فرد بشر کو کُنہ ہو دریافت اوس کی کیا
بند ہے ملائکوں میں دہاں قال و قیل کا
کیا شان ہے کہ فوج ابابیل سے وہاں
لشکر نہ تاب لا سکا اصحاب فیل کا
فرعون نے نہ چھوڑا جو دعویٰ خدائی کا
کیسا طلاطم اوسپہ ہوا رود نیل کا
بلوایا اپنے دوست کو اوس جا کہ جس جگہہ
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا
کہتے ہیں خاص و عام شہ چاردہ وہ ہے
داغی غلام میرے دل آرا جمیل کا

مصطفیٰ بجا ہے قول شہنشاہ بوظفر
مقدور کس کو حمدِ خدائے جلیل کا

ذکرِ میلادِ پیمبر جو دہاں پر آیا
مرحبا صل علی شور زباں پر آیا

کفر غارت ہوا اسلام نے رونق پائی
جلوۂ نور نبی جبکہ جہاں پر آیا

سرنگوں ہوکے گرے خاک پہ بت ہی سارے
زلزلہ خوف سے کسریٰ کے مکاں پر آیا

اک اشارہ کیا انگشت کا تم نے جبکہ
ہوکے دو ٹکڑے نظر چاند وہاں پر آیا

جس نے کی روضۂ اقدس کی زیارت تیرے
دیکھنے آیا جہاں اوسکو جہاں پر آیا

کہا خوش ہوکے فلک نے کہ قدم چومونگا
حکم معراج کا جب شاہِ زماں پر آیا

مسترد ہوگئیں توریت زبور و انجیل
جب کلام ایزدِ حق آپکی شاں پر آیا

تو ہے وہ شاہ ہوئی عقدہ کشائی تجھ سے
ملتجی جب کوئی اظہار بیاں پر آیا

اللہ اللہ رے رعب شہِ والا مصطفیٰ
ملک الموت نہ بے حکم مکاں پر آیا

وہم ملکوت نے جبجا نہ گذارا پایا
اوسجگہہ حضرت آدم نے اجارا پایا

کردیئے مرگ نے نابود جہاں سے ناجی
سمجھے ہم جب نہ نشاں مرقدِ دارا پایا

آہِ سوزاں نے وہیں سینہ کو اوسکے پھونکا
مثل گردوں جو عدو کوئی ہمارا پایا

تیر ترا ابروئے قاتل سے میانِ عالم
جستجو کی تو نہ خنجر نہ دو دھارا پایا

جو گرا اس میں پتہ پھر نہ لگا کچھ اوسکا
عشق کے بحر کا ہم نے نہ کنارا پایا

خرمنِ ہستیٔ عشاق نہ ہو سوختہ کیوں
برق سے دل کا سوا ہم نے شرارا پایا

کرکے اب وردِ زباں نام محمد مصطفیٰ
ہم گنہگاروں نے بخشش کا سہارا پایا

مصحفِ روئے مری نظروں سے وہ پنہاں ہی رہا
گرچہ کرتا میں تلاوت روز قرآں ہی رہا

دفترِ حکمت میں آزارِ محبت کی دوا
زیست بہر لقماں [illegible] ہی رہا

زلف دکھلا سامنے سے میرے وہ تو چل دیئے
لوٹتا چھاتی پہ میرے ناگ پیچاں ہی رہا

ناز برداری کروں کیونکر تری وحشت میں
نہ قبا بے تن رہی نہ جیب اماں ہی رہا
تو حسیں وہ ہے کہ یوسف جامہ زیبی سے ترے
دیر تک حسرت زدہ سر در گریباں ہی رہا

وصل بت سے کامیابی ہوگی حاصل ایک دن
گرچہ شامل حال **مضطر** فضل یزداں ہی رہا

بانی جور و جفا جب کوئی تم سا نہوا
مورد تیغ و محن بھی کوئی ہم سا نہوا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے مضمون کمر کو تیرے
ایسے گم ہو گئے ہم آپ میں آنا نہوا
حشر میں خلد کے جانے سے کرونگا انکار
گرچہ اے حور نمونہ ترے گھر کا نہوا
دشمنی سے ترے اے باد مخالف ہمکو
خاک در ہوکے بھی اوس کوچہ میں رہنا نہوا
ہوکے بسمل جو میں تڑپا تو یہ قاتل نے کہا
آجتک زیر نظر ایسا تماشا نہوا
قتل سے ہوگئے کتنے ہزاروں بے ہوش
خیر گذری بھی وہ انجمن آرا نہوا
نرگسی چشم تری دیکھکے عاشق تیرا
ایسا بیمار پڑا پھر کہ توانا نہوا

مضطر ایک شعر سے تو جواب غالب
حق یہی ہے کہ نہوتا ہے نہوگا نہ ہوا

ملنے کا پھر پر وہ کہیں ساماں نہیں رکھتا
دل طاقت پرواز پرستاں نہیں رکھتا
موتی کو بھلا دامن خواہش میں بھروں کیا
اشکوں کی شباہت در غلطاں نہیں رکھتا
اے مصحف رخسار تصور میں تمہارے
کب پیش نظر اپنے میں قرآں نہیں رکھتا
مایوس شہادت سے ہوں کس لیئے ہمدم
پاس اپنے وہ اب خنجر براں نہیں رکھتا

گو پٹا ہے طبیبوں سے جہاں اے دل **مضطر**
پر درد کا تیرے کوئی درماں نہیں رکھتا

کوچہ یار کو جب خلد سے منسوب کیا
تب ہی جنت کو دل شیخ نے مرغوب کیا
بیحجابی سے تری چرخ نے غیرت کھاکر
شفق شام میں خورشید کو محجوب کیا
نہوا یوسف ثانی کا میسر دیدار
گرچہ آنکھوں نے مری گریۂ یعقوب کیا
ہوش اور عقل کا تھا کشور دل میں جھگڑا
حضرت عشق نے دونوں ہی کو مغلوب کیا

آجکل روتے بہت سر کو پٹک کر مضطر
دل بتوں کو نہ دیا تم نے بہت خوب کیا

غم فراق فلک نے بڑھا دیا میرا
رفیق و مونس و ہمدم چھڑا دیا میرا
اچاٹ نیند رہی رات بھر نہ وہ سوئے
فسانہ یہ اونہیں کس نے سنا دیا میرا
صبا یہ دشمنی کب کی نکالی تونے جو
غبار کوچہ سے اوسکے اوڑا دیا میرا
رہین شوق ہوں قاصد سے پہلے خط اوسکے
مثال کاغذِ بادی اُڑا دیا میرا
تڑپنا طائرِ بسمل کا اوسکے حاصل تھا
کسی نے کیوں نہ اُنہیں دل دکھا دیا میرا
لگے وہ کہنے مرے ضعف حال کو سنکر
پسینہ کیوں نہیں اونکو سنگھا دیا میرا

نہ کیونکر رشکِ مسیحا اوسے کہوں مضطر
کہ لب ہلاتے ہی لاشہ جلا دیا میرا

مچ رہا ہے چار سو عالم میں غل فریاد کا
انتہا ہے کچھ بھی ظالم اس تری بیداد کا
سنکے میرا اونکا ذکرِ خیر حسن و عشق اب
بھول سب قصہ گئے شیریں کا اور فرہاد کا
توڑ کر بازو بچایا زحمتِ پرواز سے
رحم ہے حق میں مرے یہ بھی ستم صیاد کا
یاد آتا ہے مجھے بیساختہ وہ سرو قد
باغ میں جب دیکھتا ہوں نخل میں شمشاد کا
اشک پینا ہو گیا طفلی ہی سے اپنی غذا
ہے گماں اب آنسوؤں پر شیر مادرزاد کا
ہم ازل سے ہیں گرفتارِ خمِ زلفِ یار کے
ظلم سہنا کھیل ہم کو ہو گیا صیاد کا

بحرِ عالم میں حباب آسا ہے مضطر۔ زندگی
دیکھنا نازاں نہ ہونا زیستِ بے بنیاد کا

ہوا ہوں کشتہ میں اک ابروئے خمدار جاناں کا
ہلال چرخ پر مجھکو گماں ہے تیغ بُرّاں کا
شفق میں جو نہاں خورشید گردوں آ کے ہوتا ہے
یہ پرتو ہے پری پیکر تمہارے روئے تاباں کا
شبِ وصلِ صنم یا رب میسر ہو کہیں جلدی
سہا جاتا نہیں اب تو یہ صدمہ روزِ ہجراں کا
خدا بخشیگا جب مجھکو کرونگا تیری ہی خواہش
نہونگا حشر میں خواہاں کبھی میں حور و غلماں کا
نہیں جانبر ہوا جس کو ڈسا اس مار کاکل نے
بلا کا زہر ہے قاتل تمہاری زلف پیچاں کا

کریگا کیا کوئی درماں مریضِ عشق وہ ہوں میں
کہ جس سے وہم بڑھتا ہے ارسطو اور لقماں کا
بپا ہو جائیگا طوفاں نفس سے بحرِ عالم میں
رہا سیلاب گر جاری ہماری چشمِ گریاں کا

نہیں چھلنی تری تیرِ نظر سے یہ دلِ **مضطر**
جسے دیکھو مشبک ہے تمہاری تیرِ مژگاں کا

نہیں ملنے کا قابو مجھ سے دلبر ہو نہیں سکتا
ترا ملنا ترے قبضہ سے باہر ہو نہیں سکتا
کریں مارِ سیہ تسخیر جس سے کامرو والے
وہ ناگن زلف پر منتر موثر ہو نہیں سکتا
سنا دیتے ہو جو اے ہمدم خبر دلبر کے آنیکی
کہاں ایسا نصیب اپنا یہ باور ہو نہیں سکتا
دلِ بسمل کئے ہے وردِ زباں ہر دم یہی کلمہ
مقابل ابروئے قاتل کے خنجر ہو نہیں سکتا
مجھے ہو چین کیونکر چارہ گر اس بیقراری سے
غمِ ہجراں فرو سینہ سے دم بھر ہو نہیں سکتا
مرے بالیں پہ وقتِ نزع یوں لقمان بھی بولا
کہ بیمارِ محبت سے یہ جانبر ہو نہیں سکتا
وہ خوشبو پر لطافت ہے پسینہ میں ترے گلرو
کبھی یہ عطرِ گل جسکے برابر ہو نہیں سکتا

نکالوں چیر کر پہلو ابھی اس دل کو اے **مضطر**
اگر یہ زینتِ آغوشِ دلبر ہو نہیں سکتا

مجھ سے جبتک وہ گل نہیں ملتا
غنچۂ دل ذرا نہیں کھلتا
سیتی سب کچھ ہے سوزنِ تدبیر
چاکِ تقدیر پر نہیں سلتا
ہے گلوگیر طوق جوں قمری
خودبخود کچھ گلا نہیں چھلتا
ہو چکے سب فسونِ بنگالہ
مارِ کاکل مگر نہیں کِلتا

آہ **مضطر** جو بے اثر ہوتی
آسماں یوں کبھی نہیں ہلتا

کب دلربا سے وصل کا اقرار ہو گیا
خوابیدہ بخت کب مرا بیدار ہو گیا
موزوں یہ وصف کیا کمرِ یار ہو گیا
عنقا تھا ایک وہ بھی گرفتار ہو گیا
آنا [illegible] بوسۂ رخسار ہو گیا
ہر موئے زلف حق میں مرے مار ہو گیا
[illegible] ہو گیا
[illegible] ادا ہو گیا

بر طرح - گل کردیا چراغ ہمارے مزار کا :

ہردم وصال کا ہی لیت و لعل رہا
اقرار ہو گیا کبھی انکار ہو گیا
شیریں کو تب قلق ہوا تاثیر عشق سے
فرہاد جب فنا لب کہسار ہو گیا
بدبخت اس قدر ہوں میں باغ جہان میں
جس گل پہ ہاتھ ڈالا وہی خار ہو گیا

موسے کی مثل ہوش نہ مضطر رہا انہیں
جنکو نصیب جلوۂ دیدار ہو گیا

زخمی وہ ہوں میں ناوک مژگان یار کا
ہٹتا جگر ہے دیکھ سکے ہر چارہ کار کا
اقرار کرکے بارہا انکار کر گئے
کسکو یقیں ہو آپکے قول و قرار کا
ہم خوب تجھکو دیویں گے دست جنوں سزا
باقی رہا جو نام گریبان کے تار کا
رخ کی کبھی ہے یاد تو زلفوں کی ہے کبھی
تجکو بھی ہے مشغلہ لیل و نہار کا
زلف دراز یار کو اے دل نہ چھیڑ تو
ہر سمت شور ہو گا ابھی مار مار کا
کہیئے تو بہا ابھی طوفان نوح بھی
ادنی سا کام ہے یہ مرے چشم زار کا
گر زلف عنبریں کی ہو خوشبو مجھے نصیب
بھولے سے بھی نہ نام لوں مشک تتار کا
ملفوف خط میں کردیئے لالہ کے ہمنے پھول
جب لکھ سکے نہ حال دل داغدار کا
لرزاں ہمارا دیکھکے مرقد وہ کہتے ہیں
شاید مزار ہے یہ کسی بیقرار کا
ہوگا کسیکو وصل میں حاصل نہ لطف وہ
ہمنے مزا اُٹھایا ہے جو انتظار کا
شاید خمیر خاک کسی منتظر کا ہے
نرگس جو دم بھرے تھے انتظار کا
بعد از فنا یہ دشمنی ہم سے صبا نے کی
گل کردیا چراغ ہمارے مزار کا

مضطر فنا ہے سبکو کسیکو بقا نہیں
لیکن سخن سبب ہے بڑا یادگار کا

نہ فرماؤ تم عزم جاناں سفر کا
بپا مجھپہ ہووے گا صدمہ سقر کا
فغاں کو مری سنکے آہستہ بولے
مچا آج کیسا یہ غل شور و شر کا
ہوا سامنا جبکہ ناوک فگن سے
لیا کام سینہ سے ہمنے سپر کا
ابو جہل سب ہی پیمبر نہ سمجھا
ہوا معجزہ گرچہ شق القمر کا

حضرت شور — کس دن وہ یاد مہر درخشاں نہیں رہا ؎

م شکوے دل میں ہزار ہیں لیکن ؎ موُنہہ پر اونکے کہا نہیں جاتا ؎

مژہ اور ابرو خدا خیر رکھے
کہ ہے سامنا آج تیر و تبر کا

ولا دام گیسو میں ہرگز نہ پھنسنا
کہ پھر تجھ سے اصلا نہ جائے گا سرکا

نہ کوٹھے پہ جانا کبھی بھول کر تم
خلل ہو نہ جائے کسی کی نظر کا

شب وصل میں بھی نہ چین آیا ہمکو
رہا دغدغہ دل پہ وقت سحر کا

جو قاتل کو خواہش ہے دے ڈالو مضطر
گراں تن پہ ہوتا ہے یہ بار سر کا

ظلم ہر دم سہا نہیں جاتا
زیر گردوں رہا نہیں جاتا

چاند داغی غلام ہے تیرا
ماہ تجھکو کہا نہیں جاتا

وصل ہونا تو غیر ممکن ہے
ہجر میں بھی موا نہیں جاتا

اے فلک تیری ہو کہیں بدلی
ظلم تیرا سہا نہیں جاتا

ہونٹھ چاٹا کرینگے ساری عمر
لب کا بھولا مزا نہیں جاتا

تیرے عشاق کا رفوگر سے
جیب و داماں سیا نہیں جاتا

ایسا ممسک بنا وہ شاہ حسن
ایک بوسہ دیا نہیں جاتا

تیغ ابرو کا تیرے اے قاتل
وصف ہم سے کیا نہیں جاتا

ناصحا آپ کی نصیحت سے
عشق ہم سے چھپا نہیں جاتا

چھوڑ جاتے ہیں روز وہ بسمل
تاپ قصہ کیا نہیں جاتا

شور و نالہ سے تیرے اے بلبل
آسماں کچھ ہلا نہیں جاتا

ناتوانی نے کر دیا عاجز
حیف اون سے ملا نہیں جاتا

میری حالت زبانی کہہ دینا
قاصدا خط لکھا نہیں جاتا

کوئے جاناں کو چھوڑ کر مضطر
سوئے جنت چلا نہیں جاتا

کس دن خیال کاکل پیچاں نہیں رہا
کس شب ہمارا حال پریشاں نہیں رہا

اوس لعل لب سے ہے نہ فقط لعل ہی خجل
در عدن بھی لائق دنداں نہیں رہا

بر گشتہ مجھ سے اونکو رقیبوں نے کر دیا
وہ قول اونکا اور وہ پیماں نہیں رہا
بوسہ طلب جو کرتا ہوں کہتے ہیں وہ کہ تو
ہٹ جا کہ موںہہ لگانیکے شایاں نہیں رہا

مضطر سنا ہے جب سے کہ بخشیگا وہ کریم
اندیشہ دل میں پرسش عصیاں نہیں رہا

کشور دل میں اگر عشق نہ سلطاں ہوتا
روح کے رنج کو کب جسم کا زنداں ہوتا
عشق ہم کو نہ اگر کاکل پیچاں ہوتا
اسطرح سے نہ مرا حال پریشاں ہوتا
دشمن جاں ہتا فلک خوب رلاتا ہم کو
باغ عالم میں اگر کچھ بھی میں خنداں ہوتا
بھولتا دشت نوردی کی مصیبت مجنوں
ساتھہ میرے جو وہ ہمگشت بیاباں ہوتا

طشت از بام ہو کس لیے حال مضطر
عشق اور مشک تو ہرگز نہیں پنہاں ہوتا

جسم فرقت کے ہوا رنج و محن میں تنکا
ہو گیا وصل کی میں ہلنے لگن میں تنکا
یوں نمایاں ہے مرا جسم تہہ جامۂ تنگ
جیسا لپٹا ہوا رکھا ہو کفن میں تنکا
زلف کے ناگ کو انگشت لگائی تو کہا
ارے ناداں نہ لگا سانپ کے پھن میں تنکا
مجکو مژگاں سے عبث کرتا ہے بسمل قاتل
تیر کا کام کہیں دیتا ہے رن میں تنکا

رحم کرتا نہیں مضطر پہ وہ ظالم ہرگز
گرچہ لیتا ہوں میں ہر بار دہن میں تنکا

مغرور جو ہوا ہی حیات قلیل کا
محتاج کیوں ہو اپنے حق میں دلیل کا
غافل بگوش ہوش تو سنتو ہی ذرا
آوازہ سر پہ ہے ترے کوس رحیل کا
بیمار وہ ہوں جسکو ارسطو بھی یہ سکہے
پانا شفا بعید ہے ایسے علیل کا
تڑپا کے مجکو کہتا ہے قاتل ہر ایک سے
قابل یہ دید کے ہے تماشا قتیل کا

مضطر تمہارے قول کو حاسد بھی کہتے ہیں
جوہر یہ آبدار ہے تیغ اصیل کا

آغوش میں اغیار کے جب تو نظر آیا
تجھ میں سب رشک سے پہلو نظر آیا

کشتہ ہوں ہجر یار کا مایوس وصل ہوں ۔ اب تو قضا کہ زیست کا ارماں نہیں رہا ۔
مضطر — رہے آنکو کوئی صحن چمن میں ۔

جو وقت جلانے لگی دل آتشِ ہجراں
کچھ کچھ یہ معاون ہیں آنسو نظر آیا

چھوٹا جو کوئی ہاتھ سے اس ابرو کماں کے
پیکاں وہی سینہ میں ترازو نظر آیا

کاکل نے سمجھ بیضۂ تہِ زلف دبایا
جب کان میں تیرے اوسے لولو نظر آیا

مداح ہوں میرے لیئے ہو جائیگا جلوہ
مرقد مجھے تاریکی میں جب مہو نظر آیا

مقتل میں کفن بارہا باندھے گئے سر سے
قصہ نہ مگر زیست کا یکسو نظر آیا

پروانہ نمط جلنے کو طیار ہوئے ہم
جس بزم میں جب کوئی شمع رو نظر آیا

کر دیں گے رفو چاک گریباں ترا مضطر
گر سوزنِ تدبیر پہ قابو نظر آیا

اُس سے مت مل کبھی ہرگز جو ہے بدظن اونکا
تیرا دشمن ہے وہی جو کہ ہے دشمن اُنکا

شل ہو سے ہوئے عشاق ہزاروں بیہوش
جب سر بام وہ جلوہ ہوا روشن اُنکا

چوں کتاں جس نے کیا جامۂ ہستی ٹکڑے
حشر کو ہوگا مرے ہاتھ میں دامن اُنکا

قبر بھی بعد مو پتھر سے بنانا میری
نعل لو ہے کا اگر رکھتا ہے توسن اُنکا

حسرتِ دید میں پتھرا گئیں آنکھیں لیکن
در سے اٹھا نہ کبھی پردۂ چلمن اُنکا

ہمسرِ حسن حسیں خاک ہو یوسف اُنسے
ماہ کو خور کو میسر نہیں جوبن اُنکا

عشوہ و ناز ادا ہیں سبھی خواہاں دل کے
ایک انداز فقط ہے نہیں رہزن اُنکا

پارۂ دل کے رفو کا تو ارادہ مت کر
سخت دشوار ہے سیناری سوزن اُنکا

ہوں جو مقتول تری تیغ نگہ سے قاتل
کو بکو کیوں نہو آوارہ سر و تن اُنکا

وصل میں عیش رہا پھر بھلا کیا ہے باقی
بنگیا جبکہ طرفدار مؤذن اُنکا

کر حذر تو اثرِ نالہ کشوں سے گردوں
چھان دیویگا جگر کو ترے شیون اُنکا

چیں جبیں ہوویں و یا رخ پہ بکھیریں زلفیں
دل کو مرغوب ہے ہر طور سے جوبن اُنکا

آتشِ ہجر نے جس جس کے جگر کو بھونا
ہوگیا صاف دروں ہائے رے گلخن اُنکا

لطف جو جو ہیں ادا ہٹ میں بسی سنگے تری
ذکر لاتی ہے سدا باغ میں سوسن اُنکا

ہوئی خورشید کے چہرہ پہ خجالت مضطر

جلوہ گر ہو گیا گر وہ رخ روشن انکا

خواہاں نہیں ہیں افسر و تاج و سریر کا
دریوزہ گر ہوں جلوۂ روئے منیر کا

کسدن قبول عرض ہو کسدن نصیب دید
پڑھتا وظیفہ ہوں میں سمیع و بصیر کا

شائق ہیں تیرے حور و ملک جن و آدمی
مرجع تو کس طرح نہو جم غفیر کا

کوئے صنم کو چھوڑکے باغ جناں نہ جا
رہتا ہے مشورہ یہی میرے مشیر کا

لوٹیں وصال یار کے دل کھولکر مزے
ہو جائے انقلاب جو چرخ شریر کا

ملتے جو دیکھا غیر کو واں عطر رشک سے
ہاتھوں میں یہاں رہا نہ نشاں بھی لکیر کا

اللہ رے فرط جوش جنوں میرے ساتھ قیس
محتاج عاجزی سے ہوا دستگیر کا

کیونکر نہووے سہو سے انساں کو ارتباط
طفلی میں اسکو شوق رہا خام شیر کا

ہووے جو چشم نم سے مرے آکے دوبدو
تو یہ کہاں یہ مرتبہ ابر مطیر کا

ہے آج کل روانی طبیعت میں اسقدر
اول سے شعر ہوتا ہے بہتر اخیر کا

مضطر جناب شور کی برکت سے کیا عجب
ہو شاعری میں نام جو تجھ سے حقیر کا

سر پہ فرہاد نے تیشہ جو جبل میں مارا
جذبۂ عشق نے شیریں کو بغل میں مارا

گر پڑے لاکھوں ہی دل جھڑکے زمیں پر ملنے
شانہ جب کاکل بلدار کے بل میں مارا

سارئ محفل کو کیا رقص میں تو نے بسمل
جو بچا اوسکو ترانہ میں غزل میں مارا

ناز نے غمزہ نے عشوہ نے پریرو تیرے
کیا کہوں پل میں جلایا مجھے پل میں مارا

کوئی تسخیر محبت کا نہ دیکھا تعویذ
گرچہ عامل نے بہت زور عمل میں مارا

گر رہا تجھکو نظر بازی کا لپکا اے دل
واقعی جائیگا تو آج میں کل میں مارا

ہو گئی وحش و طیوروں میں قیامت برپا
تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل میں مارا

حق شناسی تو منجم کو نہ آئی ہرگز
دم تشخیص سدا فکر زحل میں مارا

کرکے کشتہ مجھے قاتل نے یہ شوخی سے کہا
کیا یہ بیچارہ گیا ہائے دغل میں مارا

ہمسری ہم سے عدو تجکو یہ ہو طاقت کیا ہے
بارہا تو تو گیا رد و بدل میں مارا

جب رقیبوں سے لگا ملنے وہ دلبر مضطر
دلِ مضطر کو اُٹھا ہم نے بغل میں مارا

جسکو اس عشق کے ہر لحظہ خلل نے مارا
اوسکو بے موت ہی آ یارو اجل نے مارا
یار غیروں کے وہ ملنے سے نہ آیا ہرگز
مجھکو ہر روز کے اس رد و بدل نے مارا
سوگئے تکیہ کو ہم لیکے بغل میں جسدم
قہقہہ یار کے اوسوقت بغل نے مارا
جس طرح ہم کو کیا ابروئے قاتل نے شہید
یوں کسیکو بھی نہیں تیغ و رفل نے مارا
پہلواں وصل کا مشتاق جو دل تھا میرا
اوسکو طولانی فرقت ترے بل نے مارا
جس سے کچھ اختر طالع کی ہو گردش معلوم
ایسا پاسہ نکوئی اہل رمل نے مارا
وعدہ بوسہ کا ہے اوس عہد شکن کو پل پل
ہر گھڑی مجھکو مرے یار کے پل نے مارا
آج کہتے نہیں کل کل ہو زباں سے کہتے
بے وفا مجھکو تری روز کی کل نے مارا
نہ کیا ہم نے یقیں قول و قسم کا ہرگز
ہاتھ پر ہاتھ ہی گو اہل دغل نے مارا
عشق وہ جن ہے کہ اُترا نہیں چڑھکر سر سے
زور گو حد سے سوا اہل عمل نے مارا

شوق نظارہ میں کہتا ہے کہ چل چل جلدی
دل مضطر تری ہر وقت کی چل نے مارا

جس نور کا ظہور سر کوہ طور تھا
جلوہ وہ تیرے حسن کا اک رشک حور تھا
آنکھوں میں کچھ خمار تھا دلمیں سرور تھا
مست شراب عشق کو دیکھا ضرور تھا
پہلے سے بھی نہ تم نے کبھی یاد کی مری
بندہ اگرچہ دور تھا دل تو حضور تھا
زلفوں کا تیری عشق چھپاتا کہاں لیے میں
پہلے ہی یہاں دماغ میں میرے فتور تھا
ساق بلوریں یار کی ساقوں کو کہتا کیا
نظروں سے یہاں گرا ہوا سنگ بلور تھا
فرقت کے حادثوں کو اٹھا کر بچشم غور
دیکھا تو اپنا شیشۂ دل چور چور تھا
وحشت دلا کے تنگ کیا زلف نے مجھے
واعظ جناب آفریں یہ بھی شعور تھا
دیکھا رخ نگار تو فق آئینہ ہوا
کیا بس اسی صفائی پہ کرنا غرور تھا
اوس رو کو رشک ماہ سے ماہ دو ہفتہ سے
ہوتا جو دو بدو تو سراپا قصور تھا

بوسہ لیا لبوں کا اجازت بغیر جو
کیجے خطا معاف دل ناصبور تھا
بادِ صبا غبار ہمارا بکوئے یار
لیجاتی تو جو کیا کوئی عاید قصور تھا
کیوں عاصیوں کو تونے سزادی کہونگا یہ
یارب ترا تو نام ہی ربِ غفور تھا
سجدے فرشتے کرتے تھے آدم کو جس لیئے
وہ تو جبینِ پاک میں احمدؐ کا نور تھا

پہونچے فلک پہ آہونکے شعلے نکل نکل
مضطر درونِ دل وہ تمہارا تنور تھا

جب وہ شمشیر بکف بہرِ قتائل آیا
دلِ ناداں نظر اپنا ہمیں گھائل آیا
جان و دل کے تو بہت مانگنے والے آئے
پر تنِ زار نہ تیرا کوئی سائل آیا
آگئی یاد ہمیں مصحفِ رُخ کی اپنے
جب کوئی ڈال کے گردن میں حمائل آیا
شادیٔ مرگ ہوئی ہم کو بقولِ شاعر
نزع کے وقت جو وہ حور شمائل آیا
سامنے تیرے ہوئی اوسکی زباں کو لکنت
کرکے دعویٰ جو مدلل بدلائل آیا
کیوں نہ بدلی کی دعا حق سے وہ مانگی ہر دم
اے فلک جور سے تیرے جو ہو قائل آیا
کہدے اے زلف تو ہی ہم سے بشرطِ انصاف
دل کے دینے میں اگر عذر ہو حائل آیا
ہے یہ نیرنگیٔ تقدیر کا اپنے لکھا
وہ ہی دشمن ہوا جسپر دل مائل آیا

جبکہ پرسش لگی اعمال کی ہونے مضطر
کارگر کچھ نہ وہاں فکرِ فضائل آیا

مشبکِ دل کہاؤں گر ترے مژگانکے تیرونکا
کلیجہ مونہہ کو آجائے یقیں ہے گوشہ گیرونکا
کماں کی طرح سے ہوتا نہیں تو کس لیئے ٹکڑے
تعشق ہے اگر تجکو دلا ماہ منیرونکا
رہی پرواز کی طاقت نہ جب اس طائرِ دل کو
دیا صیاد نے حکمِ رہائی تب اسیرونکا
الٰہی آمدِ جوشِ جنوں میں کیا ہوئے دونوں
پتا ملتا نہیں فہم و فراست کے مشیرونکا
نہیں ہونیکا گل بالکل کبھی بادِ مخالف سے
مزارِ شمع روشن ہے سدا روشن ضمیرونکا
تمنا مغفرت کی ہے کہ ہے غفار نام اوسکا
وگرنہ انتہا کیا ہے گناہانِ کبیرونکا

عجب کیا ہے جو مضطر اپنی وہ شانِ کریمی سے

لدا ے بے لوا بخشدے رتبہ امیرونکا

صد حیف کہ وہ غیرتِ شمشاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا
تو فخر ہے کونین ترا رتبہ ہے عالی
یوں روز ازل سے ترا ہمزاد نہ آیا
تھا شوقِ شہادت ہمیں اے وائے مقدر
شمشیر بکف آج بھی جلاد نہ آیا
قامت کو ترے دیکھ کے اے قامتِ موزوں
دیکھا تو کوئی خوش مجھے شمشاد نہ آیا
کیا عشق کی لذت سے خبردار ہوا تو ٭ جب ضبط کا یارا تجھے فرہاد نہ آیا ٭
تسخیر کے لاکھوں ہی عمل کر چکے لیکن
قابو میں ہمارے وہ پریزاد نہ آیا
تب آہ کے تیروں سے لیا خوب ہی بدلا
جب راہ پہ چرخِ ستم ایجاد نہ آیا
لیتے نہ ترا نام بھی ای عشق کریں کیا
آغاز میں انجام ہمیں یاد نہ آیا
مغموم وہ ہوں میں کہ کوئی اہلِ مسرت
ملنے کو جو آیا بدلِ شاد نہ آیا
جاتے ہیں وہاں ہنسلیاں منت کی بڑھانے
یہاں بیڑیاں بھی کاٹنے حداد نہ آیا

مضطر وہ کٹی رات ہمیں مضطربی میں
جب وعدے پہ اپنے بتِ بیداد نہ آیا

شکر صد شکر کہ مدت میں مقدر چمکا
آج جو قتل کو میرے ترا خنجر چمکا
عید کے چاند کا دھوکا ہوا ہے ماہِ صیام
اپنی پیشانی کا اے شوخ نہ جھومر چمکا
ناتواں ہوئیں نہیں تیرے غضب کے لائق
مجھ پہ اے چرخ نہ تو دیدۂ اختر چمکا
کر کے بسمل مجھے قاتل نے کہا یوں دیکھو
خونِ عشاق سے کیا تیغ کا جوہر چمکا
مثل موسے کے میں ہو جاوں بلا سے بیہوش
بر سرِ بام تو جلوہ مہِ انور چمکا
نہوا محو رہِ راستی اصلا اوسکو
جسکے ہمراہ رہا خضر سا رہبر چمکا

شیشۂ دل تو ہے زنگِ کدورت چھایا
کیا ہوا جسم جو ظاہر لیا مضطر چمکا

روئے تاباں سے نقاب اوسنے اٹھانے نہ دیا
روشنی مہرِ درخشاں کو گھٹانے نہ دیا
خوں بہا کیسا شہادت بھی میسر ہوئی
تیغ قاتل سے گلا ہاے کٹانے نہ دیا
اپنے اعجاز سے جب چاہا جلایا اوسنے
شکر احسان مسیحا کا اٹھانے نہ دیا

ظلم جو چاہا کیا تو نے ستمگر ہم نے
حرف شکوہ کا زباں پر کبھی آنے نہ دیا
تو بکو کبھی اوسے تشہیر ہماری منظور
اسلئے زیر زمیں نعش دبانے نہ دیا
کفِ افسوس ملے رشک میں کیا ہی ہم نے
عطر پوشاک میں جب اوسنے لگانے نہ دیا

ہو چلے جان فنا مضطربی میں **مضطر**
تسپہ بھی شرم و حیا نے اُنہیں آنے نہ دیا

جب پیک اجل حضرتِ قیوم سے آیا
تب نکلے کہیں ہستی موہوم سے آیا
وحشت ہی کہتی ہے کہ ہاں چل سوئے صحرا
کیا خوب جنوں اسکے برس دسوم سے آیا
جانا ہی جاناں سے ہوئی جبکہ جدائی
دن سخت یہ اس طالع شاؤم سے آیا
محروم شہادت رہے اسے وائے مقدر
کیوں خوف اونہیں خشکی حلقوم سے آیا
غمگیں وہ ہوں کیا مجھسے ملیں اہل مسرت
جز غم نہ کبھی صحبتِ مغموم سے آیا
دامن پہ گرا اشک تو یوں چشم پکاری
رونا ہی نہیں کودکِ معصوم سے آیا

مضطر کو ہو کیا خاک خبر کوے صنم کی
پھر کر نہیں کوئی رہِ معدوم سے آیا

ہنسانا و ستم میرا اونہیں منظور کیوں ہوتا
اگر منظور ہوتا ہی تو میں رنجور کیوں ہوتا
بُرا ہونا تو آئی کا کیا محروم قسمت نے
وگرنہ کوئے جاناں سے بھلا میں دور کیوں ہوتا
نہ پڑتا پرتو تجہہ پہ اگر اوس رشکِ یوسف کا
خدا سے ملتجی زاہد ترا اسے حور کیوں ہوتا
بہ پیش حضرت آدم اگر اک سجدہ کر لیتا
تو ابلیسِ لعین شیطان پھر مشہور کیوں ہوتا
نہ دکھلاتی جو مشاطہ اوسے اسباب خود بینی
تو پھر صورت پہ اپنے وہ حسین مغرور کیوں ہوتا
جو طاقت صدمہ سہنے کی نہ ہوتی عشق باز کو
جفا کا خوگر و یونہیں بھلا دستور کیوں ہوتا

گرائے تم نہ نظروں سے دلِ دلگیر **مضطر** کو
تو پھر سنگِ حوادث سے یہ شیشہ چور کیوں ہوتا

کیا غضب کا تری چتون نے نظارا مارا
گویا بیمار قضا تہا کہ قضا را مارا
تمہیں آزار دا واجب ہوئے دشمن میرے
کر لے فریاد کہاں جاؤں تمہارا مارا

قتل ہوجانے پہ بھی دیکھ تو قاتل ہم نے
ضبط سے کام لیا دم نہ دوبارا مارا
ہم نے گردن کو وہیں اپنے جھکایا ہوگا
تیغ ابرو کا جہاں تو نے اشارا مارا
اوسکو بے موت ہی عشق جہاں سے کھویا
راہ میں تیرے قدم جس نے قضا را مارا
مجھسے عاشق کا ہے کیا مارنا مشکل تجکو
گیسو بکھرا ہوا جسوقت سنوارا مارا
پہلے تو قتل کیا پھر کہا بھولے پن سے
کسی بے رحم نے ناحق یہ بچارا مارا
گر یہی منظور تجھے قطع محبت ہم سے
ہاتہ پر ہاتہ بھلا کیوں تو نے ہمارا مارا

شب فرقت میں یہ حالت رہی مضطر تا صبح
کبھی رویا کبھی نالہ کیا نعرا مارا

دل کے زخموں کا کہیں تار رفو ٹوٹ پڑا
ٹپ ٹپ آنکھ سے میرے بھی لہو ٹوٹ پڑا
روح تشنہ کسی میخوار کی کیا تھی ساقی
ہاتہ سے تیرے جو یہ جام و صبو ٹوٹ پڑا
زخم سینہ پہ جو عاشق کے دیا تھا ٹانکا
دیکھ جراح وہی تار رفو ٹوٹ پڑا
خط تقدیر جب عاشق کا سوا تھا تحریر
ای قلم کس لیئے اسوقت نہ تو ٹوٹ پڑا

چرخ نے چرخ میں مضطر کو ہمیشہ رکھا
رقیبوں پہ نہ بھولے سے کبھو ٹوٹ پڑا

گفتگو مجکو جیسے تیرا اے گل تر ہوگیا
بلبل نالاں کی صورت حال ابتر ہوگیا
نکہت مشک ختن کب اونکو خوش آئے بھلا
مغز جنکا زلف جاناں سے معطر ہوگیا
تیری پیشانی کی افشاں دیکھکر اے مہ لقا
چرخ پر شرمندہ ہر اک آج اختر ہوگیا
بیت ابرو کی بندہا جب سطر بندی کا خیال
جسم میرا تب سے لاغر شکل مسطر ہوگیا

پیشتر تاثیر بھی پر اب اثر مضطر کہاں
آہ سوزاں میں ہمارے زور کمتر ہوگیا

اوس شمع رو کا جب سے میں دیوانہ بنگیا
دل بھی ہزار جان سے پروانہ بنگیا
صیاد مرغ دل کی ہمارے گرفت کو
کاکل تو دام ہوگئی تل دانہ بنگیا
شوق وصال ساقی ہے ذوق شراب سے
زاہد کا بھی مزاج لو رندانہ بنگیا

وعدہ کی شبکو پاؤں میں مہندی لگالیے
انکار اوس نگار کا فرزانہ بنگیا

وحشت خاک ہوں کہ مری خاکِ زشت سے
مسجد بنی کہیں کہیں بتخانہ بنگیا

کر شکر عندلیب دعا باغباں کو دے
گلشن میں آچمن ترا کاشانہ بنگیا

کیا زیست مستعار کا **مضطر** ہے اعتبار
لبریز جبکہ عمر کا پیمانہ بنگیا

سیلاب اشک دیدۂ گریاں میں رہگیا
تہوڑا سا فرق نوح کے طوفاں میں رہگیا

آیا نظر جو بام پہ جلوہ نگار کا
مثلِ کلیم ششدر و حیراں میں رہگیا

الفت کو گل کے بھول ہی جائیگی عندلیب
دم بھر وہ رشکِ گل جو گلستاں میں رہگیا

ایام خوب گذریں گے صحبت میں قیس کے
مجنوں اگر تمھارا بیاباں میں رہگیا

رہتا لٹکتا گر دل **مضطر** تو خوب تھا
کیوں شانہ اوسکے کاکل پیچاں میں رہگیا

عاشق ہوں میں اس کاکل پیچاں کی شکن کا
مشتاق گلو کیوں نہو ہر وقت رسن کا

غش آئے یقیں ہے اوسے موسے کی طرح سے
دیکھے اگر عالم کوئی جوبن کی پھبن کا

تجھ گوہر یکتا کی ہو دنداں سے مقابل
توبہ یہ کہاں حوصلہ ہے دُرِّ عدن کا

دے قاتلِ سفاک اوسے اپنا دوپٹہ
مقتل میں ہے کشتہ ترا محتاج کفن کا

سونے کی طرح زرد ہوا جاتا ہے **مضطر**
کیا جانے اوسے عشق ہے کس سیم بدن کا

شمشیر بکف آپ کا آنا نہیں اچھا
بیجرم و خطا خون بہانا نہیں اچھا

کرتے ہو ثنا زاہدو کیا خلد بریں کی
جز کوچۂ صنم اور ٹھکانا نہیں اچھا

ڈر ہے مجھے عالم میں نہ طوفان بپا ہو
ان آنکھوں کا ای چشم رلانا نہیں اچھا

بن داموں کے بکتا ہے حسینونکی محبت
سچ تو ہے یہی دلکا لگانا نہیں اچھا

اے ظالم بیداد ذرا خوف خدا کر
مظلوم کا ہر وقت ستانا نہیں اچھا

طرح۔ نافہ میں لہو سوکھ گیا مشکِ ختن کا۔

ای ابرو دلدار تری تیر مژہ کو
جز سینۂ عشاق نشانا نہیں اچھا

جو عشق میں گذری سہو دلسے اوسے مضطر
شکوہ کا زباں پر کبھی لانا نہیں اچھا

جس نے اکبار ترے کوچہ کو جاناں دیکھا
اوسنے پھر کر نہ کبھی سوے گلستاں دیکھا

اوس پری کا نہ ملا کوئی مشابہ اصلا
ملک جنات کا تا ملک پرستاں دیکھا

ہے غضب سے ترے رستم کا بھی زہرہ پانی
اس نزاکت پہ تجھے شیر نیستاں دیکھا

فی الحقیقت دل عاشق نہیں ہوتا ٹھنڈا
آتش ہجر سے دیکھا جسے تفتاں دیکھا

مثل پروانہ ہر اک اوسپہ ہوا ہے مضطر
گر کسی بزم میں وہ شمع شبستاں دیکھا

بر طرح - اگر کاہی جمال اپنا دکھا دوگے تو کیا ہوگا [illegible]

اگر تم ترش ابرو دکھا دوگے تو کیا ہوگا
عذاب نار لیست سے ہمکو جو ڈرا دوگے تو کیا ہوگا

کیے عاشق ہزاروں قتل تم نے تیغ ابرو سے
اگر صاحب ہمارا خوں بہا دوگے تو کیا ہوگا

مریض عشق میں وہ ہوں شفا ممکن نہیں جسکو
طبیبو لاکھ تم نسخہ پلا دوگے تو کیا ہوگا

عبث تشویش اے صاحب حنابندی کی کرتے ہو
کف پا میں مرے خونکو لگا دوگے تو کیا ہوگا

ذرا تم کھینچ کر اپنا نقاب اس روے روشن پر
شفق میں مہر تاباں دکھا دوگے تو کیا ہوگا

کرے تقسیم جب محفل میں جام ارغواں ساقی
ہمیں بھی یاد اے یارو دلا دوگے تو کیا ہوگا

وہ ظالم بے خبر ہے اوسکو کیا ہوگا خبر میری
اگر تم راز دل مضطر سنا دوگے تو کیا ہوگا

بر طرح کسی مسکیں کو ای بیدرد گر مارا تو کیا مارا

سوال بوسہ پر سائل کو گر مارا تو کیا مارا
کسی منگتا کو تمنے جان کر مارا تو کیا مارا

فنا تیغ نگہ سے کرنا ایک صنعت تو ظاہر تھا
خدنگ ناز سے مجھکو اگر مارا تو کیا مارا

صنم تم وہ پری پیکر ہو جن پر جن بھی مرتے تھے
تمہارے حسن نے پھر اک بشر مارا تو کیا مارا

تمہارے چال سے کبک دری کی چال سب بھولا
قدم اوسنے تری رفتار پر مارا تو کیا مارا

سراپا جب صنم کا بھی نہ تجھسے بندھ سکا مضطر
فلک پہ طبع موزوں کا جو پر مارا تو کیا مارا

ایسا کر مجھپہ وار خنجر کا
بوجھ باقی رہے نہ پھر سر کا
لعل میں سامنے ترے لب کے
صاف عالم ہے سنگ مرمر کا
نہ رکھوں گا قدم کو جنت میں
گر نہ نقشہ ہوا ترے گھر کا
کیا عجب ہے جو ہو بپا طوفاں
نام دریا ہے دیدۂ تر کا
میرے آہوں کے یہ شرارے ہیں
جنپہ تمکو گماں ہے اختر کا
مثل آئینہ خود میں حیراں ہوں
پوچھتے حال کیا ہو ششدر کا

مدح حضرت کی پڑھکے اے مضطر
حق سے مانگوں کا جام کوثر کا

یہ طائر جاں زلف سے دوچار نہوتا
موجود جو خال رخ دلدار نہوتا
گر دیکھتا اسے بت کبھی زاہد ترے در کو
اللہ سے جنت کا طلبگار نہوتا
اسرار انا الحق کو جو سب لوگ سمجھتے
پھر دار کا منصور سزاوار نہوتا
بیع ہوتی کبھی مصر میں یوسف کی نہ ہرگز
گر بخت زلیخا کا مددگار نہوتا

کیا خوب گذرتی دل مضطر پہ مسرت
گر پاس انہیں خاطر اغیار نہوتا

اہل مجلس کو ذرا لطف نہ حاصل ہوگا
شمع و پروانہ کا گر ذکر نہ شامل ہوگا
دشت پیمائی سے مجنوں کا نتیجہ یہ تہا
مجھسے دوچار کہیں لیلی کا محمل ہوگا
مرکے جی اٹھیں گے اے رشک مسیحا فورا
جبکہ تو مقتل عشاق میں داخل ہوگا
گر پہنسا زلف میں صیاد کے او طائر دل
چھوٹنا دام بلا سے تجھے مشکل ہوگا

سخت آزار محبت کا ہے مضطر ایسا
جز فنا اسکی نہ بیمار کو حاصل ہوگا

شمع رویوں سے لو لگانا تہا
مثل پروانہ جی جلانا تہا
ہوش غش میں اگر دلانا تہا
نکہت زلف کا سنگھانا تہا
تہی سکندر کو خواہش جاوید
خضر آب بقا پلانا تہا

بر طرح عہد طفلی عجب زمانہ تہا

کی جو ابرو کماں نے تیر زنی
دل ہدف تھا جگر نشانہ تھا
کرکے برباد مجھکو یوں بولے
نقش ہستی ہمیں مٹانا تھا
کون تھا خوں کا خوں بہا لیتا
خون قاتل مرا بہانا تھا
وصل کی شب فلک گھٹائی کیا
روز ہجراں تجھے گھٹانا تھا
زاہدو میری جبہہ سائی کو
در جاناں کا آستانا تھا
چشم بلبل کا فرش ہو جاتا
گل رعنا چمن میں آنا تھا
ہم تھے سرشار بادۂ الفت
خم سے ساقیا پلانا تھا
اوڑتے پھرتے ہوا پہ مثل غبار
ہمکو ایسا سبک بنانا تھا
کس طرح مرغ دل نہ پھنس جاتا
دام کاکل تھا خال دانا تھا
رہ رہ آتا ہے دھیان پیری میں
عہد طفلی عجب زمانا تھا

سر سے باندھے کفن ہمیں مضطر
رزمگہہ میں قدم بڑھانا تھا

ترا جب ہم سے دل او سنگدل ثانی ہو پتھر کا
کہاں سے وہ جگر لاؤں جو لاثانی ہو پتھر کا
خدا کہتے ہیں جو اوسکو خدائی میں وہ کافر ہیں
رہ صنعت بشر سے بت جو لاثانی ہو پتھر کا
اگر وہ سنگدل بت ہے خدارا انکساری کر
عجائب عجز سے وہ ہے جگر پانی ہو پتھر کا
مرا سنگیں جنازہ جب ہوا وہ سنگدل بولا
پلائیں بت اگر ہلنا باسانی ہو پتھر کا
مجھے اوس سنگدل کی سر گلیں آنکھوں پہ بارا ہے
بجا ہے گر مرا مرقد سلیمانی ہو پتھر کا
نہ کیوں کعبہ میں لیں حجاج بوسہ سنگ اسود کا
سراپا خود بخود جب جسم نورانی ہو پتھر کا
جبل عرفات ٹھہرا ہے مقام حج خدا کی شان
مراتب اسقدر از حکم ربانی ہو پتھر کا
حبیب کبریا کے نقش پا سے جب مشرف ہو
نہ کیوں پھر زیارت حکم ربانی ہو پتھر کا
حصار ایسا بنا عامل اگر بیٹھے عمل پڑہنے
ارے جیسا قلعہ مضبوط سلطانی ہو پتھر کا

دیار ہند گر مضطر نہ کہئے اسکو کیا کہئے
تراشندہ جہاں استاد جوں مانی ہو پتھر کا

برطرح — ترا رتبہ ہے یا احمد مقام اللہ اکبر کا —

منور جبیں دروں میں جلوہ ہو نور پیمبر کا
گرانباری سے عصیاں کے تجھے کیا خوف محشر کا

ہوئی تحریر جس دم سرنوشت عالم و دنیا
اذاں میں نام نامی سنکے شامل سب یہ کہتے ہیں

اٹھائے گر رخ روشن سے پردہ وہ مہ تاباں
وہ عیسی دم کریں کشتہ کو زندہ گر عجب کیا ہے

منقش کلمۂ طیب ہے میری لوح خاطر پر
زمیں سے آسماں تک پہنچیں لحظہ میں آ کے

مشرف بازیارت ہوں جمال پاک حضرت سے
رہ ظلمات تک گر خاک جائے خضر ساں کوئی

ہوا خوردی پہ اپنے خود ہی جبرئیل ہیں قائل
ہوا جب معجزہ شق القمر انگشت حضرت سے

یہ وہ دربار ہے کرتا ہے دارا جسکی دربانی
رقم توصیف کیا ہو ایسے عالی قدر سرور کی

دلا لٹنہ وہانی یاد کر شبیر کی رو لے

وہ روشن دل ہو اوج دیں پہ ہیں سرمایہ انوار کا
شفیع جو ہیں ثنا خواں ہوں انہیں کی ذات اطہر کا

قلم نے نام لکھا لوح پر اول پیمبر کا
ترا رتبہ ہے یا احمد مقام اللہ اکبر کا

بنے پر داغ سینہ رشک خورشید خاور کا
لگا دیں ایک ہی دم میں وہ سر گردنکشے بے سر کا

بحکم حق نہیں خطرہ مجھے دوزخ کی اخگر کا
ہوا ہیبت کا عالم نہ ہلنا بھی ابھی زنجیر کے در کا

رسولان سلف میں مدعا تھا ہر پیمبر کا
نہ ہاتھ آئے کبھی مضموں تری زلف معنبر کا

نشاں پیشانی والا میں دیکھا جسکا اختر کا
جہالت سے خیال سحر تھا کفار اکفر کا

غلامی مرتبہ ہے جسکی خدمت میں سکندر کا
ہوا موجب تفاخر عرش جسکے پائے برتر کا

بروز حشر تا تو مستحق ہو جام کوثر کا

دوئی کو دخل تا وحدانیت میں ہو نہ اے مضطر
نہ تھا اسواسطے سایہ قد رعنائے سرور کا

جو دیکھے خورشید اسکے رخ کی وہ تاب اودی نقاب اودنا
ہوا عناصر میں جو شامل ہی ہو جسم بشر کا عامل

جگر کا ٹکڑا لہو کا قطرہ تھم دروں سے اگر بچے گا
حقیقت اپنی سناؤں کیا اب ہوا ہوں مقتول تیغ کابیں

صنم کا عہد طفولیت ہے مزاج میں گو سہولیت ہے
جو عرق چہرہ میں عرق گیسو ملا کے اوسنے سنگھایا ہم کو

تجمل خجالت سے ہو اوسکی وہ آب دی شہاب اودنا
جو نکلا اس سے یہ چہرہ کامل ترا آئینہ بھی آب اودنا

دم بادہ کش ہوں کہونگا اسکو شراب ہی کباب اودنا
نکلکے تا سپیل جا چکی جب تو خاتمی اودی شراب اودنا

الٰہی سراپی تو پھولیتے ہم شفاعت آوری عذاب اودنا
دماغ ہی لگا ہے قسمت کے دی گلاب اودنا

یہ بخت واژوں کی ہے نشانی خفا ہوا کب وہ ہم سے جانی
رہی جو مضطر ہمیں سنانی کتاب آدھی حساب آدھا

برطرح سب کچھ نظر آیا جو ہمیں تو نظر آیا ۞

غلماں کو ہمیں جب کوئی نہ خوش رو نظر آیا
حوروں سے بھی بڑھکر ہمیں پھر تو نظر آیا

مرقد میں نکیرین بھی گھبرا گئے ڈر سے
اندھیر کے باعث جو مکاں گور نظر آیا

حسرت رہی دل سے مرے سب طور کی جانی
جب جلوہ گر بام ہمیں تو نظر آیا

ہر روز ہی روپوشی رکھی رشک قمر نے
اک شب نہ کبھی خواب میں بدخو نظر آیا

جانا در جاناں سے گذرنا ہوا مشکل
درباں ترا جسوقت یہ بدخو نظر آیا

پروانہ صفت جل مرے ہم آپ خوشی سے
جب بزم میں جسوقت شمعرو نظر آیا

کیا کیا ہوئی یاد رخ جاناں مرے دلکو
جسوقت چمن میں گل خوشبو نظر آیا

غصہ کیا شمشیر بکف بھی ہوا قاتل
قصہ نہ مگر زیست کا یکسو نظر آیا

دل سے مرے سب زنگ کدورت رہا جاتا
دو بدو جب وہ کبھی آئینہ رو نظر آیا

کہہ دینگے دریدہ دل مضطر کے لئے ہم
گر سوزن تدبیر پہ قابو نظر آیا

برطرح ہو چکا آپکی نظروں سے بچانا دل کا ۞

گو ہے دشوار حسینوں سے لگانا دل کا
لیک آسان نہیں ہائے چھوڑانا دل کا

سر محفل کہا پروانہ نے یوں سوختہ ہو
شمع رویوں کا تعشق ہے جلانا دل کا

خواب میں نام کو رہنے کا نہیں خواب کبھی
گر دم خواب سنا تم نے فسانا دل کا

مانگ پر ڈر کے لئے آئینہ سینہ ہووے
اونکی زلفوں کے لئے چاہیئے شانا دل کا

زلف کا جال بچھا خال کا دانہ دکھلا
خوب صیاد کو آتا ہے پھنسانا دل کا

ابتدا عشق ہے افتاد پڑے گی جسدن
ہوگا ظاہر تمہیں اوس روز لگانا دل کا

بستگی کے لئے مضطر کے خدارا کر دے
کوئی اسلوب وضعدار بہانہ دل کا

ردیف بائے موحدہ

ہو گیا مجھ سے خفا وہ میرا جانی بے سبب
ہو گئی دشوار مجھکو زندگانی بے سبب

پاتا ہے آرام شاید وہ مرا آرام جاں
قصہ خوانوں کی نہیں کچھ قصہ خوانی بے سبب

کچھ نہ کچھ دیکھی ہے گل میں اُس گل خوبی کی طرز
ورنہ بلبل کی نہیں ہے لن ترانی بے سبب

خط جو لایا ہے وہ دی جس سے تشفی ہو مری
قاصدا کرتا ہے کیوں باتیں زبانی بے سبب

دیکھئے نازل بلائیں ہمپہ کیا ہوں اوسنے آج
پیرہن پہنا نہیں ہے آسمانی بے سبب

فکر عقبیٰ کچھ تو کرلے حرص دنیا چھوڑکر
رائگاں کرتا ہے غافل کیوں جوانی بے سبب

کہل گیا ہمپر کہ مضطر عشق کا بیمار ہے
ورنہ کب ہوتا ہے رنگ زعفرانی بے سبب

میرے گھر تشریف وہ لاتے ہیں اب
دلکو ہم یہ کہکے بہلاتے ہیں اب

جنکو الفت ہے تمہاری زلف سے
وہ سپیروں کا لقب پاتے ہیں اب

جسم یہ لاغر بنا اپنا کہ ہم
روزن دیوار سے جاتے ہیں اب

عشق میں ساری غذائیں بند ہیں
ہاں مگر خون جگر کہاتے ہیں اب

لے لیا دل اک پری نے اس لیئے
ہم سلیماں کی قسم کہاتے ہیں اب

کیوں نہوں اے نزع میں شاکر ترا
وہ مسیحائی کو لو آتے ہیں اب

کچھ فغاں مضطر ہی کا حصہ نہیں
عرش کے حامل بھی چلاتے ہیں اب

روز و شب ہے یہی دعا یارب
کر کسیکا نہ مبتلا یارب

نقد جاں کے لیئے یہ رہزن ہیں
عشوۂ و غمزۂ و ادا یارب

آہ کیا آہ کی ہوئی تاثیر
اب جو ہوتی نہیں رسا یارب

لوح دل سے مرے طفیل رسول
حرف عصیاں کو دے مٹا یارب

چیں جبیں دیکھ اونکو کہتا ہو
جوہر تیغ سے بچا یارب

کیا ہی خونخوار ہے بت کافر
رحم کر اوسکو یا خدا یارب

ہوسکے پابند دل رہا نہ ہوا
دام گیسو ہے کیا بلا یارب

بطفیل ائمۂ اطہار
جام کوثر کا دے پلا یارب

مغفرت کیجیو زراہ عطا
تیرا مضطر ہے پرخطا یارب

تا غزل اور بھی کہے مضطر
گر طبیعت کو وہ رسا یا رب

چھین کر دلکو دلربا یا رب
ہائے کس سمت لیگیا یا رب

کل سے بیکل ہوں کل نہیں بالکل
ہوگیا دلکو آج کیا یا رب

ہجر کی شب تو دیکھ لی میں نے
وصل کا روز بھی دکھا یا رب

وہ بھی ہو جائے جو کہ ہونا ہے
ہے جو تقدیر کا لکھا یا رب

جسکا ثانی نہیں پرستان میں
اوس پری کا ہوں مبتلا یا رب

خاک پا کے صنم جو مل جائے
ہے وہ اکسیر سے سوا یا رب

اپنا دکھلا کے حسن کا جلوہ
منھ کسیکا نہ پھر دکھا یا رب

جب کرے مجھکو قتل وہ قاتل
منھ سے نکلے نہ جز دعا یا رب

ہے تمنا تمام اہل سخن
کہیں مضطر کو مرحبا یا رب

ردیف باے فارسی

تیغ ابرو کا اشارا جب کیا کرتے ہیں آپ
خون صدہا جاں نثار ونکے ہوا کرتے ہیں آپ

چاند پر ہو جاتے ہیں اوسوقت تارے جلوہ گر
اپنی پیشانی پہ افشاں جب چنا کرتے ہیں آپ

حسن میں تم سے مشابہ کچھ نہیں ہے وہ عزیز
پھر بھلا یوسف کی اتنی کیوں ثنا کرتے ہیں آپ

جان جاتی ہے ہزاروں کی تری رفتار سے
کیوں بپا محشر کا ہنگامہ کیا کرتے ہیں آپ

اپنے حق میں ہم تصور اوسکو کرتے ہیں دعا
گر کبھی ہوکر خفا گالی دیا کرتے ہیں آپ

جلوہ آرائی ہے لازم تمکو اے خورشید رو
یہ تو فرماؤ کہ کیوں ہم سے چھپا کرتے ہیں آپ

راز افشا کرکے مضطر ہوگئے بدنام ہم
اسطرح سے ہی کہیں رسوا ہوا کرتے ہیں آپ

سوئے صحرا کبھی جاتا میں نہیں آپ سے آپ
مجھکو وحشت لیئے جاتی ہے وہیں آپ سے آپ

کچھ تو لذت انہیں حاصل ہے قلندر ہیں جو
ورنہ ہوتا ہے کوئی خاک نشیں آپ سے آپ

جب ہوا گردش افلاک کا دورا قائم
ہو گئے کتنے ہی بس زیر زمیں آپ سے آپ
چشم تاریک میں اکبار بصارت آجائے
شکل دکھلائے جو وہ زہرہ جبیں آپ سے آپ
دام صیاد نے زلفوں کا بچھایا جبدم
پھنس گیا یہ دل وحشی بھی وہیں آپ سے آپ
تھرتھراتا ہے مری آہ و فغاں سے ہمدم
حامل عرش کو حرکت یہ نہیں آپ سے آپ

تو ہے مداح رسول عربی اے مضطر
ہونگے حامی ترے وہ سرور دیں آپ سے آپ

تیز رکھتی ہے اثر انسانکی فریاد چپ
تو نکر ہرگز کسی پر بھول کر بیداد چپ
دلکو دل سے راہ ہے سنتے ہی وحشت کی خبر
جان شیریں کھو سکے اپنی ہو رہا فرہاد چپ
فصل گل رونق پہ ہے اور بلبلیں ہیں نغمہ سنج
کر دیا ہم کو قفس میں تو لیا ہے صیاد چپ
تھا درازی کا گھمنڈ اوسکو چمن میں باغباں
جب قد دلدار دیکھا رہ گیا شمشاد چپ
فصد جب اونکی ہوئی نکلا بدن سے خوں مرے
دیکھ یہ حالت عجائب ہو گیا فصاد چپ
تیر الفت کا جب قدرت نے کھینچا اسقدر
رہ گیا تصویر تیری دیکھکر بہزاد چپ

دیکھتے ہیں تم کو ہم خاموش اکثر روز و شب
سچ کہو مضطر کیا کرتے ہو کسکو یاد چپ

سنتے ہیں ابرو کو کژدم کاکل پرفن کو سانپ
دونوں ہیں انسانکے دشمن کہتے ہیں دشمن کو سانپ
کشتۂ زلف دوتا ہوں کیا عجب ہے دوستو
پھر اپنا جانکر گھیریں مرے مدفن کو سانپ
تھے جو اے جلاد مائل زلف کی ناگن پہ ہم
ہو گئی پھانسی کی رسی ہی مری گردنکو سانپ
بیچ میں آیا جو اوسکے ڈس لیا اوسکو وہیں
شاعروں نے سچ کہا ہے کاکل پرفن کو سانپ
زلفیں ہیں شانہ جو کرتے ہو لہراتی ہے یوں
جسطرح ہو کر خوشی پھیلاتے ہیں پھن کو سانپ
زلفیں گوہر نمایاں ہیں تمہاری اسطرح
جسطرح رکھتا ہے اپنے منہ میں روشن من کو سانپ

آجکل مضطر تمہارا یار کاکل سے ہے مسلح
کیا عجب گر لہر کھا کر کاٹ لے دشمن کو سانپ

ہزار دیوے کوئی جان نہ موہنہ دکھائیں آپ
بہائے جنس گراں کو نہ یوں بہائیں آپ

سمجھکے اپنے کو گر غیر آئینہ دیکھیں
یقیں ہے اپنے ہی عکس کو بھول جائیں آپ

کھلی حقیقتِ جلوہ کی بادہ پیمائی
فراخ حوصلگی اپنی آزمائیں آپ

نگاہِ ناز کے ناوک سے ہو جگر مجروح
جو زخمِ دشنۂ غمزہ سے دل بچائیں آپ

عجب نہیں ہے جو اپنے ادا کے مفتوں کا
دلِ ستم زدہ ہرگز نہ پھر ستائیں آپ

وہ ملتفت ہیں تو پھر کیوں ہے منتِ قاصد
چلو کہ حال اُنہیں اپنا خود سنائیں آپ

خدا نے طبع رواں دی ہے آپکو **مضطر**
اسی زمیں میں غزل اور بھی سنائیں آپ

جو ہجر یار کی تدبیر کچھ بتائیں آپ
بجا ہے چارہ گرو خضر گر کہائیں آپ

نہیں اُٹھاتے وہ مجلس سے یہ غنیمت ہے
کروں زیادہ ہوس کیوں کہ وہ بلائیں آپ

جو صورت اوس سے گئی مل بھی حضرتِ یوسف
کہاں سے لائیں گے پھر کہئیے یہ ادائیں آپ

نہیں ہے خوب کہ جو جاں بلب ہو دلدادہ
تو اپنی سنگدلی سے اوسے ستائیں آپ

جو چھوڑے مرگ غمِ ہجر تو ہو شادی مرگ
ہمیں مساوی ہے آئیں وگر نہ آئیں آپ

جو عہد کرتے ہو **مضطر** سے عہد کامل ہو
نہ یہ کہ کہکے زباں سے بجا نہ لائیں آپ

ردیف تاء فوقانی

اوٹھاؤں ہجر کے صدمے کہاں مجھ زار میں طاقت
نہیں ہے ضعف سے باقی مری گفتار میں طاقت

کرے اک دم میں وہ بیدم صفِ عالم کو گر چاہے
یہ کچھ قاتل کی ہے شمشیرِ جوہر دار میں طاقت

ہوا وہ ہم سخن مجھ سے تنِ بیجاں میں جاں آئی
مسیحا سے زیادہ ہے لبِ دلدار میں طاقت

کہوں سوزِ دروں گر تو جلجائے ابھی عالم
ہوئی مانند شعلے کے مرے اظہار میں طاقت

شگفتہ خاطرِ غمگیں بشر سے ہو نہیں سکتی
مگر ہے اسقدر **مضطر** اوسی غفار میں طاقت

ترے گھر خوش میں دیکھوں دشمن لی پھر کی صورت
رہوں خاموش میں کب تک بھلا تصویر کی صورت

کماں ابرو مرا ناوک فگن جس جا پہ ہوتا ہے
میں اک پل میں وہیں جاتا ہوں اوڑکر تیر کی صورت

ہلالِ چرخ ناچجاں ترے ابروئے ستمگر تو
فراموش مرا غمخوار و ہمدم یار ہو جائے

مظہر ہو مرے اپنا بھلا مستری صورت
بتا بہر خدا ایسی کوئی تدبیر کی صورت

فغان و آہ سے میرے فلک چکر میں آتا ہے
اسے کہتے ہیں اے مضطر عجب تاثیر کی صورت

رکھتی ہے زمانہ میں یہ تاثیر جہالت
نادانوں کو رکھتی ہے ہمیشہ سے جہاں میں
خالق سے شناسا کبھی ہونے نہیں دیتی
ہاں واقعی مشہور ہے یہ راست جہاں میں

پاؤں میں پہنا دیتی ہے زنجیر جہالت
قمری کی طرح طوق گلوگیر جہالت
واللہ بری شئے ہے بلی پیر جہالت
بے جرم دلا دیتی ہے تعذیر کی جہالت

مضطر دلِ سوزاں ہی کو کر خاک جلا کر
کرتے نہیں پیدا کبھی اکسیر جہالت

خلد سے بہتر ہے ہمدم آستانِ کوئے دوست
وصفِ جنت کون سنتا ہے تمہارا واعظو
اسلئے سایہ کیا ہے جیسے دودِ آہ کا
بھول جاؤ بلبلو صحنِ چمن کے بود و باش

اور رضواں سے بہتر پاسبانِ کوئے دوست
سامنے عشاق کے کیجے بیانِ کوئے دوست
آسماں بھی تا ابد ہے سائبانِ کوئے دوست
خواب میں بھی دیکھ لو گر بوستانِ کوئے دوست

فرحتِ خاطر دلِ مضطر وہاں ہو جائے گی
چارہ گر پہنچا دو مجکو درمیانِ کوئے دوست

تری طرزِ سخن او سرو قامت
قیامت ہیں تمہارا کام حضرت
ازل سے ہم گنہگاروں کو تیری
ہمیشہ دیکھنا وہ مصحفِ رو
یہ دنیا درپئے آزار میرے
تجھے مقتول اوس ابرو سے ہونا
ترے گل سے مرے گلرو میں بلبل

فصاحت ہے فصاحت ہے فصاحت
شفاعت ہے شفاعت ہے شفاعت
حمایت ہے حمایت ہے حمایت
تلاوت ہے تلاوت ہے تلاوت
نہایت ہے نہایت ہے نہایت
شہادت ہے شہادت ہے شہادت
نزاکت ہے نزاکت ہے نزاکت

غضب ہم پر ہے غیروں پر تمہاری
عنایت ہے عنایت ہے عنایت
خرام سرو قامت عاشقوں پر
قیامت ہے قیامت ہے قیامت
فلک تجھ سے مجھے بخت زبوں کی
شکایت ہے شکایت ہے شکایت
مجھے اس اپنے عصیاں سے خدایا
ندامت ہے ندامت ہے ندامت
تو ہی امداد کر اسے آہ مجھ میں
نقاہت ہے نقاہت ہے نقاہت

بدولت عشق کے دیوانہ مضطر
ریاست ہے ریاست ہے ریاست

درد فرقت میں مینے ساری رات
کروٹیں لیکے ہے گذاری رات
کر گئی تجھ پہ کار بجلی کا
تیرے آنچل کی وہ کناری رات
مانگ کے دُر پہ آج صدقے ہیں
چرخ نے کہکشاں اُتاری رات
آنکھ پتھرا کے ہو گئیں پتھر
اسقدر کھینچی انتظاری رات

الاماں کہتے ہیں فرشتے بھی
سنکے مضطر کی بے قراری رات

آج مژگاں کے کیے جاتے ہیں پیکان درست
نہیں باقی کسی نخچیر کے اوسان درست
گر یہی دستِ جنوں کی ہے عنایت ہم پر
ایک رہنے کا نہیں تار گریباں درست
وعدہ خود کرتے ہو اور خود ہی مکر جاتے ہو
لے نوشتہ کے نہیں آپ کا فرمان درست
ایکبھی عشوہ ہی ہیں اوسکے نہ رہیگا ثابت
ذرا ہو بیٹھے ہو تم کرکے جو اوسان درست
دلکے ارمان سب اک روز نکالینگے
وصل کی شب کو رہے گر مرے اوسان درست
دل کو تم میرے رکھو ہاتھ میں اپنے ہر دم
بے پلٹنے کے کبھی رہتا نہیں پان درست
ہم نے اک بوسہ جو مانگا تو کہا وقت گذرن
دینگے خیرات نہیں آجکے دن واں درست
خود بخود سامنے آجاتے ہیں مضمون مرے
گر کبھی بیٹھتا ہوں کرکے قلمدان درست

ان قوافی میں غزل اور بھی لکھیے مضطر
طرز بھائی ہے طبیعت کو یہ اس آن درست

مصحفِ رخ کا جو رہتا ہے سدا دھیان درست
خلق کہتی ہے مجھے حافظِ قرآن درست

پھر گئی جب سے تری چشمِ عنایت ہم سے
کھل گیا صاف کہ ہے گردشِ دوران درست

استخواں کرکے فراہم مری کہنا اوس سے
سگِ جاناں تری دعوت کا ہے سامان درست

دیکھا یوسف کو مرے تب تو زلیخا بولی
فی الحقیقت ہے وہی یہ مہِ کنعان درست

جانِ شیریں کو فدا کرکے پکارا فرہاد
عاشقی کا ہے نتیجہ ضررِ جان درست

بلبلِ زار کو مژدہ یہ سنا دے کوئی
آمد اوس گل کی ہے ہوتی ہیں گلستان درست

ہے دعا تجھ سے کہ اے میرے مجیب الدعوات
رہے دارین میں قائم مرا ایمان درست

حضرتِ شور کی اصلاح جو **مضطر** کو ملے
تب غزل ہو یہ کہیں لائقِ دیوان درست

نقشِ قدم یار ہے باغِ سرِ تربت
پہنچا ہے سرِ عرش دماغِ سرِ تربت

ہمشیار ہے دارا سے سکندر سے شہنشاہ
گم ہو گئے پایا نہ سراغِ سرِ تربت

ہم الفتِ گلرو میں جو گل کھا کے مرینگے
کھل جائے گا پھر دیکھنا باغِ سرِ تربت

پیاسی نہ رہے روح ہماری پسِ مردن
ساقی رہے لبریز ایاغِ سرِ تربت

کچھ نام خدا ہی تو دیا کیجیے **مضطر**
روشن رہے دائم جو چراغِ سرِ تربت

ردیف ثای مثلثہ ہندی-

وہ ابدا اوسکو مری حسنِ طلب جھوٹ
فرشتے بھی گواہی دیں تو سب جھوٹ

ہوا ہے انقلابِ حال کتنا
کہ ہو جب غم کا سچ وجہِ طرب جھوٹ

رہے ناکام کیوں غیر اوسکا فن ہے
دغا ریو ریا لہو و لعب جھوٹ

وہ اور اغیار سے قطعِ محبت
بنایا تو نے ہمدم یہ عجب جھوٹ

گناہِ سخت بے لذت یہی ہے
کہ عمداً بولے انساں بے سبب جھوٹ

کیا وعدہ وفا کس روز تم نے
کیا اے صاحبِ من ترک کب جھوٹ

مگر ہو وے موثر اوسکے دل میں

کہو مضطر کہ ہوتا ہے عجیب جھوٹ

نہ خوبرویوں سے زنہار غٹ پٹا
یہ کرتے ہیں دلکو ستمگار تلپٹ
بتاؤ کوئی ایسی تدبیر یارو
ملے جس سے میرا وہ دلدار جھٹ پٹ
خجل ہوکے چھپ جا قمر ہی شفق میں
کرے دور رخ سے وہ جبوقت گھونگٹ
تبسم کیا جبکہ گلشن میں اوس نے
لگے دفعتاً کھلنے غنچے بھی جھٹ جھٹ

تجھے دیکھکر بزم میں اوسکے مضطر
گریزاں ہوا غیار کرتے ہیں سٹ پٹا

ردیف ثاے مثلثہ

ہے یہ پیری شباب کا باعث
روسیاہی خضاب کا باعث
ساغر عمر ہوگیا لبریز
ہے یہ چشم پر آب کا باعث
نیک و بد کی جزا ملے گی یہاں
نصفت بے حساب کا باعث
سارے عالم کو ہم فنا سمجھے
صاف ہے یہ حباب کا باعث
تیغ سے تیرے قمر خجل ہوتا
گر نہ ہوتا نقاب کا باعث
تشنہ لب مرکے ہوگئے سیراب
تھا یہ خنجر کے آب کا باعث
تا ہوں مشہور عاشق گیسو
ہے یہی پیچ و تاب کا باعث
گاہ پیش نظر ہو گاہ نہاں
ہے یہ کیا حجاب کا باعث

کیوں ہے مضطر پہ دمبدم ظالم
رحم کی جا عتاب کا باعث

حال بدلا ضعف تجھے اتنا ہوا کیا باعث
نہیں نالہ ترا اثر بھی رسا کیا باعث
نہ تمنا نہ عنایت نہ وفا کیا ہے سبب
نہ حکایات و شکایات جفا کیا باعث
شوخی پرسش احوال ذرا دیکھو تو
اپنے کشتہ کو وہ کہتے ہیں ہوا کیا باعث
بہر اندوز کیا لطف سے کسدن آپنے
کہتے کیا ہو کہ تو نالاں ہے سدا کیا باعث
غیر سے ربط ہے در پردہ وگرنہ ہر دم
تم جو کہتے ہو برا اسکو بھلا کیا باعث

ہے ترے کوچہ میں بار اوسکو وگرنہ ہر دم
عطر افشاں نفسِ بادِ صبا کیا باعث

نامشاہی جو نہ تھی ضبط میں لیبل مضطر
بر سرِ کوئے صنم خون بہا کیا باعث

ردیف جیم عربی

پوچھے کیا ہو ناتواں کا مزاج
آخری وقت میں کہاں کا مزاج

جس جگہ پر ہو تیرا نقشِ قدم
رکھے وہ خاک آسماں کا مزاج

رشکِ جنت ہے وہ گلی پھر کیوں
کم ہو رضواں سے پاسباں کا مزاج

رخِ روشن پہ زلف مت پھیلا
کر پریشاں نہ اک جہاں کا مزاج

سیرِ گلشن کا عزم مت کیجے
بگڑے غیرت سے گلستاں کا مزاج

مت بڑھا قصہ کو کہ ہے نازک
مضطر اوس یارِ دلستاں کا مزاج

دل کو بے ڈھب ہے اضطرابی آج
دیکھوں کیا پیش ہو خرابی آج

دیکھیے مے کدے میں چلکر شیخ
لطف رکھتی ہے کیا گلابی آج

جا چکی سب جوانی او غافل
ریش ناحق نہ کر خضابی آج

وہ حسیں ہے مرا پری پیکر
جس کا یوسف نہیں جوابی آج

کر کے حاصل وہاں سے خط کا جواب
قاصد آنا ذرا شتابی آج

تیرے جنگ و جدال سے اے افلاک
کسکو حاصل ہے کامیابی آج

دل مضطر ہے صاف آئینہ سال
کیجیے اوس سے بے حجابی آج

وصل میں بھی رہا یہ شش و پنج
درمیاں آ نہ جائے کوئی رنج

رخنہ زلفیں نہیں تری دونوں
مار بیٹھے ہیں یہ محافظِ گنج

یاد کر کے ترے دُرِ دنداں
کیوں نہ چشموں سے ہوں نہیں گوہر سنج

بوسے دو چار لوں تو کیونکر لوں
رات دن مجھکو ہے یہ شش و پنج

یاد رخ میں بساط ہے سینہ
آہ و نالہ میں مہرۂ شطرنج

کیوں فلک تجھکو ہے یہی منظور
عیش اغیار کو ہمیں ہو رنج

بخت مضطر میں کاتب تقدیر
عیش کے بدلے کیا لکھا تھا رنج

ردیف جیم ہندی

ذکر کیا حسن کا ہے میرے ہی دیوان کے بیچ
زاہد و سورۂ یوسف ہی ہے قرآن کے بیچ

یاد آتے ہیں وہ جب گوہر دنداں مجھکو
اشک چشموں سے میں بھر لیتا ہوں داماں کے بیچ

مجھ سے وزدیدہ نظر غیروں سے غشوہ غمزہ
پھر بھلا کیوں نہوں میں حسرت و ارمان کے بیچ

آدمی کیا یہی کہتے ہیں تجھے جن و پری
تیرا ثانی ہی نہیں کوئی پرستان کے بیچ

دیکھکر اوسکو جو مائل نہ ہوا ہو مضطر
ایسا انسان تو نہیں عالم امکان کے بیچ

رہے اوسکے آگے بس آئین جاں نثاری بیچ
ہوئی تمام ہیں اب کوششیں ہماری بیچ

رقیب رو رہا ہے ہی کامیاب ہوا
ہوئی تمام امری خوئے راستکاری بیچ

رہے مقام وفا میں کوئی مقیم عبث
کرے کوئی جو صداقت کی پاسداری بیچ

وہ سنگدل ہے ستمگار بے وفا بے قدر
جو اوسکے آگے کرے کوئی گریہ زاری بیچ

گلا فراق کی محنت کی جاں کنی کا غلط
شکایت عدم مہر غمگساری بیچ

ٹپکتی آنکھ سے خون جگر کے قطرے چھوٹ
تپ دروں کی حرارت سے بیقراری بیچ

کمند حلقۂ زلف دوتا سے ہاں مضطر
اگر ہو آپکو دعوائے رستگاری بیچ

ردیف حای حطی

ہے ہجر شب فراق تو کیسی ہو آگے صبح
کافور اور لعن کو کہنا ضیائے صبح

شام فراق مجھکو نہ ہرگز دکھائیو
درگاہ حق میں ہے یہی میری دعائے صبح

میرے لیے سموم سے بڑھکر ہے جانگزا
تیرے بغیر باغ میں آئے جاں ہوائے صبح

ظالم نہیں جو مجھپہ تو اپنے پہ رحم کر
خالی نہیں اثر سے مرے نالہائے صبح

گذری ہے انتظار ہی میں شب اسکی وعدہ پر
کیا رنگ اب یہ دیکھیے اپنا دکھائے صبح

مضطر دعائے نیم شبی ہے یہی مری
ہر صبح دیکھوں میں وہ رخ دلکشائے صبح

سیکھا ستم وہ چرخ سے صیاد کی طرح
کرتا ہے مجھپہ ظلم جو جلاد کیطرح

مغموم ہوں نہیں وہ کہ غم یار ہر گھڑی
ہمراہ میرے رہتا ہے ہمزاد کیطرح

کرتا نہیں ہے کچھ بھی اثر میرا تیر آہ
سینہ تمہارا سخت ہے فولاد کیطرح

ہم نام دلربا سے بھی اخلاص ہے ہمیں
کیوں کھوئیں جان شیریں کو فرہاد کیطرح

مضطر ہوئی ہے شیفتہ اک لیلی جا کر
سیکھے ہے بھول عشق میں آستاد کی طرح

خال رخ صیاد کو پایا جو دانہ کیطرح
دام کاکل میں پھنسا دل جاکے شانہ کیطرح

دنکو ملتے نہیں ہو یگانہ وار گر
خواب میں ہی شبکو آجاو یگانہ کیطرح

تو ہی موجد ظلم کا ہے اے مرے رشک قمر
آسماں نے تجھ سے سیکھی ہو ستانے کیطرح

مرغ دل کیونکر نہو وہ زلف پیچاں کا اسیر
خال رخ پہ جب نمایاں ہو وہ دانہ کیطرح

شعر یاں غزلیں ترے تو دلکو لیتی ہیں لبھا
جسم سے پر جاں نکالے ہے ترانہ کیطرح

شب کو وہاں فکر حنا بندی کا ہو جب یہی
یار نے ہم سے بنائی ہے بہانہ کیطرح

جان شیریں دی جنہوں نے عشق میں فرہاد وار
ذکر کرتا ہے جہاں اونکا فسانہ کیطرح

کیا ہی شوخی ہے مکر رونے پہ فرماتے ہیں وہ
گوش زد آواز کچھ ہوتی ہے گانے کیطرح

کر سمند طبع جولانی سے مضطر رکے
فکر کے اوسکی سزا دو تازیانے کی طرح

ردیف خائے معجمہ

ہجر میں اوسکے زندگانی تلخ
وصل میں بھی ہے مزاج جانی تلخ

نہیں اشکوں کی یہ روانی تلخ
سوز ہجراں کی ہے نشانی تلخ

وصل اور ہجر میں نہیں ہے چین
دونوں صورت ہے زندگانی تلخ

آب شیریں ہے گر تو آب وصال
ہے سوا اسکے اور پانی تلخ

ترش رو ہوکے بارہا مجھ سے
بات کرتے ہیں وہ زبانی تلخ

طفل ناداں کو اپنا دل دیکر
مفت کر بیٹھے ہم جوانی تلخ

اس تفکر میں راتدن ہے فلاں
گذری **مضطر** پہ زندگانی تلخ

کیوں ہے ہر ایک بات پہ دیتا جواب تلخ
اونکے لبوں سے گر نہیں لیتا جواب تلخ

دل کشمکش سے آرزو و تمنا کے چھوٹ گیا
اچھا ہوا جو آپ نے لکھا جواب تلخ

کیا قطع عرض حال سے اپنے کہ واں مجھے
قطع نظر جو اب سے ہے یا جواب تلخ

قاصد میں تندخوئی کا اوس کی اثر ہوا
جو ہے ہر اکبات پہ دیتا جواب تلخ

شیریں مثال اوس بت شیریں کلام کو
بیجا ہے گر کہے کہ سنیگا جواب تلخ

شیریں سخن اگرچہ ہے **مضطر** وہ ماہرو
پر مجھکو کیا کہ ہے مرا حصہ جواب تلخ

ردیف دال مہملہ

الفت دے مجھے ایزد منان محمدؐ
مشتاق ہوں یا حضرت سبحان محمدؐ

اک حق سے تو تم ہو ولے سب سے زیادہ
کلمہ ہے یہی آپکے شایان محمدؐ

جس در کی گدائی کی تمنا ہے ہر اک کو
حقا کہ وہ ابواب ہے سلطان محمدؐ

مداح فرشتے ہیں دل و جاں سے تمہارے
انساں ہی فقط ہیں نہ ثناخوان محمدؐ

یہ ارض و سما ہی نہیں ہوتے کبھی پیدا
ہوتی نہ جہاں میں جو عیاں شان محمدؐ

رضواں سے فزوں کیوں نہو رتبہ میں البشر
پائی جو کوئی عہدۂ دربان محمدؐ

کیا غم ہے تجھے تابش خورشید کا **مضطر**
سر پر ہے مرے سایۂ دامان محمدؐ

راز الفت کا وہ کرتے نہیں اظہار پسند
دل ناداں نہیں ہم کو ترے اطوار پسند

عشق میں تیرے یہ تکلیف سے مانوس ہوئے
دل کو مرغوب الم جان کو آزار پسند
غیر سے کیوں کہوں مت ایل کہ براہوں اُس سے
آگے ہی سے ہے اوسے صحبت اغیار پسند
سرو قامت کو کیا تیری خرامان پیدا
تیرے صانع کو یہ آئی تری رفتار پسند
ہیں گرفتارِ خیالات برہمن اور شیخ
اوسے تسبیح خوش آئی اوسے زنار پسند
جانِ ناچیز کروں اوسپہ فدا اپنی مگر
کیا پسند آئے گی اوسکو کہ ہے دشوار پسند
سرورِ بزم سخن ہندی حسیں اے مضطر
خوش ترے بخت جو فرمائیں یہ اشعار پسند

لگائے سر میں گلِ تر اگر فلیل کی بوند
معطر عطر سے ہووے یقیں ہے تیل کی بوند
تمہارے ہاتھوں سے اغیار عطر تو لوں لیں
ہزار حیف ملے بھی ہمیں نہ تیل کی بوند
برستے اشک ہیں آنکھوں سے جسطرح آ ابر
بھلا دکھا تو سہی کوئی اُنکے میل کی بوند
تمام رنگ میں سر ڈوبا ہوں تماشا ہے
لگائے یار جو پچکاریونکے کہیل کی بوند
جگر کے آگ یوں اشکونکے آب سے بھڑکے
کرے ہے جسطرح شعلون شمع میں تیل کی بوند
تمہارے سبزۂ رخ پر ہے یوں عرق زیبا
نظر میں جس طرح خوش آئے برگ بیل کی بوند
جگر سے کھینچ لی برچھی نگہہ کی گر سفاک
جہان کہنے لگے خونکو میرے سیل کی بوند
سخنوروں میں تمہارا ہی کام ہے مضطر
ثبوت کرکے دکھائی ہر ایک میل کی بوند

ردیف ذال معجمہ

طپش دل کے جو مضموں کا لکھوں گا کاغذ
نامہ بر اونکی طرف جائیگا اوڑتا کاغذ
انتظاری خطِ دلدار ہیں اے قسمت حیف
وعدہ ہی موت کا آپہونچا نہ پہونچا کاغذ
ہے ترے حسن خداداد کی مدحت مرقوم
رشک فرمائے ارم ہے مرے خط کا کاغذ
تشنہ لب بات کا ہوں مجکو اشارات سے کیا
حرف دو کافی تہے تسکین کو نہ سادا کاغذ
سوختہ دل کی اعانت ضرر اپنا ہے تمام
حال دل جس میں لکھا وہ ہی جلا یا کاغذ
التفات اونکو نہیں آپکی جانب مضطر

فائدہ کیا ہے جو تم نے اونہیں لکھا کاغذ

چرا کے دل نکرو بے گناہ کو ماخوذ
کہ کر نہ لے کوئی دزدِ نگاہ کو ماخوذ

چھپاؤ زلف سے اپنا نہ تم رخِ روشن
کرو نہ ابر کے ہالے میں ماہ کو ماخوذ

کیئے ہزاروں ہی تسخیر سانپ منتر سے
نکر سکا کوئی زلفِ سیاہ کو ماخوذ

جو فوق اعلی پہ ادنی کو ہو عجب کیا ہے
پیادہ کرتا ہے چالوں میں شاہ کو ماخوذ

جواب حشر میں کچھ اسکا بن نہ آئیگا
کیا جو مضطرِ حال تباہ کو ماخوذ

ردیف دال مثقلہ ہندی

ہے غیر کو لگا لگی یار پر گھمنڈ
کیونکر نہووے طالعِ بیدار پر گھمنڈ

عاشق پہ یہ ستم ہے نہیں بوالہوس پہ جو
ہے اعتمادِ عشق طلبگار پر گھمنڈ

دل اوسکا گر ہو سنگ تو آتش ہے نرم سوز
بیجا ہے اپنی آہ شرربار پر گھمنڈ

کرتا ہے راز فاش رقیب اور وہ ہیں خوش
کسکو ہے پردہ پوشیِ اسرار پر گھمنڈ

یا شیخ صاحب اوسکی گلی میں نجائیے
یا کیجیے نہ خوبیِ دستار پر گھمنڈ

چلتی نہیں زبان بھی تو اوسکے سامنے
کس بات پر غرور ہو کس کار پر گھمنڈ

مضطر کو ہے عنایتِ خالق کا آسرا
ہوگا کسیکو خوبیِ کردار پر گھمنڈ

رہا جو ہمکو جنکی آشنائی پر گھمنڈ
اونکو اب ہوتا ہے بیوفائی پر گھمنڈ

مغفرت فردِ بشر اوسکے کرم کے ساتھ ہے
زاہدو کرتے ہو کیوں تم جبہ سائی پر گھمنڈ

جلوہ فرما بام پر ہو تو کہ خورشیدِ فلک
بھول جائے ہو کے نادم خوشنمائی پر گھمنڈ

آئینہ رو کو ہوئے اسبابِ خود بینی نہ دے
ہوگا اسے مشاطہ ورنہ خودنمائی پر گھمنڈ

خواہشِ تقدیر سے تدبیر کچھ چلتی نہیں
بیسبب مضطر کو قسمت آزمائی پر گھمنڈ

ردیف رائے مہملہ

جسوقت چلا یار مرا گھر سے نکلکر
ہمراہ ہی ہو لیا دلبر سے نکلکر
کیا جہل ٹلا ہے کہ ابوجہل جہل سے
ناری ہوا کالبد پیکر سے نکلکر
کہنا ہی ہمدم وہ اگر بت مجھے پوچھے
اللہ کے گھر ہوچکے ترے گھر سے نکلکر
نالے گئے جو جو دل مضطر سے نکلکر
پہونچے وہی افلاک پہ اختر سے نکلکر
گردش میں ستارا رہا تا زیست ہمارا
آیا نہ کبھی اوج پہ چکر سے نکلکر
برعکس جو تقدیر نے تاثیر دکھائی
خط گر گیا منقار کبوتر سے نکلکر
ہوئے نہ شنا بہ رخ زیبا کے عرق سے
آئے ہی اگر عطر گل تر سے نکلکر
ہوتی ہے نمایاں مرے یوں سینہ سے آتش
ظاہر ہوں شرر جسطرح پتھر سے نکلکر
یاد در دنداں میں رونے لگا جسدم
آنسو مرے بہنے لگے گوہر سے نکلکر
ابلیس بجا حکم خدا کسطرح لاتا
جاتا ہے نکلکر کوئی خود سر سے نکلکر
بہتر نہیں ہر کار کی اس سے کوئی تدبیر
انجام کو جا پہونچے اگر زر سے نکلکر
واعظ مجھے جنت کے اگر لاکھ دے دہوکے
خواہش نکروں کوچۂ دلبر سے نکلکر
افسوس مرے مرنے پہ سب روئے ولیکن
آنسو نہ بہے چشم ستمگر سے نکلکر
رندوں سے جو تعریف سنی کوئے صنم کی
زاہد ہی چلا خانۂ ابتر سے نکلکر
دل سے کروں تعریف جو دندان صنم کی
پیدا در مکنوں ہوں سمندر سے نکلکر
آشفتہ دماغوں کو ہے خوشبو ہی موافق
آئی جو مہک زلف معنبر سے نکلکر

ممکن نہیں یہ تو کبھی او کاکل مشکیں
سودا ترا جائے دل مضطر سے نکلکر

یا خدا بن پڑے کوئی تدبیر
جس سے اپنا ہو وہ بت بے پیر
بے خودی تھی جو لے لیا بوسہ
بیٹھا ہوں نذر مجھے تقدیر
تیری تابانی نہ ہو سکی صورت
کھینچی مانی نے سیکڑوں تصویر
ہم کو زندہ نہ پائے گا قاصد
تو نے آئے ہیں گر کری تاخیر

انتظاری میں خط کے مضطر ہوں

برطرح۔ اللہ کے گھر ہوچکے ترے گھر سے نکلکر

خوش کرو بھیجکر کوئی تحریر

گئے گو ہم قفس سے پھڑپھڑا کر
ولے آئے وہیں پھر اوڑ اوڑا کر
دیا میں نے جو پیغام شب وصل
تو چپکے ہو گئے کچھ بڑبڑا کر
نہ شانے سے بن آئی موشگافی
رہا زلفوں کا مضموں جوڑ جوڑا کر
دیا دل جب سے تجکو سرو قامت
خمیدہ ہو گئے ہم مڑ مڑا کر

دیا **مضطر** کو عشق بت خدا نے
دل و جاں دین و ایماں سب چھوڑا کر

کر چلا یوں نیم بسمل تیغ تیرال چھوڑ کر
قتل کر ابرو کماں اک تیغ براں چھوڑ کر
بار تحمل زندگی سے ہے بہت نفرت مجھے
میں اسے کہتا ہوں کب سے بے تحملا چھوڑ کر
لاکھ لکھہ لکھہ کر دے کوئی تعویذ لیکن اپنے پاس
میں نہ رکھوں حرز جاں تعویذ جاناں چھوڑ کر
لے تامل کر قفس میں قید پر بازو نہ کاٹ
میں نہیں جاونگا اے صیاد زنداں چھوڑ کر
یوسف ثانی کی میرے سنکے شہرت کیا عجب
دیکھنے آئے زلیخا ماہ کنعاں چھوڑ کر

ہیں سبک ہو کر چلوں عقبی کو **مضطر** کس طرح
کون دنیا سے گیا ہے بار عصیاں چھوڑ کر

صیاد پھڑکنے دے مرے دل پہ نظر کر
پابند محبت کے اگر تیغ نہ پر کر
ہر وقت نہ ترسا مجھے لو او بت ترسا
آہ دل رنجور سے اکدم تو حذر کر
لوں نام بھی ہرگز نہ کبھی خلد بریں کا
مدفون ترے کوچے میں جو ہو جاؤں میں مر کر
داغ گل سے یہ سینہ ہے مرا رشک گلستاں
اے گل کبھی اسمیں بھی پئے سیر گذر کر

ہر شب شب فرقت میں یہ **مضطر** کی دعا ہے
یارب تو کہیں چاک گریبان سحر کر

ہوا جب جلوہ زن گلرو مرا گلشن میں قہ قہ کر
مبارکباد بلبل نے کہا اوسوقت چہہ چہہ کر
ہوا روشن قمر جب بام پر وہ چاند کا ٹکڑا
اوٹھی انگشت ہر سو سے اوسی کو ماہ کہہ کہہ کر
بنا سینہ مرا غربال کیسا اے کماں ابرو
تری تیر قضا کے سر لیے صدمہ کو سہہ سہہ کر

نہ کی تاثیر کچھ الفت نے رویا گرچہ میں تنہا
ٹپکے ناسور رخساروں پہ میرے اشک پیہم

کفن تیار کر مضطر جو گل کو کار آمد ہو
رکھی ہے آج کیا صندوق میں پوشاک تہ بہ تہ کر

موزوں نہ نور تن ہیں فقط گورے ڈنڈ پر
جوشن بھی جوش زن ہیں قضا کے گھمنڈ پر

وہ سرزمیں ہے کوچۂ قاتل کی سربسر
بسمل ہزاروں لوٹتے ہیں جسکی ٹھنڈ پر

زخمی جگر وہ ہوں کہ کہیں چارہ گر مجھے
یہ زخم وہ نہیں کہ جو آئیں کورنڈ پر

اے آہ تجھ میں کچھ بھی تو پایا وزن نہیں
نازاں عبث ہے ہم ترے جسم سپنڈ پر

قلابے آسمان و زمیں کے ملاتے کیوں
ملتا اگر نہ اذقہ کا ہوتا پھکنڈ پر

اے ابر آبرو نہیں رہنے کی پھر تری
آیا ہمارا اگر دل دریا اُمنڈ پر

مضطر نصیحتوں کا ہو ناصح کے کیا اثر
بے شرم و بدمعاش زمانہ کے گنڈ پر

وفا پہ ہیں خدا جانے کہ ہیں وہ بیوفائی پر
ارے دل ناز ہے تجکو عبث اپنی صفائی پر

رخ تاباں ہوا جب جلوہ گر اے مہ جبیں تیرا
فلک آیا قمر قربان کرنے رونمائی پر

جواب خط وہ دیویں یا نہ دیویں یہ خدا جانے
دیا ہے نامہ بر کو بھیج قسمت آزمائی پر

رسائی تیری اے آہ رسا اوسوقت جانینگے
جو ہم سے وہ ہمارا شوخ آجائے رسائی پر

کیا پہلو تہی جب سے مرا رشک مسیحا نے
پڑا رہتا ہوں مردہ کیطرح سے چارپائی پر

لب شیریں کے بوسونکا جو سائل آپ سے ہوتا ہوں
خفا ہو کر وہ کہتے ہیں کمر باندھی گدائی پر

خدا اے آشنا وابعد مردن دفن بھی کرلے
بھروسہ جسکی رکھتے تھے ہمیشہ آشنائی پر

نہ کیونکر تجھ پہ قرباں ہوں حسین نام خدا تو ہے
فدا ہوتا ہے پروانہ شمع کی روشنائی پر

ادائے ناز سے عشوہ سے دل چھین لیتے ہیں
خدایا کر غضب نازل بتوں کی دلربائی پر

وہ روٹھے بھی ملینگے ہم سے وہ لحظہ نگذرے گا
نصیب آئیگا مقدر نارسا اپنی رسائی پر

کیا جور و جفا سے شیشۂ دل چور سرتاپا
پڑیں پتھر کہیں اوس سنگدل کی آشنائی پر

بشر کی مغفرت کا جب ارادہ ہو کرم سے
بھروسہ زاہدو کرتے ہو کیا پھر جبہ سائی پر

نہ خنجر لگا رکھا دل مضطر نے یہ کہکر
الٰہی خیر صدمہ ہو نہ قاتل کی کلائی پر

کرے جو مشق ستم ستمگر جگر پہ تیر ستم لگا کر
کہا یہ قاتل نے تند خو ہو جسے شہادت کی آرزو ہو
اٹھاؤں کیوں میں ناز ابن مریم [illegible] کا ہے تجھ کو
وہاں وہ غیرت مسیحا ہم لعل سے جو اس خم سے یہاں خال ہے
سرا فانی جہان کل مکاں ہے ثبات اسکو بھلا کہاں ہے

دہن سے زخم کے دونوں عاشق کلیجہ پہ کہدو لیا ہدف بنا کر
دواج خنجر سے دو بدو ہوئے شہید وہیں خون بہا کر
کرشمہ انکا ہے کیا یہ تجھ کو جلا دیں مردوں کو لب ہلا کر
نتیجہ قسمت کا بر محل ہے وہ ہنس رہے ہیں ہمیں رلا کر
قدیم رہنے کا جو مکاں ہے تو یاد غافل اسے کیا

جو دام گیسو میں تو پھنسے گا نہ زیست بھر پھر نکل سکے گا
زمانہ مضطر تجھے ہنسے گا رہے گا انجمن میں دل اگا

ہوں اسیر قلیچ کے طائر کو گو سنبل کے پر
آشیاں کر ٹپک گیا پر مجھے اسے صیاد کہہ
جانگدازی عشق شمع ولیوں میں لبشر
دست بیعت مجھسے ہوتا رند مشرب جا کر
سبز رنگوں پر فدا ہوں میرے مرقد کے لیئے
وہ قلندر ہوں کہ میری دلق پوشی کے لیئے

وصف مجھ سے ادا ہو تیرے سنبل کاکل کے پر
کیا خط سبزہ و ہولی کا ٹ گئے بلبل کے پر
کب یہ یک مرتا نہیں مرتا تو ہے گل گل کے پر
ساقیا ہوئے جو پیا مجھ ہی جام مل کے پر
سایہ افگن کیوں نہ ہوویں طائران گل کے پر
خود بخود آئے ہیں اڑ کر طائر صلصل کے پر
یعنی فاختہ

کر لیتے ہیں سیر بوستاں ہم جو مضطر رات دن
کہ کیا حاصل لیئے ہیں آشیانہ بلبل کے پر

جا سکتے نہیں ہم تو چہرہ لٹ کے برابر
وہ سخت بلا آتش فرقت ہے صنم کی
جیسے کہ ہوئی چاہ سرے چاہ ذقن کی
شانہ سے کہو زلف وہ سلجھائے سمجھ کر

اور غیر وہاں رہتے ہیں کروٹ کے برابر
ہو ننگے ہیں قبر میں مرگھٹ کے برابر
آنکھوں سے رواں اشک ہیں پنگھٹ کے برابر
دل رہتے ہیں لٹکے ہوئے آس لٹ کے برابر

باعث ہے تیرے رشک کا مضطر یہیں لوح سنگ
بدلے ہے تعویذ رنگ جو گرگٹ کے برابر

[illegible]

[illegible]

اے آہ جیتے جی ہے تم سے فلک ضرور
ہم ہو ہمارے ساتھ تو پھر یک بیک ضرور

وہ شب ہی ہم کو شب ہے شب قدر ہے سوا
جس میں پر دیکھیں ہم ترے رخ کی جھلک ضرور

لٹ زلف عنبریں کی نہ لٹکائیے صنم
نازک کمر کو آنچ لگے ہوگی لچک ضرور

تیر نگاہ یار کے وہ چوٹ ہے بلا
مرتا نہیں تو جاتا ہے انساں سسک ضرور

قشقہ کھچائیگی ہمیں کافر بنائیگی
اوس بانکی برہمن کی جبیں کی تلک ضرور

ناہوں کباب لخت جگر کے عزیز تر
چھڑکیں گے آب اشک بجائے نمک ضرور

افشاں جبین یار کی اسقدر ہے چمکتی
شمس و قمر کی جاتی ہیں آنکھیں جھپک ضرور

کھینچی جو میں نے سینہ سے اک آہ آتشیں
جل جائیگی یہ دیکھنا سقف فلک ضرور

مضطر کی سنکے آہ جگر سوز دل خراش
بے چین ہو رہے ہیں فلک پر ملک ضرور

صدمۂ باد خزاں سے دل نہ تو غمگین کر
پھر بہار آئیگی بلبل کچھ ذرا تسکین کر

تو حسیں وہ ہے کہ تیرا حور و غلماں ہی سدا
ذکر لاتے ہیں زباں پر آفریں تحسین کر

ظلم جو چاہے تو مجھپر او بت بے دین کر
پر عدو کے سامنے میری نہ تو توہین کر

الغرض جاں حاضر ہے جب اس زلف پرشکن کیلئے
کیا کرے گی پھر دل بیتاب میرا چھین کر

خود بخود برہم نہیں وہ شوخ ہے آجکل
کر دیا برگشتہ اعدا نے اوسے تلقین کر

نزع میں یہ کہہ رہا ہوں اس تغافل کیش سے
آ کہیں اب تو گذر اپنا سر بالین کر

جان سے جس سنگدل نے مجھکو مارا یا خدا
اوسکے کوچہ میں جنازہ ہے مرا تسکین کر

رام کرتا ہے مجھے اک لعبت چیں کا غرور
تھوڑے دنکو یا خدا قبضہ میں ملک چین کر

تا ہو مرقد میں وہ قاتل میرا اک شب بیقرار
اپنے ہاتھوں اوسکی تو تجہیز کر تکفین کر

تا رقم ہوں وصف کچھ جمال یار کے
طبع مضطر کو خدایا اور بھی رنگین کر

نہ موت مانگوں تو کیا کروں شب فراق جاں ہے تنگ ہوکر
ملا لیتے ہیں سر شب بیمار ہجر میں پلنگ ہوکر

اب آئے ہو تو ہمارے گھر سے پھرو نہ ہرگز تم آج دلبر
کہ پھر آرہینگے ہمیں ہزار دل ہمارا اٹکا ہوکر

پتنگ بازی کا تیری شہرہ سنا ہے جب سے یہ دل ہمارا
اڑا پھرے ہے ہوا پہ مارا مثال کاغذ پتنگ ہو کر
نہ سمجھا کوئی حسین دیکھا ختن سے لیکر کے چین دیکھا
جو دیکھا تو مہ جبیں دیکھا جہاں میں روم و فرنگ ہو کر
کرو نہ دل کو کبھی مکدر جو ہو سکے تو بھلا ہی بہتر
کہیں نہ پایا قفل اٹھا کر سر جو شیشہ بگڑے ہے سنگ ہو کر

حصول مطلب میں اضطرابی نہ تو کیا کر ہے یہ خرابی
جو چاہے مضطر تو کامیابی تو ہو گی حاصل درنگ ہو کر

ردیف راے مثلثہ ہندی

جو پڑے ہیں سر تری زلفوں پہ لڑ لڑ
اونہیں دی ہے صدا زنجیر کھڑ کھڑ
سمجھتا ہوں میں اونکو پھولوں کی چھڑیاں
لگاتے ہو تم چھپیاں جو کہ سڑ سڑ
اذاں دی شب وصل مرغ سحر نے
کلیجہ لگا ہونے اوس وقت دھڑ دھڑ
خوشی ہو گئے کچھ اوسکی ہے یہ علامت
کہ ہیں لوٹتے خود بخود بند تڑ تڑ
یہ دشمن ہیں انکے کہے پر نہ جاؤ
سنو تم نہ ہرگز رقیبوں کی بڑ بڑ
تڑپ مرغ دل کو وہ صیاد سمجھا
تماشا جو کی دام گیسو میں پھڑ پھڑ

زباں پر ہو مضطر کے کلمہ نبی کا
لگے جبکہ سینے میں دم کرنے گھڑ گھڑ

ہاں اے شب فرقت تو دل اور نہ جگر چھوڑ
جو کچھ کہ ترے جی میں ہے وہ آج تو کر چھوڑ
گریہ سے کیا منع جو کی نالہ کی رخصت
خوش ہو شرر افشانی سے دی سلگا کر چھوڑ
باقی نہ رہے خانہ خرابی میں دقیقہ
ہاں اے اثر گریہ نہ دیوار نہ در چھوڑ
جاتی نہیں اس سوز سے افسردگی دل
اب آتش پنہاں تو کوئی اور شرر چھوڑ
اتنا ہی نہ بس رحم ہو مجھپر کہ میں ظالم
اٹھ جاؤں کہیں در سے ترے راہ گذر چھوڑ
کہتے ہیں کسے غیرت ہنر عیب ہے ذلت
کر عشق بس تحصیل یہ عیب اور ہنر چھوڑ

مضطر تری الفت کا نہ ہوا عہد یہ چھوٹا دل
شیر و لساں ہم کیا تجکو بس اب طالب زر چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

جفا کا شیوہ ہے جس سے وفا کا ہٹا انداز
بتا تو اے بت عیار ہیں یہ کیا انداز

تمہارے کوچہ سے آتی ہے جو عبیر فشاں
تو کیسے کیسے دکھاتی ہے پھر صبا انداز

ترے کرشمہ کے دشنہ نے ایک دکھلایا
جگر کے زخم کے گلکاری کا نیا انداز

جگر مژہ کا نشانہ ہے دل نگہ کا ہدف
ہر ایک رکھتے ہیں اپنا جدا جدا انداز

ستم ہے غمزہ ترا ناز ہے اگر آفت
ادا ہے تیری قیامت جو ہے بلا انداز

پری کو محو ہو خودداری و خود آرائی
جو دیکھے ایک نظر ہی تری ادا انداز

بہت سے دیکھے ہیں مضطر نے نازنین دلبر
مگر کسی میں نہ پایا یہ دلربا انداز

کیوں نہ اوس رخکو ہو حسن خداداد پہ ناز
رکھتے ہیں اہل دول دولت اجداد پہ ناز

چرخکو ہے مرے نالوں کے سبب سے جنبش
بلبلو تمکو عبث اپنی ہے فریاد پہ ناز

ہے رگ جاں کو مرے خار مغیلاں کافی
اے طبیبو نکرو نشتر فصاد پہ ناز

شاید ابتک نہیں دیکھا قد موزوں تیرا
قمریاں کرتی ہیں کوکو سے جو شمشاد پہ ناز

دیکھ ایجاد خیالات سلف کے مضطر
کسلئے تجکو ہے پھر اپنے ہی ایجاد پہ ناز

مجکو یوں ہے رخ زیبا کی ترے دید پہ ناز
جسطرح چرخکو ہو تابش خورشید پہ ناز

تشنگی میں لب شیریں ترا چوسا جس نے
اوسکو ہرگز نہ ہا لذت تبرید پہ ناز

نامہ بر خوبی قسمت سے مرا بھولا راہ
اور قاصد کے رہا یاں نہیں تاکید پہ ناز

میری دانست میں وہ لوگ ہیں مطلق جاہل
خود پسندی سے جنہیں اپنی ہے فہمید پہ ناز

ہے پیمبر کی محبت سے یہ دولت حاصل
کہ ہے مضطر کو سدا کلمۂ توحید پہ ناز

ردیف سین مہملہ

محبت میں ہو نکلے ہم تو بدنام سو سو کوس
ہوا دیوانہ سودائی ہمارا نام سو سو کوس

بری طرح سے ہمارے نام سے بھاگے ہے وہ گلفام سو سو کوس

لیا پہلو ہی جب سے مرا آرام جاں تو نے
ں پی ہیں کا کا ور ہے آرام سو سو کوس

تری جب زلف کو دیکھا کہا یہ خوشنویسوں نے
نہ دیکھا آجتک ایسا حروف لام سو سو کوس

تری حاجت نہیں قاصد ہمارا شوق دل پیہم
اڑا کرتا ہے اک پل میں لیے پیغام سو سو کوس

جہاں میں بت پرستی کا ہوا ہے اسقدر چرچا
کہیں سننے میں آتا ہے نہیں اسلام سو سو کوس

غم فرقت سے ہمکو تک نہ آرام دن حاصل
وصال یار کے ایدل گئے ایام سو سو کوس

سمند طبع کو مضطر بمیدان غزل جولاں
کرو ایسا کہ جس سے مشتہر ہو نام سو سو کوس

جہاں عشق لہو پیتے ہے دل نگہہ زا کے پاس
اب کیا ہے تیرے شیفتہ بینوا کے پاس

ٹھہری ہے گر غذا غم پنہاں تو ہی بہت
سامان عیش و ناز ترے مبتلا کے پاس

شاید معالجہ ہو مرض فراق کا
پہنچا دے کوئی اُسکو طبیب قضا کے پاس

گر لیلیا ہے نامہ تو معدوم ہے جواب
کیا لکھیے حال اُس بت نا آشنا کے پاس

کوچہ میں اُسکے اور بڑھا ہے جنون عشق
شدت ہوئی ہے درد کی دار الشفا کے پاس

وہ بھی کوئی ہو دن کہ تغافل شعار یار
پوچھے تمام حال ہمارا ابتلا کے پاس

دلمیں امید یہ ہے کہ مضطر بعون حق
پہونچوں میں آستان رسول خدا کے پاس

مکر و فریب جو کہ ہیں اہل وطن کے پاس
کاہیکو سیکھے ہیں وہ چرخ کہن کے پاس

لہرا رہی ہے اوس رخ روشن پہ زلف یوں
جسطرح سانپ کھیلتا پھرتا ہو من کے پاس

چلدی جو جان عزیز ہے اسے مرغ جاں سمجھ
بسمل کا دم نہ ٹھہرے ناوک فگن کے پاس

یوسف کی طرح جاکے ہو پردیس میں عزیز
پر التجا نہ لایئے اہل وطن کے پاس

گر تشنگی ہے حضرت دل آپکو کمال
سیراب جاکے ہو جیئے چاہ ذقن کے پاس

غمگیں وہ ہوں کہ اپنی مسرت مرا کوئی
غمخوار بنکے آیا نہ بیت الحزن کے پاس

بدلہ میں اُس کے لوٹ کے اے آسماں تو
رکھدے کہ چاند تارے کی چادر کفن کے پاس

کر دفن جسکو قبر میں لوٹ آئیں کیوں نہ
رہتا کوئی بھی ہے کہیں دو روز واں کے پاس

[illegible]

ردیف الشین

ہے تا ظہور جلوۂ جاناں قیام ہوش
ہووے گا پھر تو پہلے خرد سے سلام ہوش

دعویٰ علوی صرف کا ساقی کے سامنے
مت کر کہ ہاتھ میں ہے اوسکے زمام ہوش

ہوں اوسکی چشم مست کا مست خیال میں
مت رکھ ندیم مجھ سے امید کلام ہوش

وہ ہے ترا کرشمۂ خوبی کہ جس سے
دعوائے خوں بہائے دل و انتقام ہوش

دھوتا ہے ہوشیاری سے ساقی کے عشق میں
یہ میکدہ ہے میکدہ میں کیا ہے کام ہوش

چاہیں ہیں ہم مباہت بیخودی عشق
مطلوب ناصحا ہے تجھے گرد دام ہوش

مضطر کہاں حقیقت کہنہ جمال کیا
ہے تا ظہور جلوۂ جاناں قیام ہوش

ہیہات ساقی بیچلے زاہد کو جو فرمائے نوش
رند مشرب جام مے کیونکر نہ پھر کر جائے نوش

قلقل آب و خورش کا ہمدم و میرے لیے
ہے غذا لخت جگر اور خون دل ہے جائے نوش

نفس کی مہر حفاظت کرتے رہنا دوستو
استخواں جبتک سگ جاناں نہ کر جائے نوش

غیر تو سرشار ہوں ساقی شراب وصل سے
اور ہم کو ہجر میں ہوں اشک غم ہائے نوش

لا رہی ہے ہم کو مضطر ساقی کوثر کی یاد
کرتے ہیں اسواسطے ہم بادۂ مینائے نوش

گیسوؤں میں ہے یوں اس دل بیمار کی بندش
کرتا ہے کوئی جیسے خطاوار کی بندش

ہم رند و نکو مست چھیڑیو زاہد سر بازار
ایسا نہ ہو بکھری پھرے دستار کی بندش

گر شوق سے در بند جو کرتا ہے پری رو
کچھ جو نہ مگر روزن دیوار کی بندش

ملتا نہ کبھی مجنوں کو وہ ناقۂ لیلیٰ
ہو جاتی اگر پائے طلبگار کی بندش

کیونکر کرے اظہار حقیقت دل مضطر
سنتے ہیں وہاں ہو گئی گفتار کی بندش

دیکھ جلوہ یار کا ہم پہلے ہوئے اکبار غش
جسطرح موسیٰ کو آیا تھا لب کہسار غش

ہوش میں لاؤ نہ مجھکو غش میں رہنے دو پڑا
شاید آجائے کسی صورت سے وہ تکرار غش

حسن پر تیرے نہیں تاب نگہ یوسف کو بھی
دیکھا جلوہ کو لیا تا مصر کا بازار غش

عاشقِ جاں باز بیٹھے تھے جھکائے اپنے سر
دہشت ابرو سے قاتل کر گئے اغیار غش

جانبِ قاتل میں جاتا سر کے بل مضطر و لے
ناتوانی کے سبب آنے لگے ہر بار غش

ردیف صاد مہملہ

گر کرے قاتل تری صمصام رقص
خوں بہا اپنا کروں انعام رقص

میرے نالوں کی کشش سے جا بجا
کرتی ہیں دیوار سقف و بام رقص

دم فنا ہوتا ہے ہر ٹھوکر کے ساتھ
اے پری تیرا ہے قتل عام رقص

تو نہ ہو گا مرغِ دل ہرگز رہا
کس لیئے کرتا ہے زیرِ دام رقص

جو نہیں شائق نغمۂ داؤد کے
اونکو دکھلا اے بتِ خود کام رقص

گر تلاشِ گل نہیں بادِ صبا
کس لیئے کرتی ہے صبح و شام رقص

ناتوانی کے سبب مضطر مرے
ہاتھ میں کرتا ہے ہر دم جام رقص

اے دل ہوا بھول کے بھی مبتلائے حرص
آفت ہزار جان پہ لائی ہے ہائے حرص

ہیں جاگزیں کنجِ قناعت میں جو بشر
رکھتے نہیں رسائی وہاں تک بلائے حرص

دنیا کی ساری خاک ہو گر لقمۂ دہاں
تو بھی نہ ہو حریص کی کم اشتہائے حرص

دنیا کی فکر میں [illegible] رہتے ہیں سدا
کہلاتے ہیں جہان میں جو آشنائے حرص

یا رب تری جناب میں مضطر کی ہے دعا
دنیا میں میرے گرد پھٹکنے نہ پائے حرص

[illegible] کو کرتی ہے فنا حرص
ہے شیوہ برا اپنے تو دلکو نہ لگا حرص

[illegible]
کرتی ہے بلند اپنے جو شدت کا لوا حرص

بیٹھا ہے بر کہا تجکو [illegible] طلبی سے
اللہ رے یہ گستاخ [illegible] فزا حرص

اس فیض سے کام اوسکا جو چلتا ہے لوگو
رکنے نہ ترے کوچہ میں جانیکی صبا حرص

کرتی ہے صفا دل کو سیاہی سے مکدر ہوتی ہے اس آئینہ میں جلوہ نما حرص
جتنے عقلا ہیں متنفر ہیں سب اس سے البتہ پہنا لینے کو ہے دام بلا حرص

مضطر ہے جناب احدیت میں دعا یہ
دنیا کی خدایا مرے دل سے دے مٹا حرص

ردیف ضاد معجمہ

ہوں شیفتہ ترا مجھے فرحت سے کیا غرض خواہاں ہوں ترے کوچہ کا جنت سے کیا غرض
تحصیلِ مدعا میں ہو طالب کو شرم کیوں پروانہ شمع خواہ ہے کثرت سے کیا غرض
مت کیجیے بیوفائی اغیار کا گلہ مطلب ہے یار ہیں انہیں الفت سے کیا غرض
نالاں ہے کیوں تو غم سے دل مدعی عشق گر ہے نظر رضا پہ شکایت سے کیا غرض
ہے اپنا شیوہ خلق ہے آئینہ کی مثال ہم کو محبت اور عداوت سے کیا غرض

ہوتا ہے شعر گوئی سے مضطر کا غم غلط
دیوان کی اشاعت و شہرت سے کیا غرض

خلد سے مطلب ہے ہمکو اور نہ رضواں سے غرض ہاں فقط رکھتے ہیں اک دیدارِ جاناں سے غرض
مثلِ یوسف چاہ میں گر ہمکو سب موجود ہیں رکھتے ہیں جتنے ترے چاہِ زنخداں سے غرض
بت پرستی کرتے ہیں جو حق پرستی چھوڑ کر دین سے مطلب ہے انکو اور نہ ایماں سے غرض
امتحاناً زیبِ محفل ہو سکے دیکھو کس قدر رکھتے ہیں پروانہ تجھ شمعِ شبستاں سے غرض

سلسلہ مضطر کو ہے زلفِ دراز یار سے
اسلئے رکھتا نہیں وہ ساز و ساماں سے غرض

ردیف طاء مہملہ

رکھا ای قاصد مرا دیوار کے روزن میں خط خوف ہے آئے نہ دستِ دشمنِ بدظن میں خط
ڈر یہ تھا اشکوں سے کاغذ لکھتے لکھتے بہہ نہ جا جا نکر تر کر لیا ہے اسلئے روغن میں خط
عاشقِ لیلا ہوئے ہیں اور بھی مجنوں بہت لکھتے ہیں اک اطلاعی قیس کو ہم بن میں خط
رشکِ گل سنتا نہیں یوں تو مرا احوالِ دل جی میں ہے برگِ حنا پر جا لکھوں گلشن میں خط

کیوں نہوتی ابروئے خمدار قاتل سے شہید
کھنچ گیا روزِ ازل مضطر کے ہاتا گردنِ خط

تجھسے ہووے وعدہ کا ایفا غلط
گرکرے سو گند سر تا پا غلط

تیرے دل کی ہوتے ہاں اے مہرباں
گفتگوئے سختیٔ خارا غلط

کونسی خوبی ہے جو تجھ میں نہیں
لیک اک شہرہ نوازی کا غلط

تیرے قدِّ دلبری کے سامنے
ذکرِ دل آویزیٔ طوبیٰ غلط

تیرے روئے رشکِ مہ کے روبرو
گرکرے گل حسن کا دعویٰ غلط

تیری چشمِ مست سے نسبت ہے کیا
ادعائے آہوئے صحرا غلط

زلف کو عنبر کہوں لیکن ہے ڈر
لیئے کہو یہ بیاں سارا غلط

لعل و گوہر کیا لب و دنداں ہیں کیا
جو کہے ہمسر تو ہے تو ایسا غلط

جیسے مضطر ایک شاعر نے کہا
خود غلط انشا غلط املا غلط

مولف - خود غلط انشا غلط املا غلط

ردیف ظاء معجمہ

شبِ وصال میں جو جو کہ ہم نے پائے حظ
کسی نے ایسے اٹھائیں کہاں اٹھائے حظ

جگر کے کوفتے کھانے کو اشک پینے کو
زیادہ اس سے کوئی ہوگی کیا غذائے حظ

بھری ہوئی ہیں بلائیں ہزار کاکل میں
پھنسا کے دل کوئی کیونکر بھلا اٹھائے حظ

کہاں کے عیش میسر بھلا ہمیں ہوتا
لکھا تھا کاتبِ قدرت نے غم بجائے حظ

پئے وصال سہا کر فراق کے صدمے
عذاب سہتے ہیں مضطر سبھی برائے حظ

بہارِ باغ سے ہم کو نہیں حظ
جہاں وہ جلوہ آرا ہے وہیں حظ

کیا ترکِ اختلاطِ اغیار تا کہ
تو مجھکو اس سے کیا اے ہمنشیں حظ

ذریعہ فرحتِ دل کا ہے جلوت
تجھے کیا زاہدِ خلوت گزیں حظ

سراسر جلوۂ حسنِ بتاں لطف
سراپا نشۂ رخسارِ نازنیں حظ

وہ اُنکا عشوہ و انداز دلکش
وہ اونکے غمزہ ہائے دل نشیں حظ
وہ خط ظلمت روائے چشمۂ خضر
وہ لب غیرت فزائے حور عیں حظ

ہے مضطر جلوہ گر کثرت میں وحدت
اُٹھائیں دیدہ ہائے دوربیں حظ

ردیف عین مہملہ

گر نہیں سیر گلستاں پر وہ گل خوشتر رجوع
باغباں کیوں بلبلیں ہیں نغمہ سنجی پر رجوع
گنبد گردوں ابھی بہتا پھرے مثل حباب
چشم گریاں ہو جو رونے پر سے وہ پھر رجوع
ذکر جس جا ابروئے خمدار قاتل کا ہوا
ہم نے بھی کی اوسجگہ ہو سر بکف اکثر رجوع
سرکشی رکھتا ہے ہم سے کس لئے پیماں شکن
ہر طرح ہم تو تجھ سے رکھتے ہیں اکثر رجوع
جال کا دھوکا نہوتا دام کاکل پر اگر
پھر تو آئے صبا وہ ہوتے مرغ دل کمتر رجوع
زیب افشاں جب کیا کرتے ہو پیشانی کو تم
ٹوٹ کر افلاک سے کرتے ہیں سب اختر رجوع

اے دل مضطر طلا بنتا ہے مشت خاک سے
ہوتی ہے انسانکی تقدیر بھی جب آکر رجوع

جبکہ ہوتا ہے ہم سے یار وداع
ساتھ ہی کرتا ہے قرار وداع
جاں سے آرام مانگے ہے رخصت
دل سے ہوتا ہے اختیار وداع
آخری کرتے ہیں حواس سلام
ہوش و تمکین اور وقار وداع
جب چلے تم تو بزم میں کیا ہے
ہوگئی باغ سے بہار وداع
خوب ہو پھر سے جانے سے پہلے
ہو لے جاں سے تن نزار وداع
تم جو جاتے ہو بے خبر جاؤ
نہ کہو مجھ سے بار بار وداع۔

کیا کہوں کیا گذرتی ہے مضطر
جبکہ ہوتا ہے ہم سے یار وداع

جب ہوا وقت سفر ہم سے وہ جاناں الوداع
ہو گئے دنیا کے مجھ سے سارے ارماں الوداع
سینہ کو مجمر کیا فرقت کی اخگر بھر دئی
یوں کیا ابکے برس ہم نے زمستاں الوداع

تشنگی سے جس نے آب تیغ قاتل پی لیا
ہو گیا کوثر کا اوسکے واسطے ارماں الوداع

جل مرینگے آتش حسرت سے ہم پروانہ وار
گر ہوا تو بزم سے شمع شبستاں الوداع

کیوں ہو مضطر کو مشکل منزل ملک عدم
جب وہ ہو دنیا سے لیکر بار عصیاں الوداع

ردیف غین معجمہ

کیوں اٹھاتا ہے ہمارے قتل کو ہر بار تیغ
ہے ہمیں کافی تری وہ ابروئے خمدار تیغ

میرا سینہ تیری ابرو دیکھ یوں کہتی ہے خلق
کیا سپر نایاب ہے اور کیا ہے جوہردار تیغ

تیغ ابرو نے کیا بسمل صف عشاق کو
آجتک دیکھی نہیں ایسی کوئی زنہار تیغ

آشکارا سب پہ جوہر تیغ ابرو کی ہوئی
خون میں جسوقت میرے ہو گئی سرشار تیغ

جبکہ **مضطر** دشمن بدظن فلک پر ہو ہلال
کیوں نظر آئے نہ اٹھتے بیٹھتے ہر بار تیغ

فرقت گلرو میں جیسے ہم نے جلتے پائے داغ
وہ کہاں لالہ کو گلشن میں میسر آئے داغ

ہمسری رخ سے ترے شمس و قمر نے جیسے کی
پھرتے ہیں دونوں ندامت کا جگر پر کھائے داغ

ہو نہ دامن گیر قاتل کوئی اوس نے اسلیے
اپنے دامن سے ہمارے خون کے دھلوائے داغ

سوئے گلشن گر تجھے رغبت ہی اے غنچہ دہن
دیکھ لے سینہ مرا ہیں کھل رہے گلہائے داغ

کر کے الفت خوبرویوں سے بتاؤ ہمکو تم
کیوں دل **مضطر** اٹھائے داغ ہیں بالائے داغ

مارتا ہے لاف گو رخ سے ترے روشن چراغ
پر کہاں سے لائیگا یہ رنگ یہ روغن چراغ

آب اشک آتش فرقت سے یوں نالاں ہے دل
جسطرح پانی کے پڑنے سے کرے شیون چراغ

کیوں نہ پوشیدہ کریں وہ رخکو میری آہ سے
خوف صرصر سے چھپاتے ہیں تہ دامن چراغ

پردۂ فانوس میں چھپتا ہے ہوکر منفعل
جب ترے رخ کے مقابل آتا ہے روشن چراغ

شمع رویونکی یہ ہے سوز محبت کا اثر
میری مٹی کے جلا کرتے ہیں جو بن بن چراغ

واعظا تاریکی مرقد سے ہم ڈرتے نہیں
سینۂ سوزاں میں ہے دلکا مرے روشن چراغ

حضرت شور - عشق میں اوس لالہ رو کے ہم نے اتنے کھائے داغ ٭ پانو سے سر تک بدن پر داغ ہیں بالائے داغ ٭

شمع رویوں پر فدا ہوگا دل مضطر اگر
تا ابد جلتا رہیگا بر سر مدفن چراغ

ردیف فائے موحدہ

ہوا مدت میں تری بیخبری سے واقف
کہ نہیں تو مری سوز جگری سے واقف

دل ہوا تجھپہ وفادار سمجھکر قرباں
نہوا شیوۂ بیدادگری سے واقف

نالہ و آہ سے میرے نہیں ڈرتا وہ کبھی
کیونکہ ان دونونکے بے اثری سے واقف

چشم فتاں پہ ترے ہیں وہی ازبس مفتوں
جنکو دعویٰ ہے کہ ہیں فتنہ گری سے واقف

ہے ترے ناز کا کچھہ اور ہی عالم ایجاں
یہ پری میں بھی نہیں ہوں میں پری سے واقف

غنچۂ دل ہے متبسم نہو کیونکر اوس سے
ہو نہیں فیضان نسیم سحری سے واقف

نہیں مضطر کو بجز دشت نوردی کچھہ کام
خوب ہوں اوسکی میں آشفتہ سری سے واقف

ہو مخاطب چشم تر میری جو طوفاں کی طرف
پھر کوئی دہقاں نہ دیکھے ابر باراں کیطرف

الفت لیلی شمائل میں ہوا جیسے جنوں
وحشت دل لے چلی مجھکو بیاباں کیطرف

لطف یاں جو پریاں پائے ہیں تیرے اس لیئے
خلد میں دیکھونگا کب میں حور و غلمانکیطرف

مصحف رخسار کا بوسہ لیا ہو گر کبھی
حافظو اٹھوالو مجھسے ہاتھ قرآں کیطرف

خواب میں رہتے ہیں میرے رات بھر مار سیہ
صبح جبدن دیکھتا ہوں زلف پیچاں کی طرف

کی دعائے خیر سبنے ہو خدا حافظ ترا
مرغ دل جبدم چلا اوس زلف پیچانکیطرف

سچ بتا کس یوسف ثانی کی ہے تجھکو تلاش
تو جو اے مضطر چلا ہے آج زندانکی طرف

ردیف قاف

چمکتی دیکھتے ہر دم ہیں تیرے در پر برق
پڑی رقیب سیہ رو پہ آہ بنکر برق

فدا ہوئی ہے تمہاری مگر نظر پر برق
سیاہ رنگ پہ گرتی ہے کیونکہ اکثر برق

(حضرت سوز) پڑی یہ جلوۂ رخ سے دل و جگر پر برق ۔ کہ جیسے ٹوٹ پڑی ہے کسیکے گھر پر برق

تمھاری برق نگہہ نے جلایا دل میرا
فلک سے ٹوٹی ہے ناگہ خدا کے گھر پر برق
عجب ہے حال نہ جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں
نگہہ کی جیسے گری ہے مرے جگر پر برق

تمام خرمن ہستی میرا ہو نکا جس سے
گرائی عشق نے مضطر کے ایسی سر پہ برق

کیا بیاں کیجیے کہ کیا ہے فراق
قہر ہے ظلم ہے بلا ہے فراق
لوگ کہتے ہیں جانکنی ہے سخت
سخت تر اس سے جانگزا ہے فراق
ہاویہ میں یہی ہے عذاب الیم
پر ز بادہ الم فزا ہے فراق
وصل کی کیفیت ہی ہے معلوم
لیک سچ پوچھو تو برا ہے فراق
خون لاکھوں کا پی گیا لیکن
تشنہ لب آج تک رہا ہے فراق
ناتواں ہم ہیں دیکھیے کیا ہو
طاقت و صبر آزما ہے فراق

گر نہ امید وصل ہو مضطر
مگر عشاق کو بلا ہے فراق

ردیف کاف مہملہ

ظہور امر حق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
رخ اغیار فق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
رہے ہے نام گیسو جس کتاب دل کے صفحہ پر
پریشاں وہ ورق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
خزاں کی جب ہوئی آمد صبا بلبل سے کہتی تھی
ترے دلکو قلق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
نہ پھنسا او نہ پھنسا ہمارے طائر دل کو
تڑپ کر جاں بحق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
یہی نالہ کشی گر ہے ترے عشاق بسمل کی
جگر گردوں کا شق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
خبر چلنے کی سن ہیر کی کہا رو رو کے مجنوں نے
یہ صحرا لق و دق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک
بنا ہی رشک لیلی کیا کتاب عشق میں محبوب
ہمارا ہم سبق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

اگر ہے گرم بزم شعر تو میرا سخن مضطر
نہایت ہی ادق ہوویگا کل پرسوں اترسوں تک

آتش فشاں ہے سوزش دل اب یہاں تلک
لاسکتے ہم نہیں جسے ہر گز زباں تلک

سلام (حضرت شور) دل ہی دیا نہ ہم نے تمھیں بلکہ جاں تلک ۔ تب بھی نہ لائے حرف شکایت زباں تلک ۔
[illegible]

کس گل کی دھوم دھام ہے گلشن میں ای صبا
مصروف انتظام ہے جو باغباں تلک

اللہ رے اشتیاق پرستش بتان ہند
زاہد بھی آیا کعبہ سے کوئے بتاں تلک

ملتا پتہ ہمیں نہیں اوس رشک حور کا
خواہش ہے جسکو ڈھونڈھ پھرے لامکاں تلک

سب جل بجھیں گے فرش سے تا عرش اک قلم
مضطر کی آہ پہونچی اگر آسماں تلک

ردیف کاف ہندی

تفتہ جگر کے رہتی ہے ہر دم دہن میں آگ
مجھ سوختہ کے نکلے نہ کیونکر سخن میں آگ

کھینچوں جو آہ سینۂ سوزاں سے بیگاں
فرش زمیں سے جا لگے چرخ کہن میں آگ

اوس لب کے سامنے نہیں کچھ لعل کی ہی قدر
لگجائے جسکے ذکر سے ملک یمن میں آگ

یہ دشت تفتگان محبت کا ہے دلا
نالہ کی جائے نکلے ہرن کے بدن میں آگ

مضطر ہوں اونکو غیروں سے جب گرم جوشیاں
حسرت سے کیوں لگے نہ مرے تن بدن میں آگ

ردیف لام مہملہ

فرش زمیں کو بھی ہوں گرانبار یا رسول
حاسد ہے مجھ پہ چرخ ستمگار یا رسول

مجھ سے نحیف و زار کا اس بیکسی کے وقت
جز آپکے ہے کون مددگار یا رسول

سوئے مدینہ ہند سے سو بار ہوں رواں
گر ہو کشش حضور کی اکبار یا رسول

ہووے نصیب روضہ والا کا گر شرف
خوابیدہ بخت ہو مرا بیدار یا رسول

جب نور کا جہاں میں ہوا آپکے ظہور
کسریٰ کا قصر ہو گیا مسمار یا رسول

کی جبہ سوے خاک بتوں نے ہو سرنگوں
شرمندہ و ذلیل ہو گئے کفار یا رسول

جب سوئے چرخ آپنے انگشت کی دراز
دو ٹکڑے چاند ہو گیا اکبار یا رسول

لحظہ میں طے کیا شب معراج آپنے
ارض و سما کا عرصۂ دشوار یا رسول

عرش بریں کو آپ یوں تشریف لیگئے
عینک سے جسطرح ہو نگہ پار یا رسول

میری زباں سے کلمہ طیبہ ادا ہو تب
جب روح سے جدا ہو تن زار یا رسول

قرباں ہو تیرے نام پہ لیل و نہار یہ
میرا جو مضمحل ہے دل زار یار رسول
در کی تمہارے خاک ہے اکسیر سے سوا
خواہش ہے کسکو درہم و دینار یار رسول

جز اسکے اور کچھ نہیں مضطر کی التجا
ہووے نصیب آپکا دیدار یار رسول

کیا ہو بیان حالتِ بیتابیٔ دل
سینہ میں مثل برق طپاں یہ ہائے دل
تیری خیال یاد سے تسکین کیوں نہ پائے
ٹہرے اس سے کوئی نہیں ہیچ دوائے دل
وہ کونسا ہے وقت کہ جبو وقت غم نہیں
ہوتی تجھے نہیں کبھی فکرِ غذائے دل
دل حسرتِ وصال میں اپنا تلف ہوا
سینہ میں اب یہ حسرتِ دل ہے بجائے دل
تیغ خمیدہ ہے کہ ہے محراب اہل راز
ابروئے یار لیک ہے حاجت روائے دل
سمجھا تہا کیوں مصائبِ عشق بتانکو سہل
ہے یہ گذارشِ غمِ پنہاں سرائے دل

عاشق سے ہو زیادہ جسے بوالہوس عزیز
کیوں اوس صنم کے عشق میں مضطر جلائے دل

آشیاں دلمیں جو گلچیں کے بنا لے بلبل
پہر گلستاں سے تجھے کون نکالے بلبل
اشک خونریز تو کتنی ہی گرا لے بلبل
ذکر کیا خوف جو صیاد کو آلے بلبل
تیرے رونے سے نہیں ہو نیکا طوفاں برپا
اشک بے فائدہ جو چاہے گرا لے بلبل
ہوگی فریاد سے صیاد کے دلکو لرزش
طرز نالونکے ہمارے تو اڑا لے بلبل
پہر وہی عیش کا ساماں ہے بہارِ گلشن
کچھ دنوں جورِ خزاں اور اٹہا لے بلبل
خوشنما گل ہے ترا یا گل رعنا میرا
شرط انصاف ہے لے دیکھ دکہا لے بلبل
ہمسری کیجیو جانبازونکے پیچھے – پہلے
عشقبازوں میں ذرا نام لکہا لے بلبل
چل بقصدِ شوق کہوں کوچۂ گلرو کی طرف
سیرِ گلشن کی اگر ہم سے رضا لے بلبل
مجھ سے بیہوش کو گر ہوش میں لانا چاہے
لخلخہ زلفِ معنبر کا منگا لے بلبل
تو ہی مشتاق ہے اور ہم بہی عاشق گلرو
گفتگو راز کی آ کہہ لے کہا لے بلبل
سننے میں سیر کو وہ غنچہ دہن ہے آتا
فرشِ گل صحنِ چمن میں تو بچھا لے بلبل

بعد مردن بھی ہیں شمر دار رفاقت ظاہر
پھول قبر پہ تو جو چڑھا لے بلبل
کوچ ہے گلشن ہستی سے عدم کو میرا
حرف رخصت کوئی اب گل کو سنا لے بلبل
دوں شب وصل ہزاروں ہی دعائیں دل سے
گر نکلا مرغ سحر کا تو دبا لے بلبل

[illegible]
کیا اللہ سے تجھے صحبت نہ ذرا لے بلبل

تیغ ہستا کا فر جو سلجھا گئے ہیں اپنے بال
لیکے وحشی کو پھنسے ہیں مار کے کالے بال بال
ہے سینہ مجنوں کا ہمیشہ سے اثر شباب قمر
ہو نظر آتے نہیں ہو ماہ او سالی ہلال
ہائے قاتل جس قدر غول نے ہمارے کر دیئے
اسے حق تجھ [illegible] لیے [illegible] لال لال
ہوگئی مشہور کوہستان میں یہ کبک دری
دیکھ کر اوس سرو قامت کی ہتھیلی لال لال

دیکھا اب مجاہد مضطر سینہ سوزاں نعرہ زن
سمجھے ہے کوئی مفتی اور کوئی سیرہ تال

سنگیں دلوں سے گر کوئی اپنا لگائے دل
لازم ہے اوسکو پہلے ہی پتھر بنائے دل
نذرانہ ہو قبول ہمارا یہ شاہ حسن
تحفہ سمجھ کے آپکی خدمت میں لائے دل
نازوادا و عشوہ و غمزے ہوں جب بہم
اتنی بلا سے پھر کوئی کیونکر بچائے دل
صیاد تو نے دہوکے سے زلفوں کے دام میں
دانہ دکھا کے خال کا صید بنایا دل

مضطر سے عید کو بھی ملے گر وہ دلربا
سینہ میں پہر خوشی سے نہ پہولا سمائے دل

نظر بد سے ترا محفوظ رہے دل قاتل
اس لیئے ہے رخ روشن پہ ترے تل قاتل
تیغ ابرو سے جو رہتے ہیں ہمیشہ دو چار
ہے سپر خاک وہ کیونکر نہ اٹھا لیں قاتل
ذبح کے وقت میں جنبش نہ کروں گا مطلق
ہاں ادا ہے سر کو دکھانے چل قاتل
واہ رے شوق شہادت کہ ہے لب پر ہر دم
کر مجھے گنج شہیداں میں تو داخل قاتل

وجد میں آئیں گے مضطر کی طرح برگ درخت
لوٹتے آئے جو کہیں پردہ محمل قاتل

(حضرت محمد) اُس کی بیت کو ہاتھ میں پہر لیو تم آئے دل ایسا کیا کروں قضا آگیا سفت اشول

[illegible]

ردیف میم

یہہ سر لسبر خطا ہے کہ مشک خطا سے ہم
دیتے ہیں نسبت آپکی زلفِ دوتا سے ہم

ہوتا یقین ہے خلق کو آوازِ صور کا
جب محوِ شور ہوتے ہیں آہ و بکا سے ہم

صحنِ چمن میں کو لسا آتا ہے رشکِ گل
سنتے ہیں شور بلبلِ نغمہ سرا سے ہم

افلاکِ ہفتمیں کو بھی آتا ہے زلزلہ
کچھہ کام جبکہ لیتے ہیں آہِ رسا سے ہم

دل دیکے دل ربا سے لیا ہے کسینے بھی
خواہاں جو اپنے دل کے ہوئے اوس دلربا سے ہم

اوس رشکِ گل کی کچھہ تو خبر دے کبھی ہمیں
کہتے ہیں صبح و شام یہ بادِ صبا سے ہم

مضطر ہمارا سینہ کتاں کی طرح ہے چاک
جب سے کہ عشق رکھتے ہیں اُس مہ لقا سے ہم

کہلو ہم سے کہیں حیا کی قسم
سوچی چشمِ سرمہ سا کی قسم

وعدۂ قتل پر وہ کہاتے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کی قسم

ترک خوئے وفا پہ کرتے ہیں
لطفِ دلداری وفا کی قسم

رکھہ پریشاں نہ ہجر میں ہمکو
شکنِ کاکلِ دوتا کی قسم

مجکو محروم اے صبا مت چھوڑ
کوئے دلدار کی ہوا کی قسم

جاں بلب ہوں نہ مونہہ چھپا مجھہ سے
حیرتِ حسن جلوہ زا کی قسم

ابتو اے بت ہو رحم مضطر پر
دیکھہ بیتاب ہے خدا کی قسم

ردیف نون

پہنتے ہو پیرہن جو آسمانی اندنوں
کیا بلا نازل کروگے یا لہسانی اندنوں

تیرے باعث اوس پریکا سرکو زانو ہے نصیب
تیرا مجنوں کیوں نہوں آتا توانی اندنوں

کھنچ سکے تصویر تیری پھر بہلا کس سے صنم
عقل جسکی ضبط ہو بہزاد و مانی اندنوں

وقتِ رخصت یوں کہا داغِ جدائی ہے بہت
اور کیا اسکے سوا لوگے نشانی اندنوں

عہدِ پیری ہوگا جب آغافلو پچتاؤگے
رائگاں کہوتے ہو کیوں ناحق جوانی اندنوں

ہر طرح - چاہیے بلبل کو گل کی پاسبانی اندنوں

پھر دوبارہ تو [illegible]

گر کہوں سن لیجئے احوال مضطر کا ذرا
کہتے ہیں ہمکو نہیں ذوق کہانی اندنوں

خانۂ یار میں اغیار پڑے رہتے ہیں
منتظر ہم پس دیوار کھڑے رہتے ہیں

رزمگہ عشق میں عاشق تو پڑے رہتے ہیں
بوالہوس جتنے ہیں پیچھے ہی کھڑے رہتے ہیں

شہسوار یکا وہیں شوق ہوا ہے یہانتک
رات دن باد کے گھوڑے پہ چڑھے رہتے ہیں

جسطرف کو وہ نکلتا ہے ستمگر سفاک
زخمی دو چار سر راہ پڑے رہتے ہیں

پہنچیاں ہاتھوں میں اونکے تو پہنچ جاتی ہیں
پا ۔ ے بوسی کی تمنا میں جڑے رہتے ہیں

روزہ دارونکی طرح کان لگائے اپنا
در پہ مشتاق سخن تیرے کھڑے رہتے ہیں

بیڑیاں پیار سے مجکو ہی پہنا دے جلاد
زیب پا اونکے سنا ہے کہ کڑے رہتے ہیں

موشگافی کا جہاں میں نہ کہیں ہو چرچا
بال زلفونکے یہ کیوں سر پہ چڑھے رہتے ہیں

ہے حریفونکی رگ و پے میں تعفن مضطر
سخت کم بخت غلاظت میں سڑے رہتے ہیں

فرشتو مجھسے کیا ہو پوچھتے بندہ خدا کا ہوں
مجھے عشق محمد سے ہے میں عاشق مصطفی کا ہوں

زباں سے کلمۂ طیب ادا ہو اسگھڑی میرا
رواں دار فنا سے جسگھڑی ملک بقا کا ہوں

مشرف دولت ایماں سے ہونگا یہ نشانی ہے
زباں سے جو سقر میں کلمہ قالو بلی کا ہوں

کہڑا اس انتظاری میں کہیئے گر کہا مجھسے
کہونگا منتظر اسدم حبیب کبریا کا ہوں

نشاط و عیش میں میرے سرور افزا ہستی ہے
دلا مغموم جبسے ہیں شہید کربلا کا ہوں

نہ کیوں عقدہ کشائی ہو مری ہر ایک مشکل میں
دل و جاں سے سدا خادم شہ مشکلکشا کا ہوں

خداوندا دلِ مضطر کی میرے یہ تمنا ہے
مشرف بازیارت بادشاہِ انبیا کا ہوں

قید قفس سے ہمکو صیاد دے رہائی
شادی رہی نہ طاقت پرواز بال و پر میں

حاسد رقیب کیا کیا جل جل کے خاک ہونگے
تشریف آج لائے گر وہ ہمارے گھر میں

وصل صنم کی شب کو بولا اگر مؤذن
صبح قیامت آئی جانونگا سر بسر میں

دینار اور درم کے طالب یہ دلربا ہیں
جز نقد جاں جو لاؤں کہاں سے زر میں

موتی کو تب ہے نسبت دانتوں سے تیری جانا
گر کچھ چمک دمک ہو آرائشی گہر میں

مضطر خدا نے تمکو عالی طبع کیا ہے
اک اور بھی غزل ہو نادر اسی بحر میں

مصرع طرح — ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

زلفوں کا تیری جب سے سودا ہوا ہے سر کو
کالی بلا ہے میرے آنکھوں ہر نظر میں

چومے ہے سنگ کعبہ ہر کس بقول شاعر
ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

ہوں سرد لب پہ آہیں اور زرد ہو گئے چہرہ
عاشق اوسکو جانو چھپکے ہو درد سر میں

حسن بتاں کا تو نے اسے آہ دم بھرا ہے
اسواسطے الٰہی وحشت ترے جگر میں

جس سمت کو قاتل باندھی کمر سے تیغا
پہونچا ادہی طرف کو سفینہ کیئے سفر میں

قربان جاں ان دو دل سے حوریں نکیوں [illegible]
ثانی ترا پری رو کب ہے کوئی بشر میں

ہر عیب اسکے چھپے پوشاک چادر خانہ
عادت ہوئی ہے اسکو پھرنیکی گھر بگھر میں

عاشق ذکر کو ہووے اسے ساکنان گردوں
آہ و فغاں میں اپنے رکھتا ہوں وہ اثر میں

آغوش میں ہمارے جب سے نہیں وہ دلبر
پہلو کو چیر دیکھو دل بھی نہیں ہے بر میں

نازک خیال اوسکا غلطی ہے جو مضموں سے
تار نظر کو باندھا ہمسر تری کمر میں

نادان کو بھی ہوگا وہ طور یا دمضطر
جو طرز اشکباری رکھتا ہوں چشم تر میں

ہو کہاں [illegible] جلوہ ماہ کو [illegible] میں
کچھ تو اثر فرق ہے قرآن میں تفسیر میں

آہ کا اپنے اثر ہونگیں [illegible] تیر میں
سنگدل ہو [illegible] سپر میں

کچھ ہے یا نہیں [illegible] آنکھوں [illegible] دونوں [illegible]
[illegible] ہیں جیسے ہستے ہوں زنجیر میں

بہت چکھے ہیں رخسار و لب کے بوسے جھوم جھوم
اور پہر یا ہر دفعہ ہوں موردِ تقصیر میں

خاکپا سے یار آ جائے کہیں سے ہاتھ اگر
اوسکے بدلے لوں نہ ہرگز پہر کبھی اکسیر میں

میری نظروں سے وہ پنہاں شوخ رہتا ہے مدام
دیکھے آئینہ میں جسکی رکہتا ہوں تصویر میں

صیدگاہِ عشق میں بس وہ مرا ابرو کماں
جب شکار افگن بنے پہنچاؤں لہو نخچیر میں

ناصحا باتوں سے تیرے عشق چھٹتا ہے کہیں
چل پرے خاموش رہ سر مت پہرا تقریر میں

ان قوافی میں غزل اک اور بہی مضطر لکہو
فضلِ حق سے ہو سخنور زور ہے تحریر میں

دمبدم گر ہو تجسس ہر طرح تدبیر میں
پر وہی ہوگا نوشتہ جو کہ ہے تقدیر میں

کوہ و صحرا ہمکو بخشے دونوں شاہِ عشق نے
کون ہے ہمسر ہمارا عزت و توقیر میں

قتل کا اپنے نہیں غم مجکو لیکن ہے یہ ڈر
پڑ نہ جائیں آبلے قاتل تری شمشیر میں

خونِ پروانہ پہ تجکو دی سزا ایسی بڑی
دیکہہ تو اے شمع کیا انصاف ہے گلگیر میں

قتل کر قاتل نے لاشہ گر پہرایا کو بکو
ذائقہ چکہیں گے ہم بہی لذتِ تشہیر میں

ہم سے پوچھو حال جیسے زلف کا سودا ہوا
ہتکڑی ہاتہوں میں ہیں اور پاؤں ہیں زنجیر میں

اوس پری کو کر لیا مضطر نے شیشے میں اتار
آگیا ملکِ پرستاں جابجا تسخیر میں

ہر ہمی عشق کا دست آفتِ خنجر رکہتا ہوں
جگر کا خون کیا پینے سوا پر ہمسر رکہتا ہوں

شرابِ عشق میں جیسے ملا لیتے ہیں سب پانی
یونہی اشکونکو دلکے خوں میں ہیں آمیز رکہتا ہوں

دُرِ دندانِ جاناں کی ہمیشہ یادگاری ہے
سرشکِ نم سے چشمونکو میں گوہر ریز رکہتا ہوں

دکہا کر ابروئے خمدار قاتل یوں لگا کہنے
سرِ عشاق کی خاطر میں تیغِ تیز رکہتا ہوں

زمینِ شعر میں کیوں نہ ہو تیز قلم جولاں
سمندِ طبع پر مضطر میں اک مہمیز رکہتا ہوں

چونکہ دردِ الفت کا مجھے بیمار کہتے ہیں
عروقِ جسم کو میرے لبشر زنار کہتے ہیں

نہ جب تک واقفیت تھی تمہاری تیغِ ابرو سے
نہ اصلا جانتے تھے ہم کسے تلوار کہتے ہیں

بطرح - جلا کر مجکو مارا ہے میں دستاویز رکہتا ہوں۔

ہدف ہوں ای کماں ابرو تمہارے تیر مژگاں کا
بجا لکھتے ہیں جو دلکو مرے افگار لکھتے ہیں

مسلسل خوشنما ہم صاف دندان مبارک کو
نہاں درج دہن میں اب دُرِ شہوار کہتے ہیں

پشیماں اپنے عصیاں سے ہو اور توبہ بھی کر مضطر
امید مغفرت بہر رکھہ اوسے غفار کہتے ہیں

طوالت سے وہ میری بات کرنے میں بگڑتے ہیں
مقاعد مختصر حالات کرنے میں بگڑتے ہیں

اوتاری کیا کوئی عامل عمل سے عشق کے جن کو
یہ حضرت وہ ہیں جو حضرات کرنے میں بگڑتے ہیں

صبا او زراں تو ہو کر دیکہ لے وہ گیسوئے مشکیں
سنورتے ہیں و یا حرکات کرنے میں بگڑتے ہیں

تفاخر چند روزہ ہو گیا ہے جن کمینوں کو
لقب اپنا وہی کم ذات کرنے میں بگڑتے ہیں

اندہیرا روز روشن پر جو دود آہ سے کیجے
خفا ہوتے ہیں دلنے رات کرنے میں بگڑتے ہیں

خراب اوقات کرتے ہیں دلا جو ہرزہ گردی میں
وہی ناداں خراب اوقات کرنے میں بگڑتے ہیں

تجھے او تحفۂ دل پیش اونکے کر دوں لیکن
سنا ہے وہ نذر سوغات کرنے میں بگڑتے ہیں

کمر کا اونچی اے مضطر نہ مضموں تجہہ سے کیوں بگڑے
سخنور سب یہاں اثبات کرنے میں بگڑتے ہیں

مجہہ سے ہے کچہہ اوسے فراج نہیں
شاد وہ بت کسی سے آج نہیں

مانع ظلم ہوں تو کہتے ہیں
رحم کرنے کا یہاں رواج نہیں

زندہ رہتے ہیں لخت دل کہا کر
عاشقوں کی غذا اناج نہیں

پیش کرنیکو ہیرے شاہ حسن
نقد دل کے سوا خراج نہیں

بوسہ مانگوں تو روز کہتے ہیں
کل کہیں دینگے جاؤ آج نہیں

نقد دل اے بتو جو لوٹتے ہو
ہند میں کیا کسیکا راج نہیں

لیتے مضطر کو دیکھکر ہیں طبیب
ایسے بیمار کا علاج نہیں

وہ مسیحا مرے گھر آئے اگر آن کی آن
پھینکے سر سے ہو ظاہر تن بیجان کی جان
ہے جو خواہش کہ کرے رشک پری کو تسخیر
منت اہل کوئی اب شاہ سلیمان کی مان
نعرہ زن دیکھہ مجھے طفل مغنی بولا
بے تکی آج اوڑاتا ہے تو کیوں تان کی تان
نعش کو میری کیا زاغ و زغن نے یوں نوش
ایک نے دست لیے ایک نے لی ران کی ران

قتل مضطر کا رقیبوں کو اگر خط ملجائے
ثبت ہیں یوں سر سے سند آپکے فرمان کی مان

یاد عہد شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

سر پھراتا ہے کیوں سنا واعظ
ہمکو روز حساب کی باتیں

کی ہیں خلوت میں جو رقیبوں سے
وہ عیاں ہیں حجاب کی باتیں

کہہ رہی ہے مری پریشانی
زلف کے پیچ و تاب کی باتیں

ہم نے پوچھا جو حال خفگی کا
اوسنے کہیں عتاب کی باتیں

عنبریں زلف یار کی آگے
ہیچ ہیں مشک ناب کی باتیں

یاد عقبیٰ زبان پہ لا غافل
چھوڑ دہر خراب کی باتیں

کون سنتا ہے آج رندوں میں
حضرت شیخ و شاب کی باتیں

شکوہ ہجر گر نہیں ہمدم
اور کیا ہیں عذاب کی باتیں

فاش دل ہی کہے گزک ہوئیں
گر کرو ہم شراب کی باتیں

واسطے حسرت لب اوسکے میں دیکھوں
جب ہوں اس رخ سے نقاب کی باتیں

بے قراری ہو جنکے سننے سے
ہیں وہی اضطراب کی باتیں

کہکے دیوانہ یوں کہا اوسنے
ہیں یہ تیرے خطاب کی باتیں

پرسش حال ہر مریض عشق
واقعی ہیں ثواب کی باتیں

سمجھا بحر جہاں کہ فانی ہوں
جب سنی کچھہ حباب کی باتیں

پانی پانی ہو شرم سے بادل
سنکے چشم پر آب کی باتیں

قول مضطر ہے اس طرح مربوط

چھپے ہوئی کتاب کی باتیں

تمہارے تیغ ابرو سے کبھی ہم سے اشارے ہیں
درخشاں گو فلک پر چاند سورج اور تارے ہیں
برہمن کی طرح اوسکا مقرر نا ہی ہوتا ہے
نہیں ہوتی ہے کچھ مجھ سے جو ہو سو بخشی خطا صاحب

ستمگاروں کے بہت کشتے بدن سر اتارے ہیں
تمہارے کفش زریں کے فروں اتنے ستارے ہیں
بت کافر ہیں کیا نام خدا انداز پیارے ہیں
جو سچ پوچھو مضطر مجھ سے بڑھکر گوشوارے ہیں

زبانپر الاماں مضطر فرشتوں کے بھی آتا ہے
شب فرقت میں جب نالے فلک پہ پہنچے تار ہیں

گھر میں تیرے غیر کیا آتا نہیں
روبرو تیرے لب رنگین سے
ہے سگ جاناں کا شاید منتظر
کھائے غوطہ بحر عالم میں بہت
اب قضا در پے ہے عاشق کے ترے
کب ہیں بازار محبت میں دلا

خلد میں شیطان بھی جاتا نہیں
قدر کچھ لعل یمن پاتا نہیں
ہڈیاں میری ہما کھاتا نہیں
تیرے دنداں سا گہر پاتا نہیں
او مسیحا کس لئے آتا نہیں
سر فروشی کے لئے جاتا نہیں

تا کہ ہو تشہیر مضطر لعل قتل
اس لئے وہ نعش دبواتا نہیں

ہماری قبر پر ذلت کی ہو تحریر پتھر میں
عزیز و کوہکن کی جانفشانی کا سبب یہ تھا
نہ غیر و نکو کیا گر خاک تو وہ اسے کماں ابرو
جگر سے کوہ کے ہر دم رواں رہتا ہے جو پانی

نشان عرک رسوائی ہے تشہیر پتھر میں
نظر آتی ہے شیریں کی اوسے تصویر پتھر میں
اثر اپنا دکھاتا ہے نظر کا تیر پتھر میں
کسی عاشق کے گریہ نے یہ کی تاثیر پتھر میں

اثر باقی رہی اوس سنگدل کے دل میں اے مضطر
کریں کیا شعر تمکین سے جو ہو تاثیر پتھر میں

گل سے غرض نہ طالب فصل بہار ہوں
خورشید سا میرا نام ہے شیدا [illegible]

شائق ہیں جان و دل سے ترا گلعذار ہوں
[illegible] کیا پھول

تیر مژہ نے یار کے جیسے ہدف کیا
مشہور ہے جسے خلق میں سینہ فگار ہوں
شانہ ہی پھنسکے زلفیں کہتا ہے روز و شب
دام بلا کی قید میں لیل و نہار ہوں

مضطر یہ آپکے ہی سخن کا طفیل ہے
مشہور ہیں جو آج بہ شہر و دیار ہوں

تیر کیوں مجھپہ وہ پیکان کئے بیٹھے ہیں
ہم تو دل پہلے ہی قربان کئے بیٹھے ہیں
زلف پیچاں کے تصور میں تمہارے جاناں
جی کو ہم اپنے پریشان کئے بیٹھے ہیں
مبتلا غم کا ہوں خاطر ہے مکدر میری
آئینہ رو مجھے حیران کئے بیٹھے ہیں
پیشکش کیوں نکریں لخت جگر کو اپنے
غم دلدار کو مہمان کئے بیٹھے ہیں

پیش جائے گی نہ تقدیر سے مضطر تدبیر
آپ کیوں وصل کا ساماں کئے بیٹھے ہیں

راتدن شوق تلاوت میں سدا بیدار ہوں
اسقدر مفتون و شیدا مصحف رخسار ہوں
ہو گل نرگس مری تربت میں یا ای دوستو
ان دنوں اون نرگسی آنکھوں کا میں بیمار ہوں
ہے یقیں یوں ابر نیساں بھی نہ برسا ہو کبھی
چشم نم سے جسطرح میں آج گوہر بار ہوں
تونے کیا آشکارا گل کئے گلزار میں
تیری قدرت پہ میں قرباں ایزد غفار ہوں

جسطرح مضطر کو رہے لطف اور احسان ہے
میں ترا بندہ ہوں پر بے دام بے دینار ہوں

ہونگے فریادی ترے پیش سلیماں سیکڑوں
مار ڈالے تجھ پری نے ہائے انساں سیکڑوں
سوز الفت میں دلا ہوں سینہ بریاں اسقدر
اُف سے جلتے ہیں مرے کوہ و بیاباں سیکڑوں
غیر وصل یار سے اے آسماں مسرور ہوں
اور رہجائیں ہمارے دلمیں ارماں سیکڑوں
جلوۂ دیدار جاناں کی تمنا سب کو ہے
کرتے ہیں اس آرزو میں حفظ قرآں سیکڑوں
ہم ترے رخ سے اُسے تشبیہ دیسکتے نہیں
رکھتا ہے خوبی اگرچہ ماہ کنعاں سیکڑوں
شمع کی حاجت ہے کیا یہ داغ سینہ کے مرے
ہو رہیں گے قبر پر سرو چراغاں سیکڑوں

دیکھ مضطر باز آمت چھیڑ زلف یار کو

ہر طرح۔ کھینچکر ماتھے پہ قشقہ تونے یار + کر دئے کافر مسلماں سیکڑوں۔

کردیئے ہیں اُسنے کُشتے اور بیجاں سیکڑوں

کسکو تمہاری زلف کا سودا ہوا نہیں
وہ کون ہے کہ جسپہ یہ نازل بلا نہیں

کس کس جفا کو آپکی ہمنے سہا نہیں
پر حیف بیوفا میں ذرا بھی وفا نہیں

جیسا خرام یار کا انداز ہے عجیب
کبک دری کی چال میں دیکھا نہیں

ہاتھونکی سرخی دیکھہ کے روشن ہوا ہمیں
قاتل کو ذوق خون ہے شوق حنا نہیں

ہجرانکی صدمہ سہکے بھی آتی نہیں ہے موت
شاید مرے نصیب میں لکھی قضا نہیں

کیونکر علاج عشق سے عاجز نہوں طبیب
یہ درد لادوا ہے کچھہ اسکی دوا نہیں

دروازے شاید آج اجابت کے بند ہیں
مضطر قبول آج جو ہوتی دعا نہیں

آج شاید شمع رو رونق فزا محفل نہیں
بیکلی پروانہ ساں تجھکو جواب ایدل نہیں

ہے ترا پرتو ہے اسمیں اے مرے خورشید رو
یوں ترے رخ سے مشابہ یہ مہ کامل نہیں

دیکھکر میری تڑپ کہتے ہیں یوں تجھسے سب
آفریں صد آفریں تجھسا کوئی بسمل نہیں

ظلم کی ایچرخ تیرے کس سے جاکر داد لوں
غور کر دیکھا جہاں میں کوئی بھی عادل نہیں

دل سے دلکو ربط ہے پر بھول وہ ہمکو گیا
یاد سے ہم جسکے رہتے ایکدم غافل نہیں

سانپ ہر شب خواب میں مجکو نظر آنے لگے
عشق زلف یار میں کیا کیا بلا نازل نہیں

آشنا شکوہ سے لب اپنے نہ مضطر کیجے
جز مصیبت عشق میں کچھہ اور شئے حاصل نہیں

جدھر کو نظر بھر کے ہم دیکھتے ہیں
ادھر تیرا جلوہ صنم دیکھتے ہیں

جنہیں عشق ہے سالک و رنداں سے بہتر
وہ ہیرے کے معدن کو کم دیکھتے ہیں

ترے ابروں کے تصور میں قائم
فلک پر مہ نو کو ہم دیکھتے ہیں

جو اوسکی گلی کوچہ ہیں جاں سے مفتوں
بھلا کب وہ باغ ارم دیکھتے ہیں

جلیں آتش ہجر سے ہم نہ کیونکر
رقیبوں سے تجھکو بہم دیکھتے ہیں

شتاب آ کہیں اب تو پیک اجل تو
تری راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں

وہ کون ہے جو رحیمہ تری مبتلا نہیں ؞

(حضرت شوق) ترا جلوہ ہر جائے ہم دیکھتے ہیں ؞ تجلی کو ہر اک سے ہم دیکھتے ہیں ؞

ہمیں گر وہ پوچھیں تو کہہ دینا مضطر
کوئی دم میں سیر عدم دیکھتے ہیں

طپش دل سے مرے برق و شرر کچھے ہیں
روئے تاباں سے ترے شمس و قمر کچھے ہیں

ہاتھ سینے کو لگایا تو نزاکت سے کہا
ابھی توڑو نہیں صاحب یہ ثمر کچھے ہیں

وصل ہوتا نہیں اور ہجر ستاتا ہے ہمیں
کیا دعاؤں میں ہمارے بھی اثر کچھے ہیں

نہیں عشاق کا تیمار بجز وصل صنم
نسخہ دانایوں کے واللہ مگر کچھے ہیں

تیر مژگاں کے سوا سامنے جانبازوں کے
رزمگہ عشق میں سب تیغ و تبر کچھے ہیں

دوستی کرتے ہیں ناداں کو سمجھکر دانا
جان لو تم یہی مضطر وہ بشر کچھے ہیں

دل مشتاق کہتا ہے کہ محفل میں زیب محفل ہوں
عدو کمبخت درباں ہے کہاں کیجا داخل ہوں

زہے قسمت تجھے اپنا سمجھکر وہ یہ کہتے ہیں
جو تو قالب میں جاں ہو جو تو تبدیل تو دل ہو

میسر وصل جب آیا مقدر اوج پر پایا
تمنا بھی پکار اٹھی کہ لو حسب مقاصد حاصل ہوں

کروں مائل کہاں سے دل میں اپنا حق پرستی پر
گرفتار بلا دنیا میں از فکر قبائل ہوں

خبر صحرا نوردی جب سنی مجنوں کی لیلا نے
کہا ناقہ مرا لاؤ ابھی میں زیب محمل ہوں

کہاں آیا ارے ناداں جو پوچھا دل سے یوں بولا
جدھر آیا ادھر آیا ابھی آخر تو میں دل ہوں

لکھا ہے جو جبیں میں میرے کاتب نے وہی جانے
پڑھوں کیونکر پڑھا جاتا نہیں آخر تو جاہل ہوں

کہا آدم نے یوں اعزاز پاکر حق تعالیٰ سے
ضعیف و ناتواں ہوں گو سرشت اپنی میں گل ہوں

مسخر دل کا کر لینا تجھے آساں ہے اے مضطر
جسے یاد عمل حب ہے وہی میں مرد عامل ہوں

مصرعہ داغ — نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

گدا ہوں بے نوا ہوں پر نہ سیم و زر کا مائل ہوں
زکوٰۃ حسن دلواؤ فقط بوسہ کا سائل ہوں

کہا دل نے کمان ابرو نشانہ کیوں بناتے ہیں
خدنگ ناز کا پہلے ہی اونکے میں تو بسمل ہوں

کہاں ہے وصل پھر حاصل بجائے درد ہجراں ہو
جدا ہیں حرف بھی جسکے وہی لا لفظ میں واصل ہوں

صبح بھی گر کسی شب ہو تو بالکل صبح کاذب ہو
برا اے طولانی فرقت ترا کیونکر نہ قائل ہوں

[illegible]
بیٹھے کاغذ پہ خط اوسنے لکھا ہے اسلئے مجھکو
مجھے سمجھا کہاں باغِ عالم جانتے ہوں گے
نہ جنت کی مجھے پروا نہ غلمانکی مجھے خواہش
بیاں ہونے لگا جب برش شمشیر ابرو کا
ہوا بارِ گراں سر تنِ لاغر پہ جب میرا
نہ ماہ و خور برابر ہیں نہ یوسف میرا ہمسر ہے
نظر ای تیغِ ابرو کشتۂ جاوید کہلا کر
نگاہِ قہر سے ہم جو تو مقہور کرتا ہے
عدو تقریر سے کیا خاک میری سر برا ہو گا
وہاں تو بیڑیاں ہم بڑھائی جاویں منت کی

[illegible]
شکستہ دل وہ جانے ہے مجھے میں جسکا مائل ہوں
کہیں غوغائے بلبل ہوں کہیں شورِ عنادل ہوں
ترا مقتول ترا شیدا پرانے حورِ شمائل ہوں
کلیجہ ہو گیا ٹکڑے جگر بولا کہ گھائل ہوں
دکھا کر خنجرِ ابرو لگی کہنے کہ قاتل ہوں
غرورِ حسن سے کہتے ہیں میں وہ ماہ کامل ہوں
زہے طالع زہے قسمت شہید و نہیں جو داخل ہوں
ستانے کو ترے آسماں کیا میں ہی فاضل ہوں
مجھے منطق کا ملکہ ہے مدلل پُر دلائل ہوں
غضب ہی یہاں پر دم سزاوار سلاسل ہوں

لعشق مصحف رو کا ہوا ہے جبسے اے مضطر
گلے میں اپنے میں ڈالے اوسیدن سے حمائل ہوں

مسلط جسپہ دوزخ ہو وہی میں بد خصائل ہوں
سزاوار جہنم ہوں سیہ اعمال نامہ ہے
شفاعت گر نہ ہو تیری تو پھر بخشش کہاں میری
فقط ہے فضل پر تکیہ خطا کردہ ہوں وہ ورنہ
ثنا خواں ہوں رسول پاک کہتا ہے غلط میرا
خدا جانے جہنم ہو ویا اعراف رہنا ہو
صنم خانہ کا شائق ہوں خدا سے صاف کہدونگا
ارے کر لا تقنطوا پر یاس سے مت کہنہ
خطا سرزد ہوں جب لاکھوں مقولہ داغ کا سچ ہے
کہا ہے عمر بھر سجدہ بتوں کو میں نے ای زاہد

نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں
نہ جنت میرے قابل ہے نہیں جنت کے قابل ہوں

اگر مضطر خدا بخشے کرمی اوسکی ہے ورنہ
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

اونکو منظور یہاں تک رونق افزائی نہیں
ناتواں ہم یہ کہ تاب گام فرسائی نہیں
رخ نے کسدن تیری چشم چرخ جھپکائی نہیں
کب سیہ بختی سے میرے بات سرتائی نہیں
نقد دل لیتے ہو کیوں برباد کرنے کے لیے
مال طیب ہے ہٹو یہ مال بالائی نہیں
ساتھ ساتھ اغیار کے گھر گھر بجا بہر خدا
خانگی ہے اے صنم تو کوئی ہرجائی نہیں
یاد رکھ اے چرخ ظالم ہے مکافات جہاں
جسنے کلپایا کسیکو اوسنے کل پائی نہیں
یار اکدن کہدیا ہتا مار کہانیکے لیئے
بے سبب کچھ مجھ سے اونکی زلف بل کہائی نہیں
تنگ ہو قید قفس میں کہہ رہی ہتی عندلیب
کل سے اوس گل کے خبر باد صبا لائی نہیں
بندھگیا جس شب تصور تیرا آکر خواب پوش
نام کو بھی نیند آنکھوں میں پہر سے آئی نہیں
غیر تو سرشار ہوں وہاں فیض ساقی دیکھیئے
ہم کو جز خون جگر یہاں بادہ پیمائی نہیں
یہ تقاضا دمبدم ہے طبع موزوں کا مری
تازہ مضموں گر نہو تو کوئی شعر آرائی نہیں

اور کن ناموں سے مضطر ہم پکارے جائینگے
اوسکے عاشق اوسکے مفتوں اوسکے شیدائی نہیں

طرح۔ ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں ؎

کیا ہوا بات جو مطلب کی بنی خوب نہیں
ابہی اونسے تو ہماری بہی چہنی خوب نہیں
صف مژگاں کے مقابل جو ہیں سینہ کہولے
کب وہ کہتے ہیں کہ برچھی کی انی خوب نہیں
عشق دندان صنم بہی ہے وہ سم قاتل
ہوتی جس سے کبہی ہیرے کی کنی خوب نہیں
آشیاں رہنے دے بلبل کا چمن میں قائم
باغباں مان کہا بیخ کنی خوب نہیں
بات غیروں کی بنائی رکہی کاوش ہم سے
آسماں روز کی یہ سفلہ پنی خوب نہیں
کبہی بولے سے اجی ہاں نہیں لاتے لب پر
واہ کیا آپکے دلبر یہ تنی خوب نہیں
دل پہ کہٹکا کہیں شاید کہ خزاں کا ہوگا
گل و بلبل کے چمن میں جو بنی خوب نہیں
ہوتے دیکھا مرے بالیں پہ جو ماتم بولے
مہر بیمار پہ یوں سینہ زنی خوب نہیں
کشتۂ رشک قمر خلق کہے گی مجھکو
قبر پر چادر مہتاب بنی خوب نہیں

ملتجی ابرو کماں سے ہوں بقول شاعر
ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں

دولت ہوش و خرد تم نے لٹائے مضطر
واقعی تمسا کوئی اہل غنی خوب نہیں

لگ کے سینے پہ اترتے ہیں جگر پر پلکیں
واہ کس زور کی پھرتی ستم گر پلکیں

ہے مزا خانۂ دلمیں تو وہ دلبر ہووے
جائے چلمن ہوں لگی چشم کے در پر پلکیں

پلکیں جوش دل دریا کو تھما لیتے ہیں
تیری عاشق کی ہیں کیا خوب ہنرور پلکیں

دولت عجز عجب چیز ہے حاصل کر لے
ارے مغرور کف پا سے لگا کر پلکیں

ایک لحظہ میں جگر پیر فلک کا چھانا
رکھتی اسقدر ہیں طاقت مری بڑھ کر پلکیں

وصل کی شب ابھی رہنے دے خدارا گردوں
ورنہ رو دینگے مری وقت سحر پہ پلکیں

عشق ہے جیسے کسی ابرو کماں کا مضطر
چھپتے ہیں تیر نمط دلمیں برابر پلکیں

فرقت گلرو میں اشکوں سے جو تر کی آستیں
بنگئی گویا نمونہ ابر تر کی آستیں

رزمگاہ عشق سے بھاگے رقیب بوالہوس
دست قاتل سے ذرا دیکھے جو سر کی آستیں

وصل کی شب وہ صنم دل کھول یوں ہم سے ملا
بند ٹوٹے چولی مسکی اور جھر کی آستیں

آب زر میں مچھلیاں پھرتی نظر آنے لگیں
ساعد سیمیں پہ دیکھی جبکہ زر کی آستیں

یوں کہونگا خلد میں حوریں ملیں گی جب مجھے
یا خدا دے ہاتھ میں اوس سیمبر کی آستیں

قطع کی پوشاک اوسکی یہ ہوا درزی کا حال
آستیں کی کی کمر اور کی کمر کی آستیں

مر گئے مضطر جو یہاں جور و جفا کے ہاتھ سے
حشر میں پکڑینگے وہ بیداد گر کی آستیں

جلوہ نما ہے یوں رخ روشن نقاب میں
خورشید جیسے ہووے شفق کے سحاب میں

بیجرم قتل کرتا ہے قاتل جو تو مجھے
دیگا جواب کسطرح روز حساب میں

فرصت نہیں ہے کشمکش خوب و زشت میں
پابند جب سے ہم ہوئے دیر خراب میں

ہم تاب اوسکو کہیئے نہ دندان یار سے
ہے منتخب اگرچہ گہر آب و تاب میں

لائیں کباب لختِ جگر کے بنا کے ہم
کہاں ہے وہ بادہ نوش جو کیفِ شراب میں
بیتابیوں سے رونگی ثابت ہوا ہمیں
سیماب سے زیادہ ہے دل اضطراب میں
وقفہ ہے میرے قتل میں منظور کس لیئے
تعجیل چاہیئے ہمتیں کارِ ثواب میں

مضطر وہ گرم ہوتے ہیں سنکر اسد کا قول
ملتی ہے خوئے یار سے نارِ التہاب میں

پہلو میں میرے جیسے وہ آرامِ جاں نہیں
بیتاب ہوں کہ تاب کا مطلق نشاں نہیں
بازارِ عشق میں ہے محبت وہ جنسِ خوب
سودے میں جسکے سوچنا سود و زیاں نہیں
دائم شبِ وصال ہی رہنے دے اے فلک
تکلیف روزِ ہجر کی تاب و تواں نہیں
تسخیر کے عمل کیئے ہم چلہ کش ہوئے
گوشہ میں پر ملا بتِ ابرو کماں نہیں
ہم گم ہیں او سمجھ کہ بصد کوشش و تلاش
ملتا پتہ مکان کا تیرے جہاں نہیں
ہے دودِ آہ ہجرِ جگر سوز مجتمع
پھیلا ہوا یہ سر پہ مرے آسماں نہیں
کیا لطف بزمِ شعر کہ رونق فزا ہے لبں
نازنیناں واثق[1] و افغانی[2] جہاں نہیں

ہم نے پری کو باتوں میں تسخیر کر لیا
مضطر جہاں میں ہمتا ہی سحر البیاں نہیں

جو پروانہ ساں جی جلائے ہوئے ہیں
وہ تجھ شمع سے لو لگائے ہوئے ہیں
تمنائی خدمت میں حور و ملائک
پرا صف بصف سب جمائے ہوئے ہیں
زمیں آسماں جنکی خاطر بنا ہے
فلک پر وہ تشریف لائے ہوئے ہیں
خبر عرش پر ہے کہ معراج کو
حبیبِ خدا آج آئے ہوئے ہیں
مکاناتِ امت جو رضواں سے پوچھے
تو کی عرض جنت سجائے ہوئے ہیں
جو ذی روح مسکو نہ چودہ طبق ہیں
زباں پر تری نعت لائے ہوئے ہیں
بروزِ جزا یا شفیع البرایا
شفیع آپکو سب بنائے ہوئے ہیں

زیارت جو **مضطر** کو ہووے تمہاری
تو مقصد تمامی بر آئے ہوئے ہیں

[1] واثق [illegible] اور افغان شاعر [illegible] معروف ہیں [illegible] سکونت پانی پت [illegible] اور افغان [illegible]

طرح - رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

ردیف واو مہملہ

اوٹھاکر جب نقاب اوسنے دکھایا روئے روشن کو
ہوئے غش ہم بھی جوں موسیٰ جلایا ہمنے تن من کو
چمن سے بلبلِ نالاں یہی کہتی ہوئی نکلی
خدارا کاٹیو مت باغباں شاخِ نشیمن کو
طپش دلکو بہ میزانِ خرد جب وزن کر دیکھا
نہ پایا ہم نے ہم پلہ ذرا بھی تاب گلخن کو
بنا تھا عشقبازوں کیلیے یہ طوق چھوٹا سا
خدا جانے ملا پھر کسطرح قمری کی گردن کو
کہا قیدِ قفس میں یاس سے بلبل نے رو رو
خیالِ جورِ گلچیں نے چھوڑا یا حیف گلشن کو
لگا پھر خدا ٹانکا کوئی زخمِ جگر کا تو
اگر طاقت قوی تر ہے رفوگر تیرے سوزن کو
عروقِ جسم پر اکثر گماں زنار ہوتا ہے
لگا دل چاہنے جیسے مرا طفلِ برہمن کو
ہوگی خواہش رضواں ہوگی خواہش جنت
ملے گی جا اگر کوچہ میں تیرے مجکو دفن کو
بنانا سنگِ مقناطیس سے تربت مری یارو
لگا نعلِ آہن اوسنے گرہے پائے توسن کو
خبر جب ناقۂ لیلا سے پوچھی ہمنے مجنوں کی
لگا کہنے کیا آباد اوسنے نجد کے بن کو
مقابل گر مرے ہوگا شکستِ فاش کہا دیگا
سنادو دوستو اتنا رقیبِ زشت و بد ظن کو
جب آیا غیرتِ گل وہ مسی ملکر گلستاں میں
خجالت سے غشی طاری ہوئی اوسوقت سوسن کو

مثالِ رعد گرجیں گے مثالِ برق چمکیں گے
سنینگے جب دلِ **مضطر** کے وہ فریاد و شیون کو

گر رخ سے دو بدو ترے بدرِ کمال ہو
اتنا ہمیں یقیں ہے کہ گھٹکر ہلال ہو
موسیٰ کی طرح جسکو ہو جلوہ ترا نصیب
ایسی غشی ہو ہوش میں آنا محال ہو
اوٹھنے سے تیرے باغ جہاں کی اوٹھی بہار
بیٹھے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
مانا ضرور پردہ ہے اور رشکِ مہ تجھے
لیکن ظہور بھی تو کبھی ماہ و سال ہو
چوٹی پڑی ہے پشت پہ اوس سرو قد کے یوں
ناگن چمن میں جیسے سوارِ نہال ہو
آتے ہیں دل ہزار وہاں روز نذر میں
کسکا اوسے خیال ہو کس کی سنبھال ہو
شرمندہ کیا فلک کے ستارے بناؤ گے
موتی جو تم پروئے صنم بال بال ہو

اس قافیہ میں اور بھی **مضطر** غزل لکھو

موزونیٔ طبع کی جو شہرت کمال ہو

عاشق کا تیرے کیوں نہ زلیخا سا حال ہو
یوسف جو تجھکو دیکھہ کے محوِ جمال ہو
بوسے تو لیوں جھوکے اوس گل کے جھوم جھوم
جھنجھک ہو ہمپہ غصہ ہو آخر ملال ہو
شمس و قمر نے کی ہے ترے رخ سے ہمسری
اچھا ہے جس قدر انہیں حاصل زوال ہو
مرنیکو بھی سنا ہے کہا کرتے ہیں وصال
مر بھی جو جاؤں میں تو نہ حاصل سوال ہو
دستِ نگار کیلئے موجود جب ہے خون
پھر کیوں حنا سے تیرے کفِ دست لال ہو
دشوار طے ہو منزلِ ملکِ عدم نہ کیوں
عصیاں کا بار جب ہمیں دوشِ وبال ہو
اہلِ سخا کو چاہیئے سائل جو کوئی آئے
محروم وسے جائے نہ ردِّ سوال ہو
گر ہووے شوق ساقیِ کوثر کی یاد کا
زاہد ہمیں شراب کا پینا حلال ہو
لازم لوازمہ ہیں یہ عامل کے واسطے
تقوٰی بھی ہو اعتقاد ہو اکلِ حلال ہو
کم ہو کبھی حریص کے دل سے ذرا نہ حرص
موجود گھر میں مال جو قاروں مثال ہو
کردیں زکوٰۃ حسن وہ کوٹھے پہ بیٹھکر
پیرِ فلک کے ہاتھ میں کاسہ سوال ہو
جاں دی جو کوئی زلفِ پریشاں کے عشق میں
مرقد پہ ہو درخت بھی اوسکے تو جال ہو
محتاج ہوگا اور نہ ہو کا رہے گا وہ
آداب جس بشر نے کیا وابنیال ہو
آخر اسی میں جانا ہے غافل سمجھکے چل
ٹھوکر سے تیرے تا نہ زمیں کو ملال ہو

مضطر ترا عروسِ سخن کو کلام ہے
عطر سوہاگ بھی ہو تو فتنہ مثال ہو

پیر تیر نالہ دلا گردوں رسا ایسا تو ہو
جل بجھے سقفِ فلک مشعل بکا ایسا تو ہو
کاکلِ مشکیں دکھا صیاد یوں کہنے لگا
طائرِ جاں کے لیئے دامِ بلا ایسا تو ہو
آسماں بہتا پھرے او چشمِ تر مثلِ حباب
ہاں کوئی پھر اشک کا طوفاں بپا ایسا تو ہو
یوں کہا اوس گل نے گلشن میں گلِ نرگس دیکھہ
منتظر کوئی ہمارا چشم وا ایسا تو ہو

طرح۔ جسپہ وہ ہو کہا ہو خدا کا ناخدا ایسا تو ہو

وصل گر ہوتا نہیں تو مر ہی جاویں کہیں ہم
خوں ہمارا ملکے قاتل نے کف پا میں کہا
رنگ ہی ہیں قتل کر قاتل نے یوں ہمکو کہا
اب عنایت سے تری یک قضا ایسا تو ہو
سرخرو کچھ تو ہی اور برگ حنا ایسا تو ہو
کشتۂ جاوید کوئی برملا ایسا تو ہو

کسطرح شانہ ہوا ہے زلف پیچاں کا اسیر
تو بھی اے مضطر گرفتار بلا ایسا تو ہو

نہ پروانہ کا غم دیکھا کبھی اس شمع سوزانکو
شب معراج میں صل علیٰ کس کس کو ازبر تھا
سراپا سر ہے کوچہ کے سمجھتے ہی نہیں عاشق
بتاؤں کیا تمہیں صاحب ہوا ہوں دیکھکر مفتوں
تصدق وہ ہوا گرچہ جلا کر جسم کو جاں کو
فلک کو اور ملائک کو پریکو حور و غلماں کو
چمن کو گل کو گلشن کو نہ ہرگز باغ رضواں کو
ترے عشوہ کو غمزے کو ادا کو ناز پنہاں کو

شباہت حسن سے اوسکے کسیکو بھی نہیں مضطر
شمع کو اور نہ شعلہ کو نہ شمسکو ماہ تاباں کو

میرے پہلو میں دل کو رہنے دو
بخدا عشق بت نہیں چھٹتا
رخ پہ زلفیں نہیں خزینہ پر
ناگ ہیں مجھکو عاشق گیسو
تیر مژگاں کے جور سہنے دو
لوگ کافر کہیں تو کہنے دو
سانپ بیٹھے ہیں بائیں دہنے دو
ناگ پالے ہیں پالے رہنے دو

ہول سینے کو ہو وہ جس قدر رہے
چشم مضطر سے اشک بہنے دو

او روسیہ رقیب بس ہمکو نہ چھیڑ تو
ورنہ اُف بھی لب پہ لائینگے ہم کہو
یہ وہ بلا ہے آہ دلدار کے لیے
آجائے نیند ہنسنے سے جسکے فراق میں
بازآ وگرنہ کھائیگا صدہا تھپیڑ تو
گریاں دہر ہمارے سراپا اُدھیڑ تو
دربان کھلا ہی رہنے دے اسکو بھیڑ تو
اے قصہ خواں کچھ ایسے ہی قصہ کو چھیڑ تو

جانبر نہیں ہوا کوئی اسکا ڈسا ہوا
ناگن یہ زلف یار ہے مضطر نہ چھیڑ تو

گاہ جلوہ جو صنم تونے دکھایا ہمکو
پھر تو موسی کی طرح ہوش نہ آیا ہمکو
رشک اوسوقت رقیبوں کو نہ کیا کیا ہوگا
گر کبھی یار نے خلوت میں بلایا ہمکو
عمر فرقت میں سدا اپنی کٹی رو رو کر
وصل دلبر سے فلک نے نہ ہنسایا ہمکو
زلف کے ناگ ہیں یہ زہر بھرا ہے اوسنے
جسکو دیکھا وہی کشتہ نظر آیا ہمکو

کشتۂ دید نظر آیا ہمیں مضطر جس دم
آپ خنجر وہیں قاتل نے پلایا ہمکو

اگر وہ زینت پہلو مرا مطلوب پر فن ہو
دل بیتاب کو میرے فغاں ہو اور شیون ہو
منور خال رخ جب ہو تہ زلف سیہ پیدا
درخشاں سامنے اوسکے نہ کالے کا کبھی [illegible] ہو
نظر آئے محال ہمکو نہ کیوں فکر دولت بوسہ
محافظ گنج رخ پر جب تری زلفوں کی ناگن ہو
تلاش ناقۂ لیلیٰ نہ ہو وحشت میں گر ہر دم
تو پھر درکار مجنوں کو بھلا کیوں نجد کا بن ہو

دعا ہر شب یہی مضطر ہے ہم خانہ بدوشوں کی
الٰہی اوسکے کوچہ میں میسر ہمکو مسکن ہو

تیرے تیر مژہ ابروئے خمدار کہ تو
خوں بہانے کو مرا ہے وہی تیار کہ تو
محتسب بادۂ الفت کے بھلا پینے سے
رند مشہور ہوئے ہم سر بازار کہ تو
بت پرستی ہے مجھے عشق صنم ہے ہمکو
اے برہمن ہوئے ہم طالب دیدار کہ تو
چشم تر سے مرے اکدم میں بھرا دامن دشت
پھر بھلا ابر سیہ ہم ہیں گہر بار کہ تو

سنگ جاناں تو ہی مضطر کو بتا دے پس مرگ
استخوانوں کا ہما ہو مرے حقدار کہ تو

آتا نہیں یقیں کہ رقیبوں کو چھوڑ دو
باتونکی ہم کو کہتے ہی کیوں تم نچوڑ دو
سر پہ چڑھی ہیں آپکی زلفیں جو آجکل
کالونکو آپکے ہاتھ سے اپنے مروڑ دو
صنعت کا جب تمہارے ہیں قائل ہوں شیشہ گر
ٹوٹے ہوئے جو دل کو ذرا پھر بھی جوڑ دو
مرغ سحر حریف مؤذن عدوئے وصل
قابو پڑے تو دونوں کی گردن مروڑ دو
مدت سے آرزو ہے مرے دل فگار کے
تیر مژہ کی نوک ذرا اس میں توڑ دو

دہی لخلخہ کا کار فتور دماغ پر
گیسوئے عنبریں جو ذرا تم بکھیر دو

مضطر نظر لگائے نہ اوس ماہ رو کو یہ
آہِ رسا سے دیدۂ اختر کو پھوڑ دو

کوئیں میں خود بخود گرنا پڑیگا ماہِ کنعاں کو
دکھا دیگا اگر یوسف مرا چاہِ زنخداں کو

ہمارے دلبرِ رعنا کی بھر الفت کا دم تو بھی
کریگا لیکے کیا جنت میں زاہد حور و غلماں کو

ستارے چرخ پر شرمندہ ہو کر منہہ چھپائینگے
چنا گر اوسنے پیشانی پہ اپنے آج افشاں کو

تصورِ مصحفِ رو کو جگہ دلمیں نہ کیوں دیتا
مقدر میں لکھا تھا حفظ کرنا حق نے قرآں کو

نکالے ہاتھ گر اپنے جنوں نے دیکھہ لینا تم
پڑینگی مشکلیں کتنی ہمارے جیب و داماں کو

خدا کیواسطے قاتل ملا لے اپنے کشتوں میں
تڑپتا ہے نہایت دل مرا گنجِ شہیداں کو

میں شمع ساں جاکر اوسنے کہدے کوئی اتنا
چلو تم دیکھہ لو صاحب مسافر دم کے مہماں کو

کروں کیا گر کہوں اتنا نہ تنگ ہو ہو کے فرقت میں
الٰہی دور کر دل سے ہمارے دردِ ہجراں کو

ترا مشکور ہوں اے چشم آبِ اشک سے تو نے
مصفا کر دیا بالکل ہمارے داغِ عصیاں کو

اماں گوشہ نشینی میں تجھے مضطر نظر آئے
بچشمِ غور جب دیکھا چراغِ زیرِ داماں کو

مجھہ سے ناراض تندخو کیوں ہو
مستجاب دعا عدو کیوں ہو

اشک آنکھوں سے گر بہیں یوں ہی
کیوں نہ شرمندہ ہو آبجو کیوں ہو

گر نہ پروانہ شمع پہ ہو فدا
عشقبازوں میں سرخرو کیوں ہو

کوی جاناں سے میرا وحشتِ غبار
اوڑ کے آوارہ کو بکو کیوں ہو

تیری بو ہو اگر نہ غنچہ دہن
گلِ تر میں یہ رنگ و بو کیوں ہو

سبزہ رنگونکی گر نہ ہو الفت
زہر کھانیکی جستجو کیوں ہو

یار ہو اور میں ہوں خلوت میں
درمیاں مخل عدو کیوں ہو

خود ہے یکتائی حسن آئینہ رو
آئینہ اوس سے دوبدو کیوں ہو

تشنہ کاموں سے تیغ کہتی ہے
آب سے اونکا تر گلو کیوں ہو

جب کہا میں نے میں ہوں اور تو ہو
کہتے ہیں ناز سے کہ تو کیوں ہو

تیرے لیشاپیں کو اے دل مضطر
خم کے خم چاہئیں سبو کیوں ہو

چہرہ سے اوسنے جبکہ اٹھایا نقاب کو
ذرہ سے کم بنایا رخ آفتاب کو

جنکو نصیب تیرے پسینہ کی ہے مہک
ناچیز جانتے ہیں وہ عطر گلاب کو

عشوہ کرشمہ غمزہ نہیں اونکے بے سبب
لازم لوازمے ہیں یہ عہد شباب کو

کیوں چرخ تونے جور جو مجھپہ روا رکھا
میں نے جہاں میں پایا تجھے انتخاب کو

واقف ہیں رند ہی مے الفت کے راز سے
ورنہ خبر کہاں ہے بھلا شیخ وشاب کو

اٹھاتے ہے نکلے جسم سے جاں بیقرار ہیں
بالائے طاق رکھیئے گا شرم وحجاب کو

پھر کر نہ موںہہ مجھے کبھی اپنا دکھائیو
قاصد اگر جواب ہو خط کے جواب کو

بہتی پھرے گی آبرو اسے ابر تر تری
گر جوش آگیا مری چشم پر آب کو

جانا یہی کہ عالم فانی ہے بے ثبات
ہم نے بچشم غور جو دیکھا حباب کو

جب آرزو ہیں وصل کے ہو جائیگا وصال
پھر کیا کرینگے چرخ ترے انقلاب کو

وہ شہ سوار آپھر سے تربت پہ پھر کے گر
مرقد سے اوٹھ کے تھام لوں فورا رکاب کو

مانا کہ اضطراب ہے مضطر نہیں کمال
پر ضبط ہونا چاہیئے کچھ اضطراب کو

اسکے عدم سے ہم ہے حصول ثواب کو
لیکر چلیں گے ہاتھ سے کیا کیا عذاب کو

اوسکو گھٹن کا فقط ہے لگا ہوا
دعوی ہو خاک رخ سے ترے آفتاب کو

ہوکر مسیح کی نہ مسیحائی تونے گر
کیا خاک یاد رکھینگے تیرے خطاب کو

لو آج بوسہ دیجئے کل کل نہ کیجئے
کل سے صنم مراد ہے روز حساب کو

فرمایا آپ ہم کو جتاتے ہیں ایسا گر
پھر ضبط کیوں تمہارے نہیں اضطراب کو

پھرتی ہے آجکل سر بالیں مری قضا
اب تو عنایتوں سے بدل دو عتاب کو

نسبت گوہر کو گرچہ ہے دندان یار سے
لیکن کہاں سے لائیگا وہ آب وتاب کو

بر طرح - روتا ہوں سر پکڑ کے میں عہد شباب کو

نالوں کو مرے سن کہا مطرب پسر نے یوں
کوئی بجا رہا ہے مزے میں رباب کو

ہو سوختہ اپنے آپ وہ لذت دے غیر کو
مضطر بجا ہے آفریں کہنا کباب کو

کیا عجب ہے راہ پر لائے بہت گمراہ کو
وہی ہے سوزِ عشق نے تاثیر میری آہ کو

جنکو راہِ عشق میں ہے پیش قدمی دمبدم
جانتے ہیں بزم گہہ وہ واقعی جنگاہ کو

مصحفِ رو کا تصور دل میں رہنے سے کھلا
حفظ کرتا ہے مقدر میں کلام اللہ کو

وہ ہی پہونچا منزل مقصود آسانی کے ساتھ
پالیا ہے جس کسی نے رہبر دل خواہ کو

ساحرانِ کامرو خود پڑھتے ہیں افسونِ زلف
ورنہ کیوں ہو کر مسخر مار ہولے راہ کو

کر دیا کاہیدہ ایسا تیری فرقت نے مجھے
ہے گرانباری میں تن سے مرے سبقت کاہ کو

ہیں یہ داغی دونوں **مضطر** سچ تو ہے عاجز کا قول
کیا ہے نسبت رخ سے اوسکے مہر کو یا ماہ کو

مکاں وہ رشکِ جنت ہے جہاں تو اور یہ بیکل ہو
ولے دوزخ سے بدتر ہے اگر غیر و دخل ہو

تری جب زلف کو ہر لحظہ ہم سے آ صنم بل ہو
دل بیکل کو کل میرے نہیں ممکن کسی پل ہو

کہوں میں زلفِ جاناں کے اگر ہم سے تجھے بل ہو
وہ کر لے آج تو ہم سے جو کچھ کرنا تجھے کل ہو

جو قشقہ کھینچے وہ کافر جبیں پر سامنے اپنے
یقیں ہے زاہدوں کی پھر عبادت میں بھی ہلچل ہو

بجائے وصل پھر حاصل نہ کیوں ہو درد ہجراں کا
مری قسمت میں جب تحریر یہ ہی روز اول ہو

ڈوپٹہ نعش پر میری اوڑھا دو اسطرح بولے
کفن ان ناتوانوں کا اگر ہووے تو ململ ہو

جو تاثیرِ عمل ہے آپکے ہو جسپہ وہ عامل
تو جانوں شیخ صاحب آپ کامل بلکہ اکمل ہو

جو ہو شوقِ سخن اوس قامتِ موزوں کی مدحت میں
غزل ایسی کہی **مضطر** جو سب سے بڑھکے افضل ہو

بشر سے اور ملائک سے ثنا اوسکی ادا کیا ہو
قرآں میں جابجا جسکی صفت اللہ ہی لکھا ہو

اوسے آغوش میں لیکر زمیں کیونکر نہ خوش ہووے
شبِ معراج تھا پہونچا جو جسکے عرش اعلیٰ

خدا نے خود تری جب شان میں لولاک فرمایا
تری خاطر خدا کی پھر نہ کیونکر آشکارا ہو

طرح - کیا ہے نسبت رخ سے اوسکے مہر کو یا ماہ کو؛

کیونکہ بت سراپا سرنگوں ہوں روبرو اسکے
تعال اسر جو باعث نزول اللہ اتیٰ کا ہو

کہا بوجہل نے برحق پیمبر تمکو جب جانوں
نمایاں آپکے اعجاز گر شق القمر کا ہو

یہاں تک آپکو یدِ نظر تنظیر عنایت تھی
دعا فرماتے تھے حق سے مری امت کا پردا ہو

الٰہی دیدۂ بینا عطا کر وہ سدا جس سے
مشرف یہ دلِ مضطر جمالِ جلوہ آرا ہو

مجھہ زار کو بافخرِ رسولان تو دیکھو
در پے ہے مرے گردشِ دوران تو دیکھو

کسریٰ کا محل شق ہوا بت خاکپہ لوٹے
تاثیرِ ظہورِ شہِ شاہان تو دیکھو

جسکے لئے نازل کیا والشمس کو حق نے
وہ غیرتِ خاور رُخِ تابان تو دیکھو

میں امتی احمد کا ہوں بندہ ہوں خدا کا
قرآں مرا ایمان ہے ایمان تو دیکھو

روضہ کی زیارت کروں چوکھٹ تری چوموں
دلکا مرے شاہا کبھی ارمان تو دیکھو

کیا سخت بلا جہل ہے۔ اُستادِ ملائک
کیا جلد کہانے لگا شیطان تو دیکھو

سُن نام نبی مجھہ سے نکیرین کہیں گے
کیا صلِ علیٰ آیا ہے اوسان تو دیکھو

کرتے تو ہیں جنت کی ثنا زاہدو لیکن
حضرت کا مرے روضۂ ذیشان تو دیکھو

معراج کو آپس میں ملائک تھے یہ کہتے
افلاک کا آرائشی سامان تو دیکھو

تا عین کو امت کے محمد کیئے مسرور
کس درجہ ہے اللہ کا احسان تو دیکھو

کیا جلد کہانے لگا مداح نبی کا +
اے شاعرِ مضطر سا سخندان تو دیکھو

قیامِ زیست بھی ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو
مقامِ مرگ بھی ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

پھروں ہوں اسلیئے پھر ہو یہی ہے آرزو دلکی
اگر مسکن مرا ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

ملائک جب اُترتے ہیں عرش سے آکر زمیں جسکی
مبارک وہ جگہ ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

ارم سے حضرتِ آدم یہی کہتے ہوئے نکلے
ٹھکانا یا خدا ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

نجف سے کربلا سے یثرب و بطحا سے بھی پہلے
مرا جانا اگر ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

بپا جبکہ ہوا طوفاں یہ بولے آدمِ ثانی
اگر جائے اماں ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

الٰہی قبر میں کھڑکی وہ ہو جسکے ذریعہ سے
نظر کے سامنے ہو تو محمد کا مدینہ ہو
ترے افضال سے خالق مریضِ لاعلاج نکو
عطا دار الشفا ہو تو محمد کا مدینہ ہو
تری جنت سے اے رضواں فضا میں اور رونق میں
زیادہ کچھ اگر ہو تو محمد کا مدینہ ہو

شگفتہ خاطرِ غمگیں دلِ مغموم مضطر کے
بجائے ہند گر ہو تو محمدؐ کا مدینہ ہو

تمنا ہے خداوندا میسر حج اکبر ہو
رسول اللہ کا صدقہ دعا مقبول مضطر ہو
یہی خواہش ہے یا شاہا نزع کا وقت جب آوے
زباں پر تیرا کلمہ ہو تری تعریف لب پر ہو
تمہارا ہوں میں جیسا ہوں مری بخشش کرا دیجے
شفیعِ عاصیاں تم ہو شفیعِ روزِ محشر ہو
رسولِ سرورِ عالم مجھے دھوکے سے شیطاں کے
بچا لینا ہدایت جب وہ نازک وقت مجھپر ہو
طفیلِ نورِ حضرت چاندنا مرقد میں وہ ہووے
سراپا روشنی جس سے خجل خورشیدِ خاور ہو
بوقتِ تشنگی حسنینؑ کا صدقہ قیامت میں
قسیمِ ساقیِ کوثر عنایت جامِ کوثر ہو
غمِ شبیرؑ کے آنسو سراپا دم میں دھو دیں گے
سیاہی سے بھرا اعمال کا گو میرے دفتر ہو
کوئی مرکب سواری کو صبا رفتار دے دیجو
ترے مداح کا شاہا گذر جب وقت پل پر ہو
لوائے احمدی کے زیرِ سایہ میرے رہنے کو
خدایا جا ملے جبکہ عیاں خورشیدِ محشر ہو
فرشتے جب کہیں مجکو بتا تو کسکی امت ہے
الٰہی اس گھڑی نام محمد میرے لب پر ہو

مجھے ہے عشقِ گیسوئے محمد مصطفےٰ مضطر
مشامِ جاں مرا کیونکر نہ ہر لحظہ معطر ہو

ردیف ہائے ہوز

کھڑے ہیں شائق ہزاروں در پہ دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
اٹھاؤ منہ سے نقاب یکسر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
حسین تم ایسا ہے ماہ پیکر نہ کیوں ہو مفتوں جہان تجھپر
کہے ہے یوسف ہی رو رو کر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ
بلا سے ہووے ظہورِ محشر غشی کی لذت ہی ہووے ہمپر
پر آج پردہ سے آکے باہر دکھا دو جلوہ دکھا دو جلوہ

خیال فاسد ہی منہ کا اکثر یہ حرف لاتا ہے روز لب پر
نہیں ہے مجہسا جہاں میں انور دکہا دو جلوہ دکہا دو جلوہ

یہ راز ابتو ہوا ہے اظہر کہ قول مضطر ہے سب سے بہتر
چہپے گا اوسکا نہ اب یہ جوہر دکہا دو جلوہ دکہا دو جلوہ

ہوا ہے اندنوں میرا پری پیکر سے یارانہ
بجا ہے گر پرستاں کو کہوں اپنا میں کاشانہ
دل اپنا بہیجتا ہوں میں نگاہ لطف سے لیجے
یہی قیمت ہے بالمقطع نہیں درکار بیعانہ
نہ ہتا پہلے سے اے ہمدم کہیں کو اسقدر رتبہ
جو پہونچا اوسکے کانوں تک ہوا مشہور دردانہ
یقیں ہے تجہ سے مجنوں نکل بہاگے گا لیلا
گیا جنگل میں گر روتا ہوا تیرا یہ دیوانہ

لگا کہنے کہ مضطر کون شاعر ہو گیا پیدا
سنی جب اوسنے اے ہمدم مرے اشعار رندانہ

سمجہکر اسم اعظم کو پڑہا کر یار بسم اللہ
کہ ہو باعث درستی کا ترے اذکار بسم اللہ
ہوئے تشریف فرما جب شب معراج میں حضرت
فرشتوں کی زباں پر تہی یہی گفتار بسم اللہ
تمہارے صفحۂ رو پر نہیں آغاز سبزہ کا
یہ ہے خالق کا مصحف پر خط گلزار بسم اللہ
نہ کر نا خنجر ابرو ستمگر تیز غیروں پر
میں حاضر ہوں لگا تو شوق سے تلوار بسم اللہ

جو ہر آغاز کا مضطر بخیر انجام تو چاہے
تو دل سے اپنے رکہہ ورد زباں ہر بار بسم اللہ

مجہے شہر مدینہ وہ دکہا دے یا رسول اللہ
زیارت اپنے روضہ کی کرا دے یا رسول اللہ
فشار قبر کی میں نے سنا ہے سخت حالت ہے
مجہے افضال سے اپنے اماں دے یا رسول اللہ
سوالات ملائک جو ہوا کرتے ہیں مرقد میں
جواب اونکے سراپا تو سکہا دے یا رسول اللہ
مدینہ میں نجف میں کربلا میں اور کعبہ میں
مشرف بازیارت تو کرا دے یا رسول اللہ
ہوا حکم الٰہی یوں کہ جبریل امیں سب کو
فلک پر آج آتے ہیں سنا دے یا رسول اللہ
یہ دلداری کا موجب ہے تری خاطر کا باعث ہے
گنہگاروں کو جو جنت خدا دے یا رسول اللہ
بجا دوئے غم آل عبا اعمال نامہ سے
گناہوں کی عبارت کو مٹا دے یا رسول اللہ
لقب کیونکر نہ فخر مرسلیں مشہور عالم ہو
فزوں جب آپکو رتبہ خدا دے یا رسول اللہ

ہوئی بیہوش ہی جب سے سر کہ طور خود موسے
وہ جلوہ نور کا اپنے دکھا دے یا رسول اللہ
رسولان سلف ہی اور ملائک حور و غلماں ہی
کہیں گے مغفرت حق سے کرا دے یا رسول اللہ
شفا بخشے مریضاں ہو عوارض سخت میں مجھکو
خدارا جلد اون سب سے شفا دے یا رسول اللہ
نہ تا مائل کبھی دل ہو مرا حسنِ حسینوں کا
مے الفت مجھے اپنی پلا دے یا رسول اللہ

جو ہے درخواست مضطر کی ترے دربار میں دائر
طلب کا حکم اب اوسپر چڑہا دے یا رسول اللہ

ردیف یائے تحتانی

روا قتل ہے اور قاتل یہی ہے
تو پھر عذر کیا اپنا حاصل یہی ہے
نہ پوچھا کبھی اوسنے اتنا بھی آکر
فغاں سے شب و روز شاغل یہی ہے
سوئے دل اشارا کر ابرو کماں نے
کہا تیر مژگاں کا بسمل یہی ہے
فقط میں ہوں اور تو ہو دیگر نہو نے
یہی بزم ہے اور محفل یہی ہے
نگہ پھر سکے گر دیکھ لے وہ تجھے
بہائے گراں تیری اے دل یہی ہے
کہا نجد میں دیکھ مجنوں نے ناقہ
مری جان لیلےٰ کا محمل یہی ہے
نہ جاں گسل آزار الفت ہو کیونکر
مرض دق یہی ہے مرض سل یہی ہے
نکلجائیگا ہاتھ سے جو یکایک
مجھے کیا خبر تھی کہ وہ دل یہی ہے
کہا دیکھ مرقد مرا دلربا نے
جو عاشق ہمارا تھا بیدل یہی ہے
بغلگیر وہ ہم سے ہم اوس سے ہوویں
خوشی عید ملنے کی اے دل یہی ہے

سبک ہو گئے جینے سے مضطر عدم کو
چلوں کسطرح سخت مشکل یہی ہے

کہاں لے گیسو میں دل لئے یوں جھٹکے
جسطرح شانہ زلف میں اٹکے
دولت بوسے سے ہوئے ممتاز
گوشوارہ جو کان میں لٹکے
مسی ملکر جو آیا غنچہ دہن
صدقہ سوسن ہوئی اوداہٹ کے
[illegible]
غنچہ [illegible] گل چٹکے

برطرح - کھٹکتا ہے پہلو میں جو دل یہی ہے ؛

رات صدقہ ہے زلف کی لٹ

سنگ اپنے ہوا نہ سنگیں دل
سنگ در پر ہزار سر پٹکے

سنکے شغل بکا ہرا گردول
کیا عجب ہے جو گر پڑے پھٹ کے

واہ کس ناز سے وہ کہتے ہیں
چلو بیٹھو کہیں ذرا ہٹ کے

عشق چاہ ذقن کا کرتے ہی
طور جیٹھوں نے برلتے پنگھٹ کے

نہیں ممکن ترے سوا مضطر
کوئی رسوا ہو بے لگاوٹ کے

ہے اسم ذات پاک تمہارا محمدی
تم بن نہیں جہاں میں گذارا محمدی

پرسش ہو جب ہر ایک کی میدان حشر میں
یارب میں جاؤں کہکے پکارا محمدی

لیل و نہار کام ہیں آدمیں کیوں سے
آٹھوں پہر ہے مجکو سہارا محمدی

عرض و سما نہ عرش نہ لوح و قلم یہ تھا
جب کچھ نہ تھا تو تھا یہ ستارا محمدی

سب مرسلوں میں خالقِ اکبر نے آپ کو
فرمایا برملا کہ پیارا محمدی

پردہ لگا کے احد و احمد میں میم کا
خالق نے اپنا نور اوتارا محمدی

فی الفور آسمان پہ شق ہوگیا قمر
پایا ذرا سا جبکہ اشارا محمدی

کرّوبیوں کا تھا شب معراج یہ کلام
صد شکر آج ہوگا نظارا محمدی

منکر نکیر جب کہیں بتلا تو کون ہے
نکلے زباں سے میرے خدارا محمدی

ثانی خدا کو آپکا کرنا تھا کوئی
ہمزاد یوں ہوا نہ تمہارا محمدی

یارب تری جناب میں اب التجا ہے یہ
مسکن مدینہ ہووے ہمارا محمدی

مضطر ہوں اضطراب ہے دل بیقرار ہے
کب ہو خدا ہی جانے نظارا محمدی

فخر دارین ہے حاصل مجھے پروا کیا ہے
سر فغفور کا آگے مرے رتبا کیا ہے

میں ہوں مداح نبی حشر میں داور کے حضور
بخشئے جاویں جو خطا میری اصلا کیا ہے

آسمانی ہوئیں جتنی ہے کتابیں منسوخ
اللہ اللہ وہ قرآں نعمت عظمیٰ کیا ہے

بابِ علی ہے وہ ذیشاں کہ مقابل جسکے
رفعت و دبدبہ قیصر و کسریٰ کیا ہے

بوجہل جہل میں اسلام سے محروم رہا
جہولا حضرت کے نواسوں کا جہلاتے تھے ملک
طور پر جس سے ہوئے حضرت موسے بیہوش
تذکرہ تھا شب معراج فلک پر ہر سو
تیرے ارشاد کی تعمیل ہے ہم پر واجب
زاہد کرتے ہو تکلیف عبادت ناحق
جب توسل ترا خاصان خدا تک ہوگا
خاک یثرب سے تیمم میں کروں جائے وضو

جب خدا خود ہی مدحت بخت کا شکوا کیا
ابن داود نے سچ پوچھو تو دیکھا کیا ہے
نور احمد وہ نہیں ہے تو خدایا کیا ہے
شور و غل صل علی آج یہ کیسا کیا ہے
انبیا سارے کہیں ذکر مسیحا کیا ہے
حب احمد نہیں جب تمکو تو تقوی کیا ہے
میں تو خادم ہوں دل و جان ہے میرا کیا ہے
جیتے جی اسکے سوا اور تمنا کیا ہے

مضطرب ہوں دل مضطر میں ہے حسرت تیری
اب زیارت میں توقف شہ والا کیا ہے

جسے آداب نعت احمد مختار آ جائے
خدا خود آپکا جب ہو ثنا خواں یا رسول اللہ
بجز حضرت یہ رتبہ تھا کسکے کب نواسوں کا
سر مو جو بشر سمجھے تفاوت شہ کے یار و علی
دعا کی آپنے حق سے کہ یارب العلا دائم
تاسف تیرہ بختی پر کہ محروم اس شرف کا ہو
نہ کیوں ہو زیب و آرائش فلک کو عرش کرسی
ملائک اور خاصان خدا باہم یہ کہتے تھے
کوئی اوس سے نہیں اصلا عبادت زاہد و شبر کر
ہوا ہو جبکہ یہ شق القمر انگشت حضرت سے

سخنور وہ نہ کیونکر شاعر و غیں نام پا جائے
ادائے وصف کس منہ سے تمہارا ایک کیا جائے
کہ جبریل امیں جہولا سدا جنکا جہلا جائے
بفرمان خدا اوسپر نہ کیونکر کفر آ جائے
گنہ گاران امت کا مرے پردہ رکھا جائے
زیارت کو ترے ہر سال جب خلق خدا جائے
زمیں سے جب شب معراج شاہ انبیا جائے
کرو فخر غلامی شہ کا گر حاصل کیا جائے
لئے جاؤ محمد نام گر تم سے لیا جائے
عجائب معجزہ اسکو نہ کیونکر پھر کہا جائے

جہاں میں پیش آتا ہے وہی انسان کو مضطر
قلم سے کاتب قدرت کے جو کچھ لکھا جائے

زباں پر نام احمد گر مرے اکبار آ جائے
صدائے مرحبا گردوں سے سو سو بار آ جائے

سرا دار استغفار و صد مرا آزار مہلک ہے
اگر ارشاد ہو خادم پئے تیمار آجائے

فنا ہو کر چلوں جب میں بقا کو دار فانی سے
زباں پر کلمۂ طیب دم رفتار آجائے

جو ہووے پرسش اعمال محشر میں خداوندا
بج لب پر مرے اسلام شہ ابرار آجائے

طفیل آل اطہر یوں مری امداد فرمانا
کہ جیسے غمگساری کو کوئی غمخوار آجائے

کھڑے تھے سب ملائک دست بستہ اس توقع پر
خدا جانے کدھر سے احمد مختار آجائے

کیا خاصان خالق نے تمہارا ہی یہ رتبہ تھا
وگرنہ خلد سے کس کے لیئے رہوار آجائے

تمنا ہے یہی میری بلا سے غش ہوں جو ہو لے
بہ بستر پر کسی صورت ترا دیدار آجائے

کہا جاتا ہے **مضطر** کفر غالب کرد و غا حق سے
جہاں میں سلطنت اسلام یا غفار آجائے

گر میسر ترے روضہ کی زیارت ہووے
چشم جو کور ہو بینا ہو بصارت ہووے

حشر میں نامۂ اعمال پڑھے جاویں جب
نعت احمد کی مری پیش عبارت ہووے

بر ملا عرش پہ ہو چاند نہ کیونکر ٹکڑے
تیری انگشت کی جب اوسکو اشارت ہووے

خوشنما جیسا مدینہ میں ہے روضہ تیرا
نہیں ممکن کہیں اوس جیسی عمارت ہووے

غم نہ ہو کوئی و لے ہو غم شبیر مدام
اس تپ غم کی مرے دلمیں حرارت ہووے

یا خدا فضل محمدؐ کی بدولت دائم
صحبت ابلیس کی غالب نہ شرارت ہووے

الٰہی لحظہ میں وہ کافر ہو جہنم واصل
اک نظر جسپہ تری چشم حقارت ہووے

ہووے کونین میں تب امن و اماں کی صورت
شاہی احمد کی ہو حیدر کی وزارت ہووے

یہ ہی اعجاز سراپا ہے رسول اکرم
ابن مریم کو مسیحائی مہارت ہووے

لیلۃ القدر کہوں یوم سعادت اوسکو
میرے مولا تری جس رات بشارت ہووے

بغض اصحاب ثلاثہ سے ہو **مضطر** جسکو
قابل لعن وہ مردود ہے غارت ہووے

حب احمد ہو گر دلمیں عبادت کیا ہے
غم حسنین نہیں ہے تو ریاضت کیا ہے

عشق احمد سے جگر اپنا ہے ہر دم گلزار
خطرۂ باد خزاں روز قیامت کیا ہے

میں ہوں مشتاق مدینہ مرے آئے رضوان
باغ فردوس ترا کیا تری جنت کیا ہے
پہنچا جس جا شب معراج براق نبوی
جا سکے وہم ملائک وہاں طاقت کیا ہے
خیر مقدم کہا عیسی نے جو خالص دل سے
انبیا بولے سوا اسکے سعادت کیا ہے
ہر گھڑی رہتی ہے جو یاد نبی کی دلمیں
یہی تائید خدا ہے مری طاقت کیا ہے
مجکو اکسیر ہے خاک در محبوب الٰہ
سیم و زر کی مری نظروں میں حقیقت کیا ہے
ہر گھڑی بخشش امت کے دعا تھی حق سے
دید کی جا ہے کہ امت پہ عنایت کیا ہے

فرض جب ہم پہ نبی کی ہو محبت مضطر
بالیقیں اسکے سوا اور ہدایت کیا ہے

آپکی جسدم جہاں میں رونق افزائی ہوئی
جا بجا مشق عمارت کاخ کسرائی ہوئی
سرنگوں ہوکر گرے پڑتے تھے بت بھی خاک پر
غارتی سر تا بپا ہی کفر پر آئی ہوئی
ساکنان عرش دوڑے پیشوائی کے لیئے
آپکی معراج میں جب جلوہ فرمائی ہوئی
از رہ لطف و کرم امداد جب کی آپنے
نوح کی کشتی بچی طوفان میں آئی ہوئی
نامۂ اعمال میں تیرے کراما کاتبیں
کرتے ہیں مضطر رقم جو تجھسے گویائی ہوئی
کیا ہی ہے صل علی اسم مبارک پُر اثر
نام جب مونہہ سے لیا آفت ٹلی آئی ہوئی

جہل سے بوجہل مضطر معجزے بھی دیکھکر
رہگیا محروم ایماں ہیچ دانائی ہوئی

جب شب معراج تیری رونق افزائی ہوئی
عرش اور لوح و قلم کو زیب بینائی ہوئی
کھل گیا ہم پر حلیم الطبع ہونا آپ کا
جب حلیمہ سی غریبہ آپکی دائی ہوئی
تاب نظارہ نہ لائے آگیا موسے کو غش
طور پر تھی آپکی وہ برق چمکائی ہوئی
شکر ہے لیتے ہی لب سے نام محبوب خدا
جان قالب سے سوئے ملک عدم راہی ہوئی
آگیا ایک ایک قدم پہ باغ جنت کا مزا
جب ترے روضہ کی جانب محمل آرائی ہوئی
یا علی ملجائے گر دست یداللہ سے مدد
نفس امارہ پہ پھر تو ہے ظفر پائی ہوئی
کیا سوا ہوکر نبی مردہ کیا زندہ اگر
امت احمد کے بندونسے مسیحائی ہوئی

کہتے تھے حسرت سے ہوتے ہم بھی امت آپکی
رتبۂ احمد سے جب نبیوں کو آگاہی ہوئی

ہے احد ہی میم کے پردہ میں احمد بنگیا
یوں خدا کو خود تری منظور یکتائی ہوئی

حشر میں ہوگا یہی فرمان خدائے ذوالجلال
امت احمد ہی ہے مغفرت پائی ہوئی

جبکہ ظاہر اوس رخ زیبا کی زیبائی ہوئی
نور سے پرنور ہو مخلوق شیدائی ہوئی

جبہ سا ہوں در پہ تیرے تیری چوکھٹ چوم لوں
آرزو مدت سے دل میں ہے یہ ٹھیرائی ہوئی

خود زبان عجز سے کہتے تھے یوں عیسی مسیح
ختم اے سرور ترے لب پر مسیحائی ہوئی

کرسکے تیری ثنا کیا جان مضطر کی بھلا
جب خدا کو خود تری منظور مداحی ہوئی

ذکر توحید خدا جسنے سدا رکہا ہے
اوسنے فردوس میں گھر اپنا بنا رکہا ہے

میں ہوں مداح نبی نامۂ اعمال کے بیچ
نعت احمد کو فرشتوں نے لکھا رکہا ہے

نور احمد جو ہے سینوں میں ہمارے معمور
چاندنا واسطے مرقد کے لگا رکہا ہے

تیرے روضہ کی زیارت کروں چوکھٹ چوموں
شوق مدت سے یہ آنکھوں نے لگا رکہا ہے

یا علی بہر خدا کیجیے مشکل آساں
آپکا حق نے لقب عقدہ کشا رکہا ہے

ہوگی عقبیٰ میں اوسکے لیئے ہرزہ گردی
جسنے دل اپنا سوئے دار فنا رکہا ہے

نہ کیا کر تو قضا اپنے فرائض غافل
حشر کا نام وہاں روز جزا رکہا ہے

شب معراج ہے آمد ہے رسول اکرم
حامل عرش کنے بہی عرش سجا رکہا ہے

پیش آئیگا وہی تجکو عبث ہے تدبیر
تو نے تقدیر میں جو کچھ کہ لکھا رکہا ہے

تم بھی ہوتے رہو مولود نبی میں شامل
حکم یہ حق نے فرشتوں کو سنا رکہا ہے

ورد تو کلمۂ طیب کا رکہا کر مضطر
اسکے منکر کو جہنم نے جلا رکہا ہے

حب احمد جو ہو سینہ میں خزینہ یہ ہے
کافی دارین کے کاموں کو دفینہ یہ ہے

عطر گل جسکے برابر نہیں ہے تا اصلا
شہ لولاک کے چہرے کا پسینہ یہ ہے

یا الٰہی عشق حقیقی تو بتوسل حضرت
کچھ بھی تکلیف ہو جس میں [illegible] یہ ہے

عرش اعظم سے سدا نور الٰہی نازل
جبکہ ہوتا ہے وہ شہر مدینہ یہ ہے

شکر ہر حال میں ہو خالق اکبر لب پہ
صابروں کے لیئے راضی برضینا یہ ہے

نور لینے آپکے خاتم میں صراحت جب کی
تب سلیماں نے کہا ہے تو نگینہ یہ ہے

نفس امارہ پہ قابو نہو کیونکر مشکل
کافر اکفر ہے یہ مردود کمینہ یہ ہے

جینے جانا جو ہوا مجکو فراق نبوی
خالی کہتے ہیں جسے وہ ہی مہینہ یہ ہے

رہے محکوم سدا حکم خدا کے تابع
خلد میں جائیگا پوچھو تو قرینہ یہ ہے

کام لیتے ہیں جو سینہ سے سپر کا عباسؓ
سب شجاعان عرب کہتے ہیں سینہ یہ ہے

پیرہن سوزن تدبیر سیئے گو لاکھوں
چاک تقدیر کے ہو وحشت تو سینا یہ ہے

قلزم قہر سے ہاں حشمت محمد مضطر
پار ہونے کے لیئے ہے تو سفینہ یہ ہے

سفینہ ہند میں روح رواں ہے ہیچ ہستی
مدینہ کی جو بستی ہو کروں کیا دور بستی ہے

تصدق آل اطہر کا بلا بھیجو مجھے جلد ہی
زیارت روضہ اقدس کو شاہا جاں ترستی ہے

ہیں حیراں اور بےبس ہوں نہ زور و زر نہ قابو
اگر امداد غیبی ہو نشاط افزائے ہستی ہے

ملے حسنین کا صدقہ قسیم ساقی کوثر
مجھے کوثر سے جام ارغواں جو جوش مستی ہے

رسول مجتبیٰ کے روضۂ اکرم پہ جوں باراں
دلا چل دیکھ رحمت عرش اعظم سے برستی ہے

سما گیا بہار باغ رضواں میں تری نکہتیں
مدینہ کی جو بستی ہے وہی آنکھوں میں بستی ہے

دلا الفت رسول حق کے پل سے پار ہونی کو
رہ ہموار عمدہ ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

جوانونکو ہے خنجر حرز جاں تعویذ لڑکونکو
ضعیفونکے لیئے اسم مبارک عصا چوبدستی ہے

طفیل مقدم حضرت تفاخر دیکھ دیکھ اپنا
زمیں بھی آسماں پر ناز سے ہر وقت ہنستی ہے

غنی ہوں دولت عشق محمد پاس ہے میرے
وہ ناز دل بخشا ہے جسپر مسلط تنگدستی ہے

زبانکو کلمۂ طیب سے ہردم آشنا رکھنا
اسیکا نام طاعت ہے اسیکا حق پرستی ہے

مدح حضرت کی محشر میں یہ بیشک حق دل مضطر
وسیلہ مغفرت کا ہے ذریعہ پیش دستی ہے

ولا عشق محمد میں بشر جو دل سے خستہ ہے
ازل سے واسطے اوسکے کہلا جنت کا رستہ ہے
متاع نقد جاں دیکر جو ملجائے ابھی لیلوں
تمہاری زلف کا سودا مجھے اس مول سستا ہے
تری وہ بارگاہ ہے بادشاہ دربدر جس کے
گروہ انبیا حاضر ہمیشہ دست بستہ ہے
تری جاروب کش روضہ کے جو ہیں انکے رتبہ پہ
یہ کچھ ہے رشک کا صدمہ کہ رضواں دل شکستہ ہے
بجائے بارش باراں ترے پر نور روضہ پہ
سدا نور الٰہی عرش اعظم سے برستا ہے
بشر کیا جن و انساں کیا پری کیا حور غلماں کیا
ترے جلوے کے ہیں شائق سبھی کا دل ترستا ہے
کشش کا حکم جسکے واسطے حضرت کا ہوتا ہے
وہی انساں مدینہ کو کمر ہمت کی کستا ہے
جو مثل بوجہل منکر ہوا تیری نبوت کا
بشر وہ دائما دام بلا میں آپ پھنستا ہے

مشرف با زیارت کر حبیب پاک کا اپنے
خداوندا میں مضطر ہوں زمانہ مجھ پہ ہنستا ہے

مقرر مجھ پہ خدمت ہو اگر خدمت گذاری کی
مقابل آبرو سمجھوں نہ اپنے ہفت ہزاری کی
مہکتی جب صبا آتی ہے شاہا تیرے روضہ سے
پریشانی نہیں رہتی ذرا بھی جاں ہماری کی
دماغ آشفتہ ہوتا ہے معطر اس قدر میرا
نہ پہونچی جسکو خوشبو بھی کبھی باد بہاری کی
دیا ہے عشق شمع رو تو پروانہ مجھے کر دے
کہ تا قرباں ہو کر داد پاؤں جاں نثاری کی
تمنا گر کسے ہے کچھ بنالے عجز کا شیوہ
خدا مقبول کرتا ہے دعا ہی انکساری کی
نہوگی نزع کی سختی نہوگا قبر کا صدمہ
محقق جس نے ہر دم دل سے تیری یادگاری کی
منحصر ہے مغفرت کا زاہدو حب محمد پر
نہ پرستش کچھ ہوئی تقوی کی نہ کچھ پرہیزگاری کی
مدینہ میں پہونچ جاؤں مشرف با زیارت ہوں
زہے طالع جو یہ معروض مقبول بارہی کی

جو مداح نبی ہیں اونکے حق میں حشر کو مضطر
خدا فرمائیگا جاؤ نجات ہم نے تمہاری کی

بہ طرح - جام شراب ہاتھ میں دلبر بغل میں ہے

جیسے وہ شعلہ رو پری پیکر بغل میں ہے
آذر کو رشک ہے بت آذر بغل میں ہے
لیجائیے جو نامہ ہجراں ہمارا تو
کچھ زور ہی بنا تو کبوتر بغل میں ہے
رندوں کو آج حشمت سکندر کا لطف ہے
جام شراب ہاتھ میں دلبر بغل میں ہے

آتا ہے گر تو آنے دے ابرو کماں نہ روک
تیر خدنگ ناز کا یاں کچھ بغل میں ہے
تیر مژہ کی نوک جگر سے تو مت نکال
جراح دیکھ یار ستمگر بغل میں ہے
شوریدہ سر ہوں کیا سر و ساماں کا مجکو غم
لڑکا ہر اک لیے ہوئے پتھر بغل میں ہے
تقویٰ اسیکا نام ہے قابو میں لا اسے
زاہد جو نفس کافر اکفر بغل میں ہے
عزم ستیز قاتل سفاک الحذر
ہاتھوں میں گر کماں ہے تو خنجر بغل میں ہے
اے بدگماں تو ڈھونڈتا ہے جسکو جابجا
وہ تو ترے ہی دل کی مقرر بغل میں ہے
اے نزع تیرا کیوں نہوں مفتوں کہ آج وہ
دل لے رہے ہیں ہاتھ میں اور سر بغل میں ہے
ہوتا دل اپنا طاعت خالق سے ہم کنار
لیکن یہ نفس کافر اکفر بغل میں ہے
کیا ہو خدا ہی جانے کل آفت کا سامنا
بے کل جو آج یہ دل مضطر بغل میں ہے

مضطر کے کیوں بغل ہو سیمیں تنوں سے گرم
چاندی ہے جبکہ جیب میں اور زر بغل میں ہے

مرے قتل کو تیغ قاتل تنی ہے
شہادت کی دلکو خوشی چوگنی ہے
شب و روز رم ہے سوئے دشت و صحرا
تعشق ترا جب سے او ہرنی ہے
کہا زلف رہزن نے دل چھین مجھ سے
کہ اب گرم یہاں دمبدم رہزنی ہے
ترے کفش پا کے ستاروں سے پیارے
عجب چشم افلاک میں روشنی ہے
چھدا ہیں جگر جی میں ہے چل کے اپنا
نظر یار برچھی کی بے ڈھب انی ہے
تعشق ہیں دندان جاناں کے ہمکو
نہ دشوار ہیرے کی کھانی کنی ہے
گراں تجھپہ بار حنا کیوں نہ ہووے
تو نازک بدن ہے تو نازک تنی ہے
جو ہمکو ستم ہے خدارا بتا دو
روا کس لیے تم کو دل شکنی ہے
لٹا گوہر اشک دریا دلی سے
جو دولت فزوں ہے تو دل ہی غنی ہے
سجا رزمگہ عشق میں دل خدارا
دہا سول ہے سامنے جوگنی ہے
سفر ہوگا دشوار ملک عدم کا
گناہوں سے گرلو ہی تردامنی ہے
شب ہجر میں روز دل کو ہمارے
تصور وصال صنم جاں کنی ہے

اکڑیں چال گل پیرہن کیوں نہ اپنا
قبا ہی صنم زیب تن گلشنی ہے
ہمیں دیر و کعبہ سے اے رند ناطہ
نہ کچھ دوستی ہے نہ کچھ دشمنی ہے

شب وصل میں اسلیئے ہوں میں مضطر
کہ ہے رات تھوڑی سی حسرت گھنی ہے

خدا را وہ صنم گر رام ہو جائے
تپ دلکو مرے آرام ہو جائے
کوئی بوسہ جو دو دریا دلی سے
تمہارا نام میرا کام ہو جائے
ہلال عید کا سبکو گماں ہو
جو تو رونق فزائے بام ہو جائے
گرفتار بلا ہو طائر دل
تری جو زلف مشکیں دام ہو جائے
جو سوچوں وصل کی تدبیر شب سے
تو میری صبح روشن شام ہو جائے
ہماری چشم نم سے اشک گر کر
عجب کیا روغن بادام ہو جائے

ادائے خاص سے وہ اپنے مضطر
خراماں ہو تو قتل عام ہو جائے

لگی کس شمع رو سے تو خدا جانے کہاں میری
اماں جینے سے جو پاتے نہیں دم بھر یہ جاں میری
امید وصل بر آئی نہیں گر آسماں میری
کٹے گی عمر فرقت میں بمشکل جان جاں میری
طبیعت ہے کہاں کسو زمیں بھی ہو گئی دشمن
عداوت کر رہا ہے اندنوں کچھ آسماں میری
بآسانی بندھے کیونکر نہ مضمون کمر جاناں
کہ روشن طبع موزوں آجکل ہے غیب داں میری
تصدق ہوں سر محفل جو پھر غیر بھی آ کر
تو کیوں اے شمع حالت ہو پروانہ ساں میری
اثر ہو دلمیں گلچیں کے ترے نالونکا اے بلبل
اگر لے مول تو میرے سے تاثیر فغاں میری

ٹھکانہ جب دل مضطر سے پوچھا تو لگا کہنے
سکونت ہے ہمیشہ سے وہی کوئے بتاں میری

بتونکی کج ادائی کا جہاں میں فعل جاری ہے
کوئی پرساں نہیں صلا عجائب فعل جاری ہے
عدم کو کوئی جاتا ہے کوئی ہستی میں آتا ہے
عجب خالق کی قدرت کا جہاں میں کھیل جاری ہے
غبار اوس لعبت چیں کی منگا لیتے ہیں ہم دم میں
نفس کی آمد و شد سے یہاں وہ ریل جاری ہے

دل وحشی نہیں آئینگے گر بگڑے بیاباں سے
تو کیوں فرماؤ تعمیر مکانِ جیل جاری ہے

درازیِ سفر کوتاہ ہوئی سب کاروانوں کو
سڑک آہن پہ جبسے ہر طرف یہ ریل جاری ہے

سموم غم سے پژمردہ نہ ہونے پاؤگے ہرگز
اگر اے خضر عمر جاوداں کی بیل جاری ہے

سلف میں دیکھ تو مضطر کوئی وہ بھی شاعر تھا
جہاں میں آجتک جسکا سخن بے بیل جاری ہے

نہیں تم جو صاحب عنایات والے
تو ہم کب ہیں بندے شکایات والے

لئے تحفۂ دلکو ہاتھوں پہ اپنے
کھڑے ہیں ترے در پہ سوغات والے

فغان و بکا آہ سوز دروں نے
یہ ہمدم ہیں سب میرے دن رات والے

ستم تو نکر ڈر ستمگر خدا سے
کہ در پیش دن ہیں مکافات والے

لیا مانگ نے تیری دل مانگ میرا
سخن پیش آئی نہ عذرات والے

بجز عاشقوں کے یہ جگرا ہے کس کا
سہی جو کہ صدمے یہ آفات والے

نہ ہر صبح ہو عزم کیوں کوئی جاناں
کہ جانتے ہیں کچھ مرادات والے

کمینہ نہ کیونکر سے ہے تجھکو خلقت
فلک طور تیرے ہیں کم ذات والے

سر روز جزا ساری نبیوں میں مضطر
محمدؐ مگر ہیں شفاعات والے

نامہ بر آیا ہمارا جو ادھر سے خالی
قفس تن کو کیا جان نے ادھر سے خالی

چرخ جنبش میں ہوا جب تو یہ جانا ہمنے
نہیں اے آہ رسا تو بھی اثر سے خالی

کیوں نہ دشوار رہِ عشق کی منزل ہووے
ہم سفیرو یہ سفر کب ہے خطر سے خالی

کیا عجب ہم کو وہ بوسہ یہ سمجھکر دیویں
جانا اچھا نہیں سائل کبھی در سے خالی

مژہ بھی قاتل سفاک کی اور ابرو بھی
نہیں اے جان حزیں دونوں ضرر سے خالی

آج باندھیگا وہ قاتل جو کمر سے تیغا
ہم بھی ہو وینگے گرانباری سر سے خالی

بل بے طولانی فرقت کہ بدولت تیرے
ہجر کی شب بھی ہم رہے سحر سے خالی

باغباں سب ہیں نہالانِ چمن تو پھلدار
اک فقط نخلِ تمنا ہے ثمر سے خالی

[illegible] کیوں رہے جان ہما تو [illegible]
ابر وہ کیا ہے جو برسات میں برسے خالی

رہے اغیار سے کیونکر نہ ترا گھر خالی
خلد شیطان سے رہتی ہے مقرر خالی

دیدۂ دل میں کمی اشکوں کی ہووے کیونکر
ہوتے دیکھا نہیں گوہر سے سمندر خالی

پیچ رہتا ہے یہ فرقت میں ترے آٹھ پہر
رہتا آغوش ہمارا نہیں دم بھر خالی

تشنہ لب یوں پھرے ہم چاہ ذقن سے تیرے
آب حیواں سے پھرا جیسے سکندر خالی

مائل سیر گلستاں قد رعنا ہے صبا
کہدے گلشن کو کریں سرو و صنوبر خالی

متفق ہوکے یہ کہتے ہیں سخندان اکثر
شعر صنعت سے تمہارا نہیں مضطر خالی

ہجر جاناں کی حقیقت دل سے پوچھا چاہیئے
جاں کنی کی کیفیت بسمل سے پوچھا چاہیئے

کس طرح تو نے ضیا پائی رخ پر نور کی
کچھ سبب اسکا مہ کامل سے پوچھا چاہیئے

جز جواب خط زبانی بھی جو لایا ہو پیام
کیا عجب ہے ہمدمو حامل سے پوچھا چاہیئے

کم زیادہ ہو کہ آزار محبت ہے سوا
دق سے پوچھا چاہیئے اور سل سے پوچھا چاہیئے

جسکی جو شے گم ہو اوسکو رنج ہوتا ہے ضرور
دل کے گم ہونیکا غم بیدل سے پوچھا چاہیئے

گذری ہے جو کچھ فراق روح میں انسان پے
وہ مشرح حال آب و گل سے پوچھا چاہیئے

قیس کے ملنے سے کیا موجب قباحت تھا بھلا
ذکر اتنا صاحب محمل سے پوچھا چاہیئے

پہلے ہی چشم عنایت اب تو ہے نظر عتاب
قتل کا میرے سبب قاتل سے پوچھا چاہیئے

بیت ابرو کو پڑھا میں جب وہ یوں کہنے لگا
مطلب اسکا ہاں کسی کامل سے پوچھا چاہیئے

جب کھڑا ہو دیر سے در پر ترے صورت سوال
مدعا پھر کچھ تو اوس سائل سے پوچھا چاہیئے

صیدگاہ عشق میں نخچیر کہتے ہیں یہی
تیر مژگاں کی ثنا بسمل سے پوچھا چاہیئے

ہے اگر مدنظر تدبیر تسخیر پری
کچھ عمل حب کا کسی عامل سے پوچھا چاہیئے

لو لگی کس شمع رو سے ہے کچھ پروانہ وار
مضطر اتنا صاحب محفل سے پوچھا چاہیئے

برطرح۔ داورِ حشر ترے ہاتھ ہے عزت میری ؛

جز حسینوں کے نہیں اور سے رغبت میری
یہی مذہب ہے مرا۔ ہے یہی ملت میری

رزمگہ میں جو گلے کو نہ خنجر رکھا
بوالہوس چونک پڑا دیکھکے ہمت میری

پانی پانی ہو خجالت سے سراپا تیرا
ابر تر دیکھ لے گر تو کبھی رقت میری

اوج پر اخترِ اقبال کہاں سے ہووے
فلکِ پیر کو منظور ہے ذلت میری

بزم سے اپنے پرے رو نہ اٹھانا مجھکو
سامنے غیروں کے ہو جائیگی خفت میری

تپشِ دلکا جہنم سے مقولہ یہ ہے
تجھمیں یہ شدت وہ نہیں جو کہ ہے شدت میری

وقت غارت کہا قاروں نے ہراساں ہوکر
لے چلے زیرِ زمیں ہائے رے دولت میری

خطرۂ روزِ قیامت سے کہے ہے ممسک
دشمنِ جاں کہیں یارب نہو خست میری

آتشِ ہجر میں جلکر دلِ سوزاں نے کہا
قابلِ دید ہے باذائقہ لذت میری

ہے سیہ نامۂ اعمال بقول شاعر
داورِ حشر ترے ہاتھ ہے عزت میری

میں ہوں مداحِ رسول عربی اے مضطر
اسلیئے اہل زباں کرتے ہیں عزت میری

گر تجھ سے سر وہ مانگے ہے قاتل تراش کے
رکھدے جگر بھی سامنے اہلِ تراش کے

طفلی سے تھا سرشت میں پیدا مرے جنوں
مٹی کے ہیں بناتا تھا محمل تراش کے

طالب وہ بادہ نوش ہو جائے گزک ابھی
رکھدو نہیں سامنے دل مائل تراش کے

جیسے لگی ہے عشق شمع رو کی دل میں لو
ہر شب جلا رہا ہوں انامل تراش کے

اہلِ علوم کے نہو شائستگی نصیب
رکھدے اگر زباں بھی جاہل تراش کے

گر ہے خیال تیزیِ رفتار کا تجھے
پائے صبا کچائیو حامل تراش کے

چاہیے جو اوسکی ناخنِ پا کی برابری
گردوں ہلال کو مہِ کامل تراش کے

تیغِ ادا تو خاک پہ غلطیدہ کر گئے
اور ناز سے چلا سرِ بسمل تراش کے

گلشن سے باغباں نے وہ ہے شاخ پھینکدی
تھا جسپہ آشیانۂ بلبل تراش کے

محفوظ تا نظر کا ہو رخسارِ یار سے
موزوں بنایا صانع نے کیا تل تراش کے

مضطر یہ حوصلہ ہے تمہارا ہے تمنے جو

بر طرح۔ ذوق۔ جبکہ صنم نے اپنے زلفونکی بال باندھے ؛

مضموں باندھے نظم میں مشکل تراش نے

باریک بیں جو اپنا نازک خیال باندھے
پھر بھی کمر کا مضموں مشکل کمال باندھے
اسے مرغ دل تو رہنا دہن مقال باندھے
صیاد گیسوؤں کا پھرتا ہے جال باندھے
وہ بخل پہ بلا ہے قاروں بدولت اسکے
تحت الثریٰ کو پہنچا مال ومنال باندھے
عشاق سر بکف سب حاضر ہیں آنا کہدو
قاتل کمر سے بیٹھا پھر قتال باندھے
حسن حسیں وہ شے ہے جلوہ نظر جو آئے
پھر مستقل مزاجی انساں محال باندھے
ہووے زبان ناطق جب لال وصف لب میں
کیونکر لبوں کے تیرے کوئی مثال باندھے
زلف دوتا سے تجکو ایدل لگا کے ہم نے
ناحق کو سر پہ اپنے بار وبال باندھے
نزدیک اپنے حیواں ہم جانتے ہیں اوسکو
جو چشم کو تمہارے چشم غزال باندھے
مرنیکے بعد میرے یہ عاشق ہی کہے گا
ہے ہے چلا جہاں سے رنج وملال باندھے
جوہر شناس شاعر وہ سے سخنوروں میں
دانتوں کو تیرے موتی اور لب کو لعل باندھے
ابر سیہ میں بجلی گویا لگی چمکنے ؛
اوس برق وش کے دلمیں جس دم خیال باندھے

کیا ہی سبک ہی مضطر ہستی میں ہم جب آئے
اب جائینگے عدم کو دوش وبال باندھے

کہیو قاصد اوس سے حالت سب دل ناشاد کی
بھولیو مت یاد رکھنا بات ہے یہ یاد کی
جبکہ تو پہنچے گا زنجیر طلائی او صنم
منتیں کرنی پڑینگی مجکو بھی حداد کی
بھولکر بھی میں کبھی آغاز کا لیتا نہ نام
گر خبر ہوتی مجھے کچھ عشق کے افتاد کی
وار کچھ سینے نے جھیلے ابروے خمدار کے
ورنہ کیا ہی سامنے اُسکے سپر فولاد کی
وہ حسین گندمی گوں کیوں نہ دیں گھر سے نکال
ابن آدم ہوں سزا ہے یہ ہی آدم زاد کی
جب پھرو کچھ بھی دم کا ابن آدم کو نہ ہو
اصل پھر کیا خاک سمجھوں پست ہے بنیاد کی
نام سے معشوق کے واجب تھا تجکو اختلاط
جان شیریں تو نے او فرہاد کیوں برباد کی
او کمان ابرو لگا تو شوق سے تیر ستم
ہم نے بھی چھاتی بنالی سخت تر فولاد کی
ہے منقش وہ شبیہ یار سینہ میں مرے
عقل جس سے گم ہو بالکل مانی و بہزاد کی

ہے غلط فہمی یہ بالکل جو قدِ موزوں کے ساتھ
ہمد موت شبیہہ دوں میں سرو اور شمشاد کی

کیوں زمینِ شعر مضطر ہو نہ قبضہ میں مرے
جو بنیں سیدھی کری ہیں شور سے استاد کی

اشک جاری ہیں چشم تر کیوں ہے
زرد رنگت ہے درد سر کیوں ہے

ہے یہ تیرے ہی ہجر کا باعث
باخبر ہوکے بے خبر کیوں ہے

آسماں جس کا ہے تماشائی
ایسی شب کے لیئے سحر کیوں ہے

ابہی پہنچا نہیں وہاں تک تو
تجہپہ آفت پیام بر کیوں ہے

وصل کی شب ابہی تو ہے باقی
دغدغہ پہر ترا سحر کیوں ہے

گر کہا کچہہ نہیں رقیبوں سے
اجی لکنت زبان پر کیوں ہے

گر ہے ماہِ لقا سے نسبتِ ماہ
داغِ کلفت سے پُر جگر کیوں ہے

نقد جاں ہی تو اوسکو دیدوں پر
زر کا طالب وہ سیم بر کیوں ہے

گر نہونگے وہ مجہہ سے ہم آغوش
پہر کلیجہ یہ سرد تر کیوں ہے

نہیں تاثیر چشم تر عشاق
تو یہ شرمندہ ابر تر کیوں ہے

راہ ہوتی ہے دل کو دل سے گر
مجہہ سے وہ شوخ بے خبر کیوں ہے

سارے عالم میں عشق بازوں سے
چرخ بے پیر کینہ ور کیوں ہے

حبیب ہیں مضطر محمد رسول کریم
پہر تجہے حشر کا خطر کیوں ہے

یہ ولا نالہ سحر کیوں ہے
بر میں ہے وہ تو بے خبر کیوں ہے

مجہہ سے بولا ہے جس نے جو باندھا
اوس صنم کی بہلا کمر کیوں ہے

شعبدے باز جیسا گردوں ہے
دوسرا ایسا حیلہ گر کیوں ہے

میں تو ناز و ادا کا کشتہ ہوں
پہر مرے قتل پر نظر کیوں ہے

فیصلہ دل کا ہے اگر کرنا
آجکا کل پہ پہر حصر کیوں ہے

کسی ابرو کماں کا ہے گر عشق
بیٹہہ گوشہ میں دربدر کیوں ہے

جب وہ آٹھوں پہر ہیں تیغ کف
اور تن زار تجھ پہ سر کیوں ہے
برق آسا ہے گر ہماری آہ
پھر سلامت عدو کا گھر کیوں ہے
دل وحشی مجھے بتا تو سہی
خواہش سیر بحر و بر کیوں ہے
گفتگو میں تمہیں اجی صاحب
ورد روزانہ الحذر کیوں ہے

چرخ مضطر سچ مقولہ ہے
آہ عشاق بے اثر کیوں ہے

زائچہ سے جانچ تو رفتار کو کب بخت کی
کب تلک گردش منجم ہے مقدر بخت کی
جب ثبات جاں ہوا منظور میرا عشق کو
خون دل لخت جگر مجھے غذا دو وقت کی
خود بلند اقبال رکھتے ہیں بلندی پر خیال
پست قسمت ہوتی ہے ہر ایک ہمت پست کی
چھپ گیا خود ہی خجالت سے شفق میں آفتاب
دستارس دیکھے حنا جو اوس نگارین دست کی
گرچہ تریاداہم کو ظاہر طبیبوں نے کہا
ہائے جب تاثیر میرے اشک چشم مست کی
گر نہا کر سر کے بالوں کو نچوڑے وہ پری
موتیوں سے آبرو بڑھ جائے آب شست کی
روح نے میرے کہا قالوا بلیٰ قالوا بلیٰ
جب سنی آواز حق الست کی
جب ہوا میں عاشق لیلیٰ جہاں میں مشتہر
وحشت دل نے بتائی راہ مجھ کو دشت کی
جو گدا ہیں در کے تیرے اے شہ سلطان عشق
سچ ہے نزدیک اونکی شان و شوکت تخت کی
غیر آوارہ ہیں گرد اگر د کوئے یار کے
ہوگئی جب سے مقرر مجھ پہ خدمت گشت کی
اے مسیحا جب تن بیجاں ہیں سو پھر جاں کہاں
جو گھڑی آمد کی ہے وہ ہی گھڑی ہے رفت کی
سیکڑوں لاکھوں ہزاروں ہوگئے روزن نمود
جب خدنگ آہ نے میرے فلک پر جست کی
داغ ہائے سینہ سوزاں کی دکھلاؤں بہار
گر ہوا اوس رشک چمن کو آرزو گلگشت کی
خواہش دنیا میں عقبیٰ جب کسی نے ترک کی
اوسکی یکساں ہے حالت بود کی اور ہست کی

استراحت جب ہے مضطر سب کو فرش خاک پہ
پھر ہے لاحاصل تمنا تمکنت کی رخت کی

دوستی گر ہو نہ [illegible] ہم سے روا رکھا ہے
ہم نے مقصود دلی اپنا وفا رکھا ہے

نہیں ممکن کریں پابندِ محبت پرواز
تو نے صیاد عبث دام بچہا رکہا ہے
کیا خبر روزِ مکافات نہیں ہے تجھکو
خوں بہا تو نے جو قاتل یہ روا رکہا ہے
پھر تمنا کریں ہم آبِ بقا کی کیونکر
دلمیں جب خضر نے خود فکرِ فنا رکہا ہے
ہر نفس چاشنیِ مرگ کا طالب کیوں ہوں
یہ مزا تو تری فرقت نے چکہا رکہا ہے
کیا کہیں شمعِ شبستاں سے لگائی لو ہے
دلِ وحشی کو جو پروانہ بنا رکہا ہے

عشق شاید ہے کسی پردہ نشیں کا مضطر
روئے عالم سے جو رُخ تم نے چھپا رکہا ہے

ہم کو اے ناصحِ ناداں سرک سونے دے
سرِ بالیں سے کہا ہاں سرک سونے دے
کہہ دیا دیکھ کے تجھ ہم نے خیالِ کاکل
کر نہ تو دلکو پریشاں سرک سونے دے
آستانِ درِ جاناں سے لگا کر تکیہ
کیا ہے بہتر ہو جو درباں سرک سونے دے
ہوگی تقریرِ نکیرین سے مرقد میں یہی
آگیا گر مجھے اوساں سرک سونے دے
ہم کو اے جانِ حزیں اپنا کٹا کر حلقوم
شاملِ گنجِ شہیداں سرک سونے دے
میرے ہمسائے مری نالہ کشی سے تنگ آ
شب کو کہتے ہیں یہ ہر آن سرک سونے دے
ہوتا ہے وصلِ دلارام سے دل کا آرام
اے خیالِ شبِ ہجراں سرک سونے دے
باعثِ شرم و حیا جانوں کہ شوخی محبوب
تم جو کہتے ہو مری جان سرک سونے دے
کیوں نہیں از مرگ جلاتا ہے دکھا کر اعجاز
ہم کو اے عیسیِ دوراں سرک سونے دے

سن کے حالِ دلِ مضطر وہ کہے ہے ہر شب
کسکو یاں تو تکا تیرے دھیاں سرک سونے دے

دکھا اسے روزِ وصل اپنے قرینے
شبِ ہجراں نہیں دیتی ہے جینے
ہنسی کیا خوب وحشت قہقہہ مار
گریباں جب لگے ہم اپنا سینے
نہ سمجھو اوس پری کی رخ پہ زلفیں
دبا لئے مار بیٹھے ہیں خزینے
نہ بھولیں گے شبِ عشرت بھی ہمکو
وہ روزِ ہجر کے مر مر کے جینے
ہوئی شیریں کی گنوائی جانِ شیریں
خبر فرہاد کو جب دی کسی نے

چکیدہ جیسے گل پر ہووے شبنم
نمایاں یوں ہیں اوس رخ پر پسینے

طفیل آل اطہر جلد حضرت
بلا لو اپنے مضطر کو مدینے

جس دلمیں ذرا ہو ترے جلوہ کا اثر بہی
جنت پہ نہو اوسکی نہ غلماں پہ نظر بہی
امید رکہوں وصل کی کیا دلمیں پریرو
ہو چرخ ستمگر میں ترحم کا اثر بہی
اوس کافر اکفر کو ہو کیا خوف قیامت
جسکے نہ ذرا دلمیں خدا کا ہو خطر بہی
گر چشم کو دوں حکم تو اک چشم زدن میں
یکساں نظر آنے لگیں سب خشک بہی تر بہی

ہے آہِ جگر سوز وہ مضطر تری جس سے
جاتے ہیں جلے برق و شرر شعلہ و شر بہی

ای پیکِ صبا تجہکو ہے کچہ میری خبر بہی
جلتا ہے سدا ہجر میں دل اور جگر بہی
سودا ہوا جیسے تری زلفوں کا پریرو
واللہ نہیں سوجہتا ہے سود و ضرر بہی
تنگ آ شبِ فرقت میں یہ مانگوں ہوں دعائیں
یا رب ہو کہیں چاک گریبان سحر بہی
تہا نجد میں ہر سو یہی مجنوں کی زباں پر
واقف ہے کوئی ناقۂ لیلا سے شجر بہی
وہ رخ ہے ترا صل علی ماہِ درخشاں
پاتے ہیں ضیا جس سے سدا شمس و قمر بہی
جانا شبِ یلداں میں جو اختر ہوئے روشن
جا پہونچی فلک پر مرے آہونکے شرر بہی
لیتے نہ کبہی نام بہی اسے عشق ترا ہم
آغاز میں انجام کی ہو لی جو خبر بہی
وہ صید ہوں مانگوں جو رہائی کبہی صیاد
دم لے ابہی باقی ہیں ترے کاٹنے پر بہی

افسوس ہے مضطر کہ وہ سوداکے ببول آج
گل پہینکے ہے اورونکی طرف بلکہ ثمر بہی

علم تجہپہ جب تیغ کیں ہو چکی
تری خیر جانِ حزیں ہو چکی
یہی ہے جو طولانی روز ہجر
شبِ وصل ہم سے قریں ہو چکی
جلا تو ملے غیر کے نام کو
تری روسیاہی نگیں ہو چکی
جہاں آسماں کا بہی سایہ نہ ہو
ہمیں ایسی حاصل زمیں ہو چکی

زباں سے کبھی ہاں بھی فرمائیے
کہ حد سے زیادہ نہیں ہو چکی
ترے حسن سا حسنِ یوسف نہیں
تجھے بارہا آفریں ہو چکی
کرے ماہ کیا حسن میں ہمسری
خجالت سے داغی جبیں ہو چکی

عنایت کرو تھوڑی سی **مضطر** پہ اب
بہت سی نگہ **خشمگیں** ہو چکی

ہجر نے جبکہ تری ہم کو ستا رکہا ہے
پھر مقدر میں مرے وصل کو کیا رکہا ہے
آئیں کب دیکھیے آواز پہ ہمنے اپنا
دروزہ داروں کی طرح کان لگا رکہا ہے
خون حاضر ہے بہت سارے مقتولوں کا
قاتلا تونے یہ کیوں ذوقِ حنا رکہا ہے
خطِ تقدیر سے ہے خط پہ پری رو بہتر
حرزِ جاں کے لئے تعویذ بنا رکہا ہے
کشتۂ زلف کی پہچان رہے تا باقی
عطرِ عنبر سے کفن ہم نے بسا رکہا ہے
تو نے کوچہ سے غبار اوسکے اٹھا کر میرا
سچ بتا دے کہ کہاں بادِ صبا رکہا ہے
ابھی نوبت نہیں سامانِ جنوں کی پہنچی
مفت رسوائی کا نقارا بجا رکہا ہے
قاتلا زندۂ جاوید کہانے کے لیئے
تیغِ بُرّاں کے تلے تیرے گلا رکہا ہے
دیکھیے کتنے ہوں موسے کی طرح سے بیہوش
اوس نے چہرہ سے نقاب آج اٹھا رکہا ہے
لختِ دل خونِ جگر اپنے غذا ہیں دونوں
اسکو پی رکہا ہے ہم نے اوسے کھا رکہا ہے

جسکے قامت پہ قیامت کا شبہ ہے **مضطر**
ہوں خراماں تو ابھی حشر بپا رکہا ہے

جب مری الفت تجھسے بے پیر آدھی رہ گئی
وہ جو ہم جیسوں میں تھی توقیر آدھی رہ گئی
جب ہمارا عشق کی سرکار میں رتبہ بڑھا
قیس اور فرہاد کی توقیر آدھی رہ گئی
ناتواں ہاتھوں سے میرے گر گیا ہے بیٹھے
حالِ دل کی جب مری تحریر آدھی رہ گئی
لیتے ہی ہم کو رہائی وہ کبھی دیتا نہیں
گھستے گھستے پاؤں کی زنجیر آدھی رہ گئی
جب کیا تیرے رخِ تاباں سے دعوی ہمسری
گھٹتے گھٹتے ماہ کی تنویر آدھی رہ گئی

رہگیا محروم **مضطر** کامیابی سے وہ ہی

حرص دنیا جسکو دامنگیر آدہی رہگئی

گرم پہلو جو ترا غیر سے ہر آن رہے
رشک میں کیوں نہ طپاں سینۂ سوزان رہے

کیا کرے کہائے نہ ہیرے کی کنی کو گر وہ
جسکو دائم ترے یادِ دُرِ دندان رہے

سنکے رنگینیِ یاقوت لبوں کی تیرے
کیوں نہ روپوش سدا لعلِ بدخشان رہے

دیکہہ لیوے مرے یوسف کو زلیخا گر تو
تجکو منظور نہ حسنِ مہِ کنعان رہے

روئے تاباں کو تہ زلف چہپا کر بولے
ظلمتِ کفر میں کیا رونقِ ایمان رہے

نامہ بر جائیو خط لیکے شتابی ایسا
ہمسری کو ترے صرصر بہی پشیمان رہے

ہمدمو آئینہ رو لبوں سے لگا کر دل کو
عمر بہر کون بہلا ششدر و حیران رہے

جورِ گلچیں سے یہ کہتی چلی رو رو بلبل
باغباں سلے ترا آباد گلستان رہے

شمع رویوں کا ہوں کشتہ سرِ مرقد دائم
کیا عجب روشنی مرقدِ چراغان رہے

دین و دنیا میں تمنا ہے کہ اے سرورِ خلق
سرِ مضطر پہ ترا سایۂ دامان رہے

دلمیں وہ زلفِ سیہ ریشہ دوانی مانگے
جسکا مارا ہوا ہرگز نہیں پانی مانگے

ضعف وہ کچہہ کہ نہیں جنبشِ لب تک حاصل
شوق یہ کچہہ کہ سدا چرب زبانی مانگے

داغِ فرقت رہے سینہ میں جو دائم پہر تو
ہے عبث پہر جو کوئی اور نشانی مانگے

نامہ بر آہ بہی کیجو اوسے نامہ دیکر
تجہہ سے پیغام اگر کچہہ وہ زبانی مانگے

مال کیا مال ہے دیدوں میں متاعِ دل بہی
مجہہ سے نذرانہ میں جو کچہہ کہ وہ جانی مانگے

ایسا ممسک ہے وہ قاتل کہ نہ دیوے ہرگز
آبِ خنجر جو مری تشنہ دہانی مانگے

ہووے عالم میں ابہی نوح کا طوفاں برپا
چشم پر جوش اگر اشک فشانی مانگے

الحذر نالۂ جانسوز کہ تجہہ سے ہر دم
حاملِ عرش دعا حفظ امانی مانگے

سامنا آنکہہ پہر جسکو بلا کا ہووے
کیوں نہ مضطر وہ دعا حفظِ امانی مانگے

لٹایا جبتلک ہم نے نہ نقدِ زور و زر پہلے
نہ آیا تب تلک بر میں ہمارے سیمبر پہلے

دہاں کو تیرے لئے قاصد کروں میں کبھی شکر سے پُر
پیام مرگ سے سن لوں پیام وصل گر پہلے
پئے زخم جگر مجروح کچھ تدبیر ہم کر سکے جو
منگا دو دھونے کو اسے جراح اشک چشم تر پہلے
بھلا پھر چاند کس مونھ سے کہا جائے صنم تجھکو
ضیا پاتے ہوں جب در سے ترے شمس و قمر پہلے
لگا جب دل اسیری میں ترے پابند الفت کا
اوڑائے تو جگر کیا کیا قفس میں بال و پر پہلے
وہی کچھ کچھ جفاکو ان ہونی لوگ سمجھتے ہیں
سراپا جو بنا لیتے ہیں پتھر کا جگر پہلے

تغافل کیش سے مضطر بقول طور کہہ دینا
میں جی جاؤں اجل سے آپ آجائیں اگر پہلے

کسی حسن حسین پر گر طبیعت ہم نے مائل کی
فلک پھر رشک میں کرنے لگا تدبیر قاتل کی
بمنت حق سے جنت کے طلب کرتا نہ یہ زاہد
نہ ہوتی گر اسے خواہش کسی حور شمائل کی
تمہاری تیغ ابرو کا تعشق جب ہوا پیدا
جگر ٹکڑے کیا پہلو کو چیرا جان گھائل کی
تمہارے میں گلے کا ہار ہو جاؤں گا اے صاحب
اگر دست عدو میں آ گئے گردن حمائل کی
خیال آیا نہ کچھ بھی توشۂ عقبیٰ بنانے کا
حریص و حرص دنیا میں عبث اوقات زائل کی
یہ مجمع مجتمع ہے رند مشرب اسمیں بیٹھے ہیں
نہ کہہ باتیں ارے ناصح نصیحت اور مسائل کی

ہوا اگر وصل حاصل انکا مضطر تم یہ سن لینا
رقیب زشت نے گویا متاع جان زائل کی

نہیں افلاک کا جسپر گماں ہے
وہ میری آہ بیکس کا دھواں ہے
جہنم بھی نہ جلتا ہوگا یوں تو
ہمارا جسطرح سینہ طپاں ہے
سراپا بت خدائی سے نرالے
نہ کیوں آخرش ہندوستاں ہے
نہ کیوں ہو دل کتاں کی طرح ٹکڑے
کہ یاد حسن روئے مہوشاں ہے
وہ تیری مانگ ہے زیبا کہ جسپر
تصدق جان و دل سے کہکشاں ہے
جو خوشبو ہے تری چمپا کلی میں
گل چمپا میں وہ خوشبو کہاں ہے
شگفتہ زخم دل ہے گل کی مانند
غم دلدار جیسے میہماں ہے
جسے اب یاد مضمون کمر ہے
وہی شاعروں میں غیب داں ہے

رہا کر حلقہ کش گوشہ میں غافل
اگر شوق بت ابرو کماں ہے
عدم بھی ہے تماشا گاہ شاید
جو پیہم قافلہ ہستی رواں ہے

بجز یاد صنم مضطر جہاں میں
جو دم گذرے وہی دم رائگاں ہے

وہ آئے زیب تن پوشاک کر کے
چلوں میں ہی گریباں چاک کر کے
بنا لے اسے مہوس کیمیا تو
دل سیماب ساں کو خاک کر کے
خدنگ ناز اوس ابرو کماں نے
لگایا مرغ دل پر تاک کر کے
بھرے جل تھل ہوا سرسبز جنگل
چلے جب چشم ہم نمناک کر کے
کیا ذبح مگر او ترک تو نے
تو بسمل زینت فتراک کر کے
مری بخشش قیامت میں کرانا
غلام اپنا شہ لولاک کر کے

نہ کیونکر خاک پر غلطاں ہو مضطر
گیا ہے ذبح وہ سفاک کر کے

بہ طرح — کفن در بر گریباں چاک کر کے ؎

دار فنا میں دل جو بتوں سے لگائینگے
جا کر خدا کے سامنے کیا موہنہ دکھائینگے
زلف دراز یار کا پھندا بنائینگے
عنقا کو زیر دام بہ تدبیر لائینگے
جب ہم زمین شعر کو قبضہ میں لائینگے
مضمون ہزار عالم بالا سے آئینگے
ہے یہ یقیں جو ہجر میں ہم جیسے جائینگے
مر کر بھی نام وصل کا ہرگز نہ پائینگے
زلفوں کو تیری ہاتھ جو اپنا لگائینگے
اپنے کیئے کی آپ سزا کو وہ پائینگے
جب ہم کشش کو نالہ کی اپنے دکھائینگے
سب ساکنان چرخ کو چکر میں لائینگے
دانتوں پہ کس لیئے وہ مسی کو لگائینگے
نادان ہیں جو ہیرے کو نیلم بنائینگے
جب دل کسی پری سے ہم اپنا لگائینگے
مثل صبا اوڑینگے پرستاں کو جائینگے

جب ہم سرایت دل مضطر دکھائینگے
سقف فلک میں آگ سراپا لگائینگے

الحذر آبرش ابرو ترے مفتوں و مائل نے
جگر بھی کر لیا مجروح دل کے ساتھ گھائل نے

نہ دم مارا کبھی ہنسنے اجی صاحب گلا کیسا
لیا تونے وہی ظالم جو کچھ چاہا ترے دل نے

ستایا دل جو گلچیں نے مثالِ چرخ بلبل کا
مچایا شورِ قیامت کر دیا شورِ عنادل نے

جواب خط پہ تیرا آئینہ رو سے لگا بیٹھا
طبیعت ہو گئی حیراں کہا جب آپکے حامل نے

نہیں کچھ لذت عبث بدنام ہیں ہم تو
مزہ بوسوں کا لوٹا ہے ترے رخسار کے تل نے

بشر کو چاہیئے حاصل کرے کچھ علم سے بہرہ
خدا کو بھی تو پہچانا نہیں ہرگز ہے جاہل نے

مری تقریر پر مجھکو عدو سبقت نہ ہوگی
مجھے منطق پڑھایا ہے مرے استادِ کامل نے

خلل آیا عبادت میں طلب جنت کی ہے تشہیر
لیا دل چھین کہا زاہد ترا حورِ شمائل نے

ہوئے سینہ سپر عشاق مضطر بوالہوس بھاگے
کہا زیب کمر خنجر جو اوس سفاک قاتل نے

جب گرہ کھولی صبا نے کاکلِ دلدار کی
نافے تک تاثیر پہونچی آہوئے تاتار کی

حسرتا دیدار بقا بعد مردن بھی اگر
چشم رہجائیں کھلیں جس میں چھپا لب یار کی

قتل کا مجھ تشنہ لب کے عزم جب وہ کر چکے
واسطے قسمت آب بھی جاتی رہی تلوار کی

سنگدل اُس بت کو میں نے کہہ دیا تھا ایکدن
اسلئے مجھپر سزا واجب ہوئی سنگسار کی

چال پیاری خوشنما معلوم ہوتی ہے تری
سیکھ لی اُسنے کبک کیا طرز خراماں یار کی

کہا مجھ میں غصہ کے جھنجھلا کے وہ کیا ہی دیکھیے
آئی نوبت جب ہمارے ذکر اور اذکار کی

کوہ و صحرا دو علاقہ ہو گئے ہم کو عطا
پرورش ہم پر ہوئی یہ عشق کی سرکار کی

شیخ جی الجھاؤ گر رندوں سے کچھ تم نے کیا
ہو چکی حضرت سلامت خیر پھر دستار کی

گر رہے تو وسعت لنظلم اپنا سے کاچیں ورراز
ہو رہی ہے تنگ یہ حالت عندلیب زار کی

جب تعلق کچھ نہیں شیخ و برہمن سے ہیں
قید گھیرائی ہے کیوں پھر سبحہ و زنار کی

بندۂ در کا ہو گیا اوس ناتواں مضطر تو تم
جسکو ہووے راہ کافی رخنۂ دیوار کی

اگر ممکن ہو وصل اس نازنیں سے
مکاں اچھا نہیں عرشِ بریں سے

کہاں ابرو سے الفت کی مرے سینے کو
ذرا کچھ چھوڑ دلی گوشہ نشیں سے

خطا میں اور اور ختن میں مشکِ اذفر ہوئی بڑھ کے زلفِ عنبریں سے
نہیں کرتے وہ الفت بہی حورِ عیں پر اُٹھاتے ہیں مزا جو نازنیں سے
کبھی بھولے سے بہی کرتے نہیں ہاں نکالا تم نے کیا مطلب نہیں سے
دلا کی جب کسی نے انکساری فزوں رتبہ ہوا عرشِ بریں سے

قیامت جب نمایاں ہوگی مضطر
اوٹھیں گے ہم صنم کہتے زمیں سے

لگا کر دل کو ہم نے حورِ عیں سے مشابہ کر لیا خلدِ بریں سے
فزوں ہو غم دلِ اندوہگیں سے دعا ہر دم ہے ربّ العالمیں سے
سیہ ہوں تیرگی سے چاند سورج نہ پائیں گر ضیا اوس مہ جبیں سے
وہ دوزخ ہے اگر اوس میں نہ ہو تو مکاں کی زیب و زینت ہے مکیں سے
بجا ہے وصفِ جنت سب تو زاہد اگر بہتر ہو کوئی نازنیں سے
لگے گر آگ گردوں میں عجب کیا ہمارے نالہ ہائے آتشیں سے
ہوئی گوشہ نشیں چلہ کشی کی کمانِ ابرو نہ آیا پھر کہیں سے
سبب ترغیبِ دشمن ہے وگرنہ مبرا ہیں وہ بالکل بغض و کیں سے
الٰہی کلمۂ طیب پڑھوں میں تہی قالب ہو جب جانِ حزیں سے

کمر کا اونکے مضموں باندھو مضطر
نظر آتے ہو تم باریک بیں سے

ساغر تمہارے ہاتھ سے جسدم عدو پیئے فرہاد کون رشک میں بیٹھا لہو پیئے
زاہد جو اوسکی آنکھ کی مستی کو دیکھ لے آبِ وضو کو بھول کے جامِ سبو پیئے
بنجائے رندِ کلیسا ہی عابد ہو ساقیا گر ایک جرعہ ہاتھ سے تیرے کبھو پیئے
نہریں بہا شراب کی کہتا ہے یوں وہ شوخ جو تشنۂ وصال ہو یہ آبجو پیئے

کم جانیو نہ آہ کو مضطر کے او رقیب
یہ وہ خدنگ ہے کہ جو خونِ عدو پیئے

غزل بمحاورۂ زبانِ ہریانہ

تخم الفت پھرے ہے بوتی سی
ہے وہ چھنکا چھنال ہوتی سی
ہم نے بوسے لبوں کے تیرے لیے
تو جو پائی پلنگ پہ سوتی سی
تجھ سے ہووے پری کو کیا نسبت
رونی صورت ہے وہ تو روتی سی
تو جو ملجائے وہ نکل جائیں
حسرتیں دلمیں ہیں جو ہوتی سی
سلکِ دنداں میں تیرے اے جاناں
آبداری ہے کیا ہی موتی سی
دے تو دنیا متاعِ جاں تجھکو
پہ تو آلی نظر ہے کھوتی سی
چشم نم سے ہوئی جو بارش اشک
پہروں مژگاں چبھی ہیں لوتی سی
بدنما بد وضع ارے دہقال
کوئی پوشش نہیں ہے دھوتی سی
زال دنیا عجب لڑاکا ہے
دیکھو جھگڑا پھرے ہی جھوتی سی

دل پہ حاسد کے بات مضطر کی
چلتی ہے رشک میں کروتی سی

ایضاً - دیگر

اوں لگی کو سنے وہ اولی سی
تیرا سایہیں مرے سپوتی سی
ہوگا جب سن بلوغ جائیں گے
پاک دامن رہی ہو چھوٹی سی
جنکی فاقہ کشی پہ ہتی گذران
اینٹو بولے ہے اونکی طوطی سی
تو کسی کی کبھی نہ کر غیبت
اولٹی ہو کر لگے گی جوتی سی
کیا ہی زہریلی زال دنیا ہے
کالے کمبخت ہے پہ گھوتی سی
دیکھو پہر کفن مجھے اپنے
کوئی چادر جو ہووے سوتی سی

مونہہ پہ مضطر نہ اوسکے کچھ کہنا
کہہ کا کچھ جا لگے گی اوتی سی

بر طرح - لائے اس بت کو التجا کر کے

زیب محفل ہوئے وہ آکر کے
رونق بزم آئی جا کر کے
چل دیئے جبکہ وہ خفا کر کے
کتنا پچتائے ہم وفا کر کے
ہیں گدا وہ نہیں ترے در سے
خالی پھر جاؤں جو صدا کر کے
دفن اوسنے ہمیں کیا لیکن
نعش تشہیر جا بجا کر کے

ہم پہ پہ ... سیہ روناں
خوب بر سایا تجھ ایسا کر کے
کفِ پا ہی میں مَل لے اے قاتل
میرے خوں کو کبھی حنا کر کے
جل مرے سیکڑوں پتنگ آ سا
شمع رو تجھ سے لَو لگا کر کے
حالتِ نزع جب سنی میری
اوسنے بالیں پہ میرے آکر کے
شور و غوغا کیا کہا افسوس
ہائے یہ بھی چلے قضا کر کے
خاک کر چک کہیں درونِ دل
آتشِ ہجر تو جلا کر کے
وصل ہو یا وصال ہی ہو جا
عرض کرتا ہوں التجا کر کے
نالہ کش ہوں تو یہ زمیں پہ ابھی
گر پڑے چرخ کپ کپا کر کے

کشتۂ عشق کے مسیحا سے
کردیں **مضطر** وہ لب ہلا کر کے

کچھ ہم ہی مژہ سے ترے مضطر نہیں ہوتے
جو کشتۂ ابرو ہیں وہ جانبر نہیں ہوتے
کعبہ میں بھی پتھر کو دیا کرتے ہیں بوسے
پھر پوجکے ہم بت کو تو کافر نہیں ہوتے
اور اٹھتے نہ اگر آہ کے سینہ سے شرارے
گردوں پہ نمایاں کبھی اختر نہیں ہوتے
کعبہ کی سیہ پوشی کے منکر ہیں یہی لوگ
جو شیفتۂ زلفِ معنبر نہیں ہوتے
سرسبز مگر ہوتے ہیں خونِ شہدا سے
پانی سے ہرے تیغ کے جوہر نہیں ہوتے
سچ قول ہے سودا زدگانِ تپِ غم کا
مژگاں سے تو گیلے کبھی نشتر نہیں ہوتے

مضطر نہ کرو عشق کی دولت کو عبث صرف
دل لیکے بھی اپنے کبھی دلبر نہیں ہوتے

مضطر جو ہیں اپنی حیاتِ قلیل سے
پھرتے ہیں وہ جہان میں ہو کر ذلیل سے
آسائشِ حیات ہے موقوف مال پر
چلتا کہیں ہے کار کوئی قال و قیل سے
عاشق جو تیرے نرگسِ بیمار کے ہوئے
آتے نظر مدام رہے وہ علیل سے
دارِ فنا میں زیست کی درخواست ہے زیاں
سرزد گناہ ہونگے حیاتِ طویل سے

مضطر ہے حاسدونکی شکایات سب عبث

جز عمل کچھ حصول نہیں ہے جیل سے

برطرح۔ ہے شرف خطِ محبت کو خطِ تقدیر سے

کیوں ہم شکوہ کریں نیرنگیِ تقدیر سے
ہجر جب دونا ہمیں ہو وصل کی تدبیر سے
مارِ کاکل ہاتھ آئے کیا ہمیں تدبیر سے
کامرو والے بھی پسپا ہو گئے تسخیر سے
ہو گیا اغیار پر گر ہاتھ قاتل کا رواں
کاٹنا ہم کو پڑے گا خود گلا شمشیر سے
جانتا ہوں ہرزہ گردی تیرے کوچے سوا
دبدبہ سے شان سے شوکت سے اور توقیر سے
کو بکو لاشہ پھرا تا تھا ہمارا بعد قتل
بہرِ عبرت بھی غرض گر تھا ملا تشہیر سے
خاکپائے یار حاصل کر جو تجھ سے ہو سکے
اے مہوس ہو نہ حیران خواہش اکسیر سے
ہوں گرفتارِ بلا شوقِ اسیری ہے مجھے
پاؤں کو رغبت ہے میرے حلقۂ زنجیر سے
جب ازل سے لکھدیا قسمت میں کاتب نے الم
پھر فرو کیونکر ہو غم میرے دلِ دلگیر سے

سالکانِ چرخ مضطر الاماں کہنے لگے
جب ہلایا ہم نے گردوں نالۂ شبگیر سے

خوشنما وہ اے نقابِ یار تیرا رنگ ہے
دیکھکر جسکو شفق بھی آسماں پر دنگ ہے
اے صنم دیوانہ تیرا ہے وہی شوریدہ سر
لشکرِ اطفال جسکے روز رہتا سنگ ہے
ہائے طغیانی بھی کم اسکی کبھی ہوتی نہیں
دیدۂ تر ہے ہمارا یا کہ بحرِ گنگ ہے
عقل کی میزان میں واعظ وزن کرکے دیکھ لے
کوئے جاناں سے ترا خلدِ بریں پاسنگ ہے
بتکدہ سے گر منع کرتا ہے ہم کو واعظا
تو بھی کعبہ کو بچا وہاں بھی تو آخر سنگ ہے
جی میں ہے اک بند کاغذ اور اسمیں چھوڑیے
طول ہے مطلب ہمارا خط کا میدان تنگ ہے
کیوں طلب کرتا نہیں بوسہ دہانِ یار کا
تنگ دل تو وہ نہیں اوسکا دہن گو تنگ ہے

جب سے دل اوس دلربا کو ہم نے مضطر دیدیا
عقل میں اور عشق میں ہر لحظہ تازہ جنگ ہے

حاصل جو ہم کو ہو گی زیارت حضور کی
دیکھیں گے شکل خلد میں ہرگز نہ حور کی
بہرِ خدا نہ دیکھیے آئینہ جانِ من
صدہا زباں پہ آئیں گی باتیں غرور کی
علت میں ایک بوسہ کے دیتے ہو حکمِ دار
اعلیٰ سزا نہ چاہیے ادنیٰ قصور کی

دیکھا جو اونکو بام پہ سب ایستادہ ہیں	ظاہر حقیقت آج ہوئی کوہ طور کی

مضطر کے دستگیر ہو یا شاہ دو جہاں
عصیاں کا سر پہ بار ہے منزل ہے دور کی

نہ بہاراں فصل گل پر ہو خزاں ایکروز آئی ہے	عبث بلبل کے گل کو دیکھکر سب ان شادمانی ہے
منقش اپنے سینہ میں شبیہ یار جانی ہے	اسی باعث سے آئے دم ہماری زندگانی ہے
نگاہ قہر ہم پر ہے عدو پر مہربانی ہے	مگر یہ بھی ولا اک انقلاب آسمانی ہے
ستم عشوہ غضب غمزہ قیامت ناز ہے اوسکا	محبت ایسی ظالم کی بلائے ناگہانی ہے
بھلا تصویر کھینچیگا کوئی کیا اے صنم تیری	مصور سب پریشاں عقل ہیں حیران مانی ہے
بیاباں منزلوں تک سبز ہیں سیراب ہے گلشن	مرے اس دیدۂ تر سے یہ اشکوں کی روانی ہے
کیا سیراب اکدم میں ہزاروں تشنہ کاموں کو	تمہاری تیغ ابرو کا عجب آبدار پانی ہے
قفس میں بند کر مجکو یہی صیاد کہتا ہے	ازل سے تیری قسمت میں نہ دانہ ہے نہ پانی ہے

نہ ہو نکا کبھی جب دشمن کا دود آہ مضطر سے
تو پھر کیا خاک اوسکی اندروں آتش فشانی ہے

اوس زلف کا اندھیر ہے برپا مرے آگے	آتی ہیں بلا کیا کہوں کیا کیا مرے آگے
کیونکر میں قد یار سے دوں سرو کو تشبیہ	بے اصل ہے اوسکا یہ سراپا مرے آگے
تڑپا جو تہِ دام تو صیاد یہ بولا	اچھا ہے رہے گر یہ تماشا مرے آگے
میں وہ ہوں کہ ہلجائے فلک پیر فغاں سے	بلبل ترا کیا چیز ہے غوغا مرے آگے

اے مضطر بیمار مسیحا ترا آیا
کہدے یہ کوئی آکے خدا یا مرے آگے

ہوا کم قدر ہیرا اور نیلم کی بن آئی ہے	درِ دندانِ جاناں نے مسی جیسے لگائی ہے
تمہاری خنجر ابرو کا ہلنے ذکر سن سن کر	تمنائے شہادت میں سدا گردن جھکائی ہے
پڑا رہتا انتظاری میں بشکل مردہ بستر پر	مسیحا کو جو دیکھا ہے تو مجھمیں جان آئی ہے
درِ دندان جاناں پر ہوئے گر ہم تعجب کیا	ہر اک جانباز عاشق نے کنی ہیرے کی کھائی ہے

نکر برباد گلشن کو تجھے حق کی دہائی ہے

جبسے کہ وہ پہلو میں دل آرام نہیں ہے
آ آ کسی پہلو مجھے آرام نہیں ہے
ہم رندوں کو در کار تکلف نہیں ساقی
شیشہ ہے لگا مونہہ سے اگر جام نہیں ہے
آتا ہے غم یار نہ دل ہے نہ جگر ہے
دعوت کا مرے پاس سرانجام نہیں ہے
کیونکر ہو تشفی مری جاناں کی طرف سے
مدت ہوئی آیا کوئی پیغام نہیں ہے
بوسہ کی عوض تم جو دیا کرتے ہو گالی
حق میں وہ دعا ہے مرے دشنام نہیں ہے
صیاد ہر اک طائرِ دل اسمیں ہے پابند
کیونکر نہ کہوں زلف ترے دام نہیں ہے

کیا پوچھتے ہو دوستو **مضطر** کی حقیقت
گر بچ گیا وہ صبح تو پھر شام نہیں ہے

گل و بلبل کی یکجائی پہ رقت آہی جاتی ہے
مجھے اوس اپنے گل کی یاد صحبت آہی جاتی ہے
بجا دیتا ہے پہلے عشق رسوائی کا نقارا
جنوں کی رفتہ رفتہ پھر تو نوبت آہی جاتی ہے
مکدر آئینہ رو ہوگیا تکرار بوسہ سے
نہایت تنگ کرنیں کدورت آہی جاتی ہے
کبھی ہوتی ہے گر مجھ پہ نگاہِ لطف کچھ انکی
رقیبانِ سیہ رو پر اک آفت آہی جاتی ہے

نہ کہہ احوالِ دل **مضطر** کسیکے سامنے ہرگز
جو ہو جاتا ہے راز افشا قیامت آہی جاتی ہے

چھیڑ کر زلفونکی تقصیر اپنے ہاتھ سے
پاؤں میں پہنی دلا زنجیر اپنے ہاتھ سے
تر گلو ہم تشنہ کاموں کا ابھی ہو جائیگا
پھیر دو صاحب ذرا شمشیر اپنے ہاتھ سے
کیا کماں ابرو ہدف سمجھی ہے سینہ کو مرے
جو لگاتا ہے وہ پیہم تیر اپنے ہاتھ سے
قتل کر قاتل نے ہمکو خوب کھینچا کو بکو
شکر ہے لاشہ کیا تشہیر اپنے ہاتھ سے

بے بلائے ہے جو **مضطر** کوچۂ جاناں کا عزم
آپ ہی کھوتے ہو تم توقیر اپنے ہاتھ سے

جہاں میرا رونق فزا ماہ رو ہے
وہاں جاؤں پروانہ ساں آرزو ہے

چھوئی تو نے شاید وہ زلفِ معنبر
صبا اس قدر تجھ میں جو آج بو ہے

مثالِ کتاں کیوں نہوں یا دل کے ٹکڑے
طبیعت کو مرغوب وہ آئینہ رو ہے

کرم مجھہ پر کر اپنا اے تیغِ ابرو
تری آب کا تشنہ میرا گلو ہے

بہا چشمِ گریاں سے سیلاب ایسا
جہاں دیکھتا ہوں وہاں آبجو ہے

زلیخا تری ماہِ کنعاں سے بڑھکر
حسیں میرا نامِ خدا خوبرو ہے

وہاں انکو ہمدم جو فکرِ حنا ہے
یہاں میری چشموں سے جاری لہو ہے

رقیبوں کا وہاں بار ہونے نہ دیجو
دلا پاسباں گردِ دربار تو ہے

دلِ مضطر حیراں نہ ہو کیونکہ ہر دم
نظر سے وہ روپوش آئینہ رو ہے

تیغِ ابرو کا اشارہ وہ اگر کرتا ہے
ایک عالم کو ابھی زیر و زبر کرتا ہے

ہوش اوڑتے ہیں شبِ وصل میں سنکر آواز
شور جب رات ہی سے مرغِ سحر کرتا ہے

ہوگیا جنبشِ گردوں سے ہویدا مجکو
چرخ پر نالۂ جانکاہ گذر کرتا ہے

کیا نہیں قبر کا معلوم ٹھکانا غافل
ٹھہانکے رہنے کو جو تعمیر پہ گھر کرتا ہے

کٹتا ہے کوہِ الم پہ تو اوسی سے مضطر
مثلِ فرہاد کے جو چست کمر کرتا ہے

دیگر

خلد سے فرحت نہ کچھ فردوس جانا یاد ہے
ترے کوچہ کا مگر ہمکو ٹھکانا یاد ہے

تجھکو اے صیاد کیا ہی خوب دامِ الفت ہیں
ہر کسی کے طائروں کو پھنسانا یاد ہے

وصل کے دن تو سراسر چرخ تو نے کم کیے
کچھ شبِ فرقت کا بھی تجکو گھٹانا یاد ہے

زلف کے جھوٹے کا کیوں کرتا ہے ایدل ارتکاب
تجکو کچھ پہلے سزاؤں کا بھی پانا یاد ہے

ذائقہ فرقت کا چکھیں اسلئے جیتے ہیں ہم
ورنہ ہمکو نقشِ ہستی کا مٹانا یاد ہے

عاشقی میں اور تو ساری غذائیں چھٹ گئیں
اک فقط خونِ جگر کا ہمکو کھانا یاد ہے

داستانِ عشق سے ہے اس دلِ مضطر کو ذوق
قصہ خواں جلدی سنا گر کچھ فسانا یاد ہے

پلادے ساقی تو جام مے کا کہ روح میری شراب میں ہے
ہوئی ہے شدت یہ تشنگی کی کہ جان از بس عذاب میں ہے

نہ کہائیں کیونکر تمہارے عاشق ہمیشہ لخت جگر کو کہاتے
غذا میں ایسا نہ ذائقہ ہے نہ ایسی لذت کباب میں ہے

تپش کی شدت ابھی فرو ہو جو دیدو آب دہانکا اپنے
قسم خدا کی شفا ہماری تمہارے لب کے لعاب میں ہے

کتاب عارض پہ جو ہیں نقطے شمار اونکا ہمیں سے ہوگا
کہ اندنوں کچھ مہارت ہم کو بہت ہی علم حساب میں ہے

جو دینا نسبت کا میں نے چاہا صنم کے دانتوں سے آج مضطر
لطافت ایسی نزاکت ایسی کہاں ہے دُرِ خوشاب میں ہے

سعد ہو ہم بھی کبھی وصل میں خوشتر ہونگے
یا یونہی ہجر میں دن اپنے برابر ہونگے

غور سے دیکھ کے بتلا تو منجم ہمکو
ہم بغل آپ سے وہ کبتک مرے دلبر ہونگے

سچ تو کہتے ہیں وہ پیشانی پہ افشاں چنکر
ایسی خوبی سے نہ افلاک پہ اختر ہونگے

عذر قاصد کا عبث کرتے ہو خط تو لکھو
نامہ لیجانے کو موجود کبوتر ہونگے

گرچہ تھی پردہ نشینی سے ہمیں الفت لیکن
یہ نہ سمجھے تھے کہ بدنام سراسر ہونگے

جاں نثار آپکے گو سیکڑوں اور لاکھوں ہیں
عاشق زار مگر تجھ سے تو کمتر ہونگے

ہے قسم حق کی غزل وہ ہے تمہاری مضطر
داد دینگے وہ سخن کی جو سخنور ہونگے

عجب آنکھوں میں تیری کیفیت اور ایک مستی ہے
دو عالم اسکے گر قیمت کہوں تو بھی تو سستی ہے

نہ کر تکلیف اے قاتل ہمارے قتل کرنیکی
فقط ابرو کی جنبش بس ہمیں تیغ دودستی ہے

کہو کیا سعد ہو تم سے جو فکر وصل کرتا ہوں
مری تدبیر پہ بیساختہ تقدیر ہنستی ہے

یہ کہکر مجھکو مجنوں نے بنایا جانشیں اپنا
جو پابند جنوں ہوگا اوسی ویرانہ بستی ہے

فنا ہونا ہے کل تجھکو سمجھ لے اسکو اے غافل
حباب آسا جہاں میں کوئی دم کی آج ہستی ہے

بہم ہوکر رقیبوں سے مجھے ہنس ہنس وہ کہتے ہیں
پس دیوار رویا کر تری قسمت میں پستی ہے

نہ تصویریں مجھے دکھلا نہیں بہلیگا دل ایسے
شبیہ یار کو پانی ہماری جاں ترستی ہے

عوض بوسہ کی ایصاحب متاع دلکو دیتا ہوں
اجی لیلو یہ جنس بے بہا اسوقت سستی ہے

وہ کہتے ہیں کہ پھر آمد ہوئی فصل بہاری کی
جھڑی اشکونکی آنکھوں سے مرے ساون برستی ہے

نشہ جنکو ہے عشق حقیقی ہوگیا انکو
بقا باللہ ہستی ہے فنا فی اللہ مستی ہے

فرشتوں کے بہی پر جلتے ہیں دودِ آہ سے میرے
دہن سے تیرے اے مضطر یہ کچہہ آتش برستی ہے

جلوۂ رخ دکھا دیا کس نے
طائرِ ہوش اوڑا دیا کس نے
ہوگئی بدر کی جبیں داغے
چاند سا موہنہ دکھایا کس نے
چشم رہتی ہے مثلِ نرگس وا
منتظر یوں بنا دیا کس نے
آہِ عاشق میں گر نہ تہی تاثیر
تجھکو گردوں ہلا دیا کس نے
میرے مسکن سے پہلے مجنوں کو
نجد کا بن دکہا دیا کس نے
نشۂ بیخودی ہوا مجھکو
جام الفت پلا دیا کس نے
تو تو مضطر تہا عابد و زاہد
رند مشرب بنا دیا کس نے

ہنر ور ہم ہیں پہر کس لئے ہمکو ستانا ہے
فلک منظور کیوں تجھکو ہمارا آزمانا ہے
یقیں ہے دفترِ اعمال دہویا جائیگا میرا
ترا اے چشم گر ہر دم یہی آنسو بہانا ہے
مبارک نجد کے بن میں تجہے مسکن ہوا مجنوں
مگر ہمکو اوسی لیلی کے در کا آستانہ ہے
پہری ہے یار کی پہر ہم سے شاید اندنوں چتون
یہی باعث ہے برگشتہ جو ہم سے اک زمانہ ہے
کفن باندہے ہوئے حاضر ہیں لو ہم مقتل میں آ قاتل
کہو اب کیا ہماری خوں بہانے میں بہانہ ہے
ہیں کشتہ ہمدمو قاتل کے ہوں دستِ حنائی کا
حنا سے غسلِ میت کو مرے لازم دلانا ہے
ذرا امداد کر اے تو خدنگِ آہ مضطر کی
عدو سرکش یہ گردوں ہے اسے سیدہا بنانا ہے

مثلِ پروانہ کے جسکو شمع رو سے لاگ ہے
سوزشِ ہجراں ہی اوسکے حق میں جلتی آگ ہے
خاک و خوں میں ہوکے غلطاں اپنے قاتل سے ملیں
کہیلنا منظور ہولی کے دنوں میں پہاگ ہے
نالۂ عاشق کو سن کہتے ہیں یوں مطرب پسر
آگ لگ اٹھتی ہے جس سے یہ وہ دیپک راگ ہے
ہو رہی ہے خلد میں کیا آمدِ فصلِ بہار
جو خیابانِ جہاں سے سبکو بہاگا بہاگ ہے
کسطرح روکوں بیدانِ جہاں مضطر اسے

توسنِ عمرِ رواں کی تو شکستہ باگ ہے

کر نہیں پا وصل تو ہمکو یہ خیال اچھا ہے
صدمۂ ہجر سے امکان وصال اچھا ہے

باغباں تو ہی بتا نخل چمن میں تیرے
سرو قد سے مرے کیا کوئی نہال اچھا ہے

ہمسری رخ سے ترے شمس و قمر نے کی ہے
حیف قدر انکو میسر ہو زوال اچھا ہے

پھنستے ہیں طائر دل اسمیں ہزاروں آکر
پاس صیاد ترے زلف کا جال اچھا ہے

درستوا ہیں بت ہندی کے عقیق لب سے
کیا کوئی ملک بدخشاں میں لال (لعل) اچھا ہے

تر گلو تشنہ دہاں جسکے ہوئی ہیں دم میں
آب شمشیر وہ قاتل کا کمال اچھا ہے

رکھہ تو مضطر غم حسنین کو دائم دل میں
عیش و عشرت سے جہاں کے یہ ملال اچھا ہے

ہائے خواہش کو دلا اب اپنے توڑا چاہیئے
حرص دنیا کے لیئے ہرگز نہ دوڑا چاہیئے

ہاتھ سے اوس سیمبر کے خط کا لانا ہے جواب
نامہ بر کو دینا اب اک زر کا توڑا چاہیئے

فرقت ساقی میں جاتا ہوں جو میخانہ کے بیچ
جی میں آتا ہے وہیں شیشہ کو توڑا چاہیئے

ہیں مریض کاکل جاناں ہوا ہوں اے طبیب
سانپ کا مہرہ دوا میں زہر مہرا چاہیئے

کہتا ہوں گر آو میرے پاس دیتے ہیں جواب
انتظاری میں کوئی دن سر کو پھوڑا چاہیئے

توسن طبع ہمارا آپ اڑیل ہو گیا ٭
فکر کا اب اسکو مضطر سخت کوڑا چاہیئے

جب رقیبوں سے تمہیں خندہ زنی باغ میں تھی
حالت غیر عجب میری بنی باغ میں تھی

دید گلشن بتا تمہیں چاک گریباں گل تھے
یہ نظر بازی تھی یا تیر زنی باغ میں تھی

تہا نقش کو نہ اگر رشک تمہارے رخ پر
کہائی کیوں اوسنے ہیرے کی کنی باغ میں تھی

آمد اوس گل کی ہے گلشن میں کہلے ہیں غنچے
ہم نے بلبل سے یہ تقریر سنی باغ میں تھی

سب فضا باد بہاری کی چمن لیکن مضطر
ہائے تجہ بن مجھے برچھی کی انی باغ میں تھی

جس طرف کو ہم بچشم تر چلے
ابر ساں سرسبز جنگل کر چلے

عاشق مژگاں کا سن جوش جنوں
تاہم ہیں وصال سے ستمگر
میرے نالوں پر جرس کا کر گماں
نصف شب کو راہ روا کر چلے
تم نے دکھلایا نہ اعجاز مسیح
گرچہ ہم بیمار ہو کر مر چلے
توشۂ عقبیٰ نہ ہاتھ آیا یہاں
مفت میں اوقات ضائع کر چلے
آرزوئے مغفرت ہے اس لیئے
رکھ کے ہم بار گنہ سر پر چلے

پوچھے مضطر کو تو کہنا قاصدا
زیست کے باقی تھے دن سو بھر چلے

ہو کر جو بے نقاب وہ ماہ لقا پھرے
خورشید بھی منفعل ہو شفق میں چھپا پھرے
صحن چمن میں فرش ہو بلبل کی چشم کا
وہ رشک ماہ گل کبھی جو گلستاں میں جا پھرے
کشتہ کو تیرے زیست کی خواہش کبھی نہو
گو خضر بھی لئے ہوئے آب بقا پھرے
بے چھیڑے تیرے سینہ کو اے چرخ پر ستم
ممکن نہیں ہماری جو آہ رسا پھرے
قاتل فرو نہو گی شہادت کی تشنگی
جبتک مرے گلو پہ نہ تیغ ادا پھرے
سن لے جو وصف بادۂ الفت کا ایکدن
مسجد سے میکدے کو ابھی ناصحا پھرے
کرتا نہیں ہے وا جو اجابت کے در فلک
منظور اوسکو ہے کہ بہشتی دعا پھرے
پھر جائے گو جہان تو کچھ جائے غم نہیں
لیکن نہو کہ مجھ سے میرا دلربا پھرے

مضطر وہ رشک گل تو نہ آیا نظر کہیں
گلرو ہزاروں ڈھونڈتے مثل صبا پھرے

حسیں جہاں میں بنے ہیں فقط جفا کے لیئے
مگر یہ عاشق جانباز ہیں وفا کے لیئے
ہمارے شیشۂ دلکو تو لے جا مشاطہ
جو آئینہ کی ہے درکار دلربا کے لیئے
ہمارا خون بھی بے خونبہا کے حاضر ہے
اگر حنا کی ضرورت ہو دست و پا کے لیئے
نہ کھائیو تو مری ہڈیاں ہما اسدم
یہ استخواں ہیں سگ یار کے غذا کے لیئے

تلاش جنکو ہے اکسیر مضطر اون سے کہو
صنم کے کوچہ میں جائیں وہ خاکپا کے لیئے

بر طرح - سخن رنگیں درمیاں آئے تو آئے ☐ بر طرح - شب و روز غم میں بسر ہو گئی

مار کاکل ہے مُبرا سحر کی تاثیر سے
آتی ہے پیہم صدا میرے دلِ نخچیر سے
کیوں نہ ہم شکوہ کریں نیرنگیِ تقدیر سے
گر لپٹ کر ملتے ہیں سو ٹوں چٹ ہے پیر سے
گر کبھی شمشیر ذرا کی پھر گیا دشتِ قتال
ہو گیا اغیار پر کاہنہ قاتل کا رواں
وہ مصور ہے حقیقی در حقیقت لاجواب
شمع زاری کر کے کہتی ہتی سرِ محفل یہی
لکھدیا قسمت میں جب ہر دو عالم روزِ ازل
ہوں گرفتارِ بلا شوق اسیری ہے مجھے
ہرزہ گردی تیرے کوچہ کی سمجھتا ہوں سوا
خاکپائے یار حاصل کر جو تجھ سے ہو سکے

کیوں نہ عاجز کا مرو والے رہیں تسخیر سے
عاشقِ مژگاں ہو نکلیں ہیں اُنس مجکو تیر سے
ہجر جب دونا ہمیں ہو وصل کی تدبیر سے
پہلوئے مشتاق بنگالہ ہے کشمیر سے
ابروِ خمدار قاتل کم نہیں شمشیر سے
کاٹنا ہمکو پڑیگا خود گلا شمشیر سے
جسکی صنعت ہے عیاں ہر پیکرِ تصویر سے
جز فغاں حاصل ہوا ہر گز نہ کچھ گلگیر سے
پھر فرو کیونکر ہو غم میرے دلِ دلگیر سے
پاؤں کو رغبت ہے پھر سے حلقۂ زنجیر سے
شان و شوکت دیا ہے عزت و توقیر سے
اے ہوس ہو نہ حیراں خواہش اکسیر سے

ساکنانِ چرخِ مضطر الاماں کہنے لگے
جب ہلا یا ہم نے گردوں نالۂ شبگیر سے

اگر یاد رشکِ قمر ہو گئی
دکھانے لگا شعبدے آسماں
کو اکب ہیں افشاں جبیں پر ترے
تشبیہ پائی بادام نے چشم جو

کتاں وار حالت جگر ہو گئی
مری آہ جب بے اثر ہو گئی
عیاں اور جبیں چرخ پر ہو گئی
تو تاثیر بھی گرم تر ہو گئی

رہا تمکو مضطر وہی اضطراب
کہتا بھی حاصل اگر ہو گئی

عدم سے جو وہ نکلا جہاں آتے آتے
چلے تھے جو اقرار کر کے وہاں سے
ہر قدم [illegible]

تو یاد آیا تیرا مکاں آتے آتے
[illegible] آتے آتے
[illegible] آتے آتے

جو گہبرائی تہی دل نے اظہار شکوہ
رہے رعب سے تا زباں آتے آتے

کرے مردے زندہ یہ اعجاز ٹہوکر
مسیحا مرا ہر زماں آتے آتے

جو کہتے ہو آئیں گے ہم تو بتادو
رہیگی بہی یہاں تن میں جاں آتے آتے

بندہا تیری زلفونکا جب شب تصور
صبح تک رہے سانپ یہاں آتے آتے

پہرا لیگی اونکو تقدیر میری
قریب مکاں ناتواں آتے آتے

مقابل ترے قد سے گر ہونے آئے
خجل ہووے سرو رواں آتے آتے

کہا رو کے بلبل نے گلچیں ٹہر جا
نہ برباد کر آشیاں آتے آتے

غشی طاری مضطر ہوئی مثل موسی
جو دیکہا وہ نور جہاں آتے آتے

جس سمت خراماں وہ ستمگر نظر آئے
آفاق میں ہنگامۂ محشر نظر آئے

سینہ کو مرے دیکہ کے حیران ہوا لالہ
جب داغ ہزاروں ہی جگر پر نظر آئے

او سرنگوں ہوں مشکور ترا او سیہ بختی
جس شب وہ مجہے زلف معنبر نظر آئے

جب امتحاں قاصد نے کیا تیغ ادا کا
عشاق ہزاروں وہیں بے سر نظر آئے

دنکو جو اوڑے کچہ دل سوزاں سے شرارے
شب کو وہی افلاک پہ اختر نظر آئے

جانا ہی آیا ہے جواب خط جاناں
اوڑتے ہوئی جسوقت کبوتر نظر آئے

وہ صید ہوں مقراض سے صیاد نے کاٹے
چہنٹے ہوئے جسوقت مرے پر نظر آئے

کچہ آئینہ رویوں سے تعلق ہوا جنکو
حیراں نظر آئے وہی ششدر نظر آئے

بیتابی سیماب کو جب غور سے دیکہا
غلطاں دل عشاق ہی تڑپکر نظر آئے

گلرو کی محبت میں جو گل کہائے تہے بیٹہے
بن بنکے وہی داغ جگر پر نظر آئے

سب دامن خواہش میں بہر رول کے بیٹہے
او چشم ترے اشک جو گوہر نظر آئے

کیونکر رخ دلدار کی ہوتا بہ نظارا
غش کوہ پہ موسے سے پیمبر نظر آئے

غمگین وہ ہوں ملنے کو مرے اہل مسرت
خوش [illegible] آئے تو وہ مضطر آئے

ہمدم نہیں او صیاد ترے شور و فغاں سے
کچہ خوف نہ جو صیاد کے دل [illegible] آئے

دنیا سے یوں ہی ہم بھی چلے جا بیٹھے مضطر
جب طور شہیدست سکندر نظر آے

وہاں تری محفل میں جام ارغواں گردش میں ہے
ساقیا یہاں اشک آنکھوں سے رواں گردش میں ہے

خاکپاے یار کا کچھ میں ہی طالب ہوں نہیں
خواہش اکسیر سے سارا جہاں گردش میں ہے

آسماں ہی کچھ نہیں چکر میں نالوں سے مرے
وہ فغاں رکھتا ہوں جس سے لامکاں گردش میں ہے

کون کون اپنا چھدا ایک سینہ و دل دیکھیے
آج وہ خونخوار مژگاں ہر زماں گردش میں ہے

سوز فرقت سے جو مضطر خاک جلکر ہو گئے
خاک اب اونکی بگولا بنکے یہاں گردش میں ہے

میرے پہلو میں جب وہ آ بیٹھے
غیر حسرت سے داغ کھا بیٹھے

جب سے مسکن ہوا ترا کوچہ
قصر جنت کو ہم بھلا بیٹھے

تم سے بوسوں کے جو ہوئے طالب
اپنے موہنہ پہ طمانچہ کھا بیٹھے

شرمگیں ہو گیا گل سوسن
مسی جاناں جو تم لگا بیٹھے

تیغ قاتل کی آبداری سے
تشنگی اپنی ہم بجھا بیٹھے

میری آنکھوں سے یہاں لہو ٹپکا
جب وہ مہندی وہاں لگا بیٹھے

شمعرویوں کے عشق میں مضطر
مثل پروانہ جی جلا بیٹھے

خانۂ دلمیں وہ مرے بس کے
ہاے جاتے ہیں کیوں کمر کس کے

روتے روتے ہوا جو میں بیتاب
بیٹھے پہلو میں وہ مرے ہنس کے

کتنا دانا تھا مرغ دل لیکن
دام کاکل میں رہگیا پھنس کے

چشم شمس و قمر سے تیز نہ دیکھ
آسماں ہم نہیں ترے بس کے

آئے ہو گر تو اتنا ہی ٹھیرو
کندھا بدلیں کہار ہینس کے

موشگافی کر اور اے شانہ
زلف ناگن چلی ہمیں ڈس کے

کیوں ستاتی ہے تو تو مس پیاری
ہم تو عاشق ہیں تیری نس نس کے

برطرف پہلو میں غیروں کے جب وہ جا بیٹھے

تم سے کیا کہہ یار رقیبوں سے نے
تر ہے آپ اپنے ہی بس کے
بنگئی آج وہ گل دستار
جو کہ کل خار تھے دل خس کے
تیغ ابرو کے بزم میں ناحق
یاد آئی تو سر کٹے دس کے
جب شب ہجر رنگ لائے گی
یاد آئینگے وصل کے چسکے
چولی مسکیگی بند ٹوٹیں گے
یوں بغل میں دباؤنگا کسکے
اوسکی تیغ نگاہ کے کشتے
کب ہیں عیسی و خضر کے بسکے
دولت حسن سے ہیں مالا مال
یار سے بیت بنتے ہیں پارس کے
سخت جاں ہے کہ سنگ در مضطر
نہ ہلے اوسکے در سے نہ مسکے

سنکے نادر کلام **مضطر** کا
کان ہونگے کھڑے سخن رس کے

مارکاکل کو جو تسخیر ہی کر لیتا ہے
دولت حسن پہ قبضہ وہ بشر لیتا ہے
تیرے ابرو کے مقابل نہ کروں کیوں سینہ
سامنے تیغ کے ہر کوئی سپر لیتا ہے
میں نہیں دیکھتا اوس رشک قمر کو جس ماہ
وہ مہینا مجھے روتے ہی گذر لیتا ہے
زلف پیچاں پہ جو ہو جاتا ہے کوئی عاشق
سیکڑوں سر پہ بلا اپنے وہ دھر لیتا ہے
جان اور مال یہی ہے تجھے صدقے اے جان
تحفۂ دل کی تو کیا تجھ سے نظر لیتا ہے
خاکمیں رہتے نکیوں خاک کا رتبہ ہو فزوں
ہوتا اکسیر ہے سیماب جو مر لیتا ہے

تجکو بے فائدہ ہے فکر معیشت **مضطر**
وہ تو رزاق ہے کل کی خبر لیتا ہے

قلق آٹھوں پہر دلبر ترا جب سے دلربا ٹھہرے
لقب معلوم پھر میرا نہ کیونکر جابجا ٹھہرے
تری گردش سے اے گردوں دگرگوں ہوگیا عالم
جو تھے نا آشنا اونکے وہی اب آشنا ٹھہرے
زباں کو ربط کلمے سے طفیل مصطفے دیجو
الٰہی نزع میں جب لب پہ میری جان آ ٹھہرے
مریض عشق سے عاجز ارسطو ہو لگا کہنے
کروں کیا چارہ سازی میں جو درد لا دوا ٹھہرے

نہ پاکر دلکو سینہ میں کیا معلوم **مضطر** نے

اگر دلبر نہو بر میں تو دل پہلو میں کیا ٹھہرے

وہاں دست قاتل میں شمشیر ہے
یہاں سر جھکانے کی تدبیر ہے
سوا زلف کے جب سے حلقہ کا عشق
مرا طوق منت گلو گیر ہے
دہن تنگ تجھ سا نہیں کوئی گلرو
چمن میں یہ غنچو نکی تقریر ہے
جسے دیکھ عاشق ہوں بہزاد و معنی
کبھی میرے دلبر وہ تصویر ہے
پھنسا مرغ دل کو وہ صیاد بولا
تڑپنا ترے حق میں تقدیر ہے
فلک بار ہا جس سے کہاتا ہے جنبش
مری آہ و نالہ کی تاثیر ہے

وہی پیش آتا ہے مضطر بشر کو
مقدر میں جو کچھ کہ تحریر ہے

ملاقاتوں میں غیروں کے نہایت اونکو چستی ہے
ہمیں ہے اک فقط ملنے میں یہ اظہار سستی
غضب شوخی تمہاری طبع میں اور اچپلاہٹ ہے
کسی سے دھول دھپا ہے کسی سے دینگا مشتی ہے
ترے الفت کے مائل کو غلط مردہ بتاتے ہیں
فدا تجھ سے ہو جانا ہی تو تندرستی ہے
ضعیف و ناتواں ہیں ہوں مجھے نصرت عطا کرنا
الٰہی نفس امارہ سے اب درپیش کشتی ہے

سہارا کچھ نہیں مضطر گنہگار و نکو محشر میں
فقط نام محمدؐ کی پناہ ہے اور کشتی ہے

بنی جس وقت سے آدم کی یہ تصویر مٹی کی
فزوں عرش بریں سے ہوگئی توقیر مٹی کی
نہو سرکش کہ ہے انجام اسکا ذلت و خواری
بنالے خاصیت اپنی دل دلگیر مٹی کی
میسر آجتک کسکو ہوئی خاک در جاناں
ہمیں تھے جنے جو مدت میں یہ تسخیر مٹی کی
کیا ہے سامنے جسکے فرشتوں نے دلا سجدہ
بڑھائی خالق اکبر نے وہ توقیر مٹی کی

ہوا پھر مقتل عشاق میں رتبہ فزوں میرا
خراب اوسنے کیا ہے مضطر پئے تشہیر مٹی کی

گر جدائی ہوئی اوس ہوش ربا سے پہلے
مر ہی جائینگے یہ مشتاق قضا سے پہلے
چوں کتاں ہونگے دلا تیرے ہزاروں ٹکڑے
گر کیا عشق کسی ماہ لقا سے پہلے

ہرش تیغ نگہ اپنا عبث ہے قاتل
ہو چکے جو کہ فنا ناز و ادا سے پہلے

سامنے سے مرے جاتے ہیں وہ بے رخ ہوکر
کیا ہی شوخی کا تقاضا ہے حیا سے پہلے

پھر تمنا کہیں خال رخ جاناں کیجو
مرغ دل چھوٹ تو لے زلف دوتا سے پہلے

کیوں نہ میں اپنے تصور کے ہوں ہردم قرباں
روز لاتا ہے خبر پیک صبا سے پہلے

بوسہ اون سے لب جاں بخش جو مانگا ہم نے
غیظ میں اور بھی آگئے وہ عطا سے پہلے

جب ملا اوسنے کف پا میں لہو غیروں کا
پس گئے رشک میں ہم برگ حنا سے پہلے

زہے قسمت سگ جاناں جو تناول کرلے
استخوانوں کو مرے اور غذا سے پہلے

پہلے تو قتل کیا پھر یہ دعا کی حق سے
مغفرت اسکی خدایا ہو جزا سے پہلے

اے اجل نام و نشاں تو نے مٹائے اونکے
جو قرین تھے لبشر تاج و لوا سے پہلے

ہم لکھے دیتے ہیں الفت میں بتوں کے مضطر
کبھی حاصل نہ وفا ہوگی جفا سے پہلے

تیری فرقت میں بدل بھیس کو جوگن ہونگی
ڈھونڈھنے کو ترے آوارہ میں بن بن ہونگی

گیروا بھیس کرونگی ترے درشن کے لیے
نام کی روز ترے جپتی میں سمرن ہونگی

برج موہن کی خبر لادے جو مجکو کوئی
اوسپہ قربان ابھی وار کے تن من ہونگی

جگ میں بیوہ ہوں رکھاتی نہیں کچھ بھی آدرس
تو ہی چاہیکا پیا جب میں سہاگن ہونگی

دمبدم کہتی ہے یوں کاکل جاناں مجھسے
تجکو کاٹونگی تو مشہور میں ناگن ہونگی

سر عشاق قلم تن سے کروں گی لاکھوں
یہ جبیں کہتی ہے گر نام کی چتون ہونگی

اور سکھیوں کو بھی مضطر یہی دن آنا ہے
روگ میں میں ہی بیرہ کے نہ بروگن ہونگی

اگر وہ غیرت گلشن ذرا گلزار میں آئے
گریباں چاک گل کر کے ابھی بازار میں آئے

ترے زلفوں کے سودے میں سفر کو ہم گوارا کر
گئے چین اور تبت میں چلے تاتار میں آئے

قلم ہو جائیں اے قاتل سر عشاق لاکھوں ہی
ترا گر خنجر ابرو کبھی رفتار میں آئے

نہاں جب سے ہوا تو ہم قفس میں ترپکر رو
کبھی صحرا میں جا پہونچے کبھی گلزار میں آئے

لقب اوسنے کیا ہم کو جو اک دن مہربانی سے
جدا ہے ہمنشیں کیا کیا دل اغیار میں آئے

تلاوت تو سمجھ زاہد اوسے خالق کے مصحف کی
تصور جسقدر یار و رخ دلدار میں آئے

براے نام ہیں سارے رفیق و مونس اے مضطر
وہی ہے دوست جو مشکل پڑے پر کار میں آئے

اوس نگہ سے ہوا یوں میرا جگر دو ٹکڑے
جیسے پتھر کو کرے تیر نظر دو ٹکڑے

ہر شب وصل میں بے ساختہ بول اٹھتا ہے
دلکو کرتا ہے مرے مرغ سحر دو ٹکڑے

اوسکے قامت کی ہوا دیکھ چمن میں قمری
ہو گئے سرو و صنوبر کے شجر دو ٹکڑے

بار عصیاں سر مضطر سے فرو ہو جلدی
کیونکہ اس بوجھ سے اسکی ہے کمر دو ٹکڑے

گر وصف کچھ رقم کروں روئے نگار کے
پیدا گل معانی ہوں کیا کیا بہار کے

یہ تو طریق لائق اہل سخا نہیں
سائل کو در سے روز نکالو جو مار کے

ہو گو فروغ راستی تا ہم یقیں نہ لا
اہل غرض جو کرتا ہے باتیں ابھار کے

ممسک بنا ہے جامہ دریدہ پہنکے کیوں
ملبوس رکھتا بکس میں عمدہ سنوار کے

ابرزادہ سرینگ ترے جاں نثار کیوں
پیدا نہو وہیں خنجر پہلو نگار کے

یوں چشم سرمگین سے پیش نگاہ ناز
جیسے ہرن سیاہ چلے آگے ڈار کے

مضطر بدل کے قافیہ لکھیے غزل اک اور
تا گفتگو نہ کر سکے حاسد بگھار کے

دھمکایا جب رقیب کو ہم نے للکار کے
بھاگا مقابلے سے وہ دامن کو جھاڑ کے

ظاہر ہوا کچھ ہم سے ہے بگڑا ہوا مزاج
لکھا ہے خط میں نام جو میرا بگاڑ کے

فصل بہار آئی ہے اے مرغ جاں نکل
قید قفس سے اپنے پر و پرزہ جھاڑ کے

قسمیں نامہ بر کا ہی دل ٹکڑے ہو گیا
پھینکا جو اوسنے خط کو مرے چیر پھاڑ کے

جوش جنوں میں وحشت دل کا تقاضا ہے
صحرا کی سمت چلیے گریباں کو پھاڑ کے

ہنس ہنس کے باتیں کرتے تھے تم جو رقیب سے
میں بھی [illegible] ہوا تھا پس در کیواڑ کے

خط لکھ رہے ہیں غیر کو میں نے جو کی نظر
کاغذ وہ مخفی کر دیا تکیے کی آڑ کے

سنکر پیام وصل مرا کہنے یوں لگے
پیچھے مُوا پڑا ہے مرے پیچھے جھاڑ کے

خط کو قبول دیجیو ہرگز نہ دیکھنا
صدقے ہی قاصدا اگر بار دھاڑ کے

صحرا پسند جنکو ہے از بہر بود و باش
وحشی کہاتے لوگ ہیں وہ مارواڑ کے

وحشت برہنہ پا سوئے صحرا اٹھا لے چلی
اندیشے دل سے گم ہوئے جھاڑ و جھنکاڑ کے

جلنا مرا سنا تو کہا ہمکو کیا غرض
چولہے میں جائیں یا وہ حوالے ہوں بھاڑ کے

ہمسر دلیر اوسکے مقابل نہیں کوئی
جس نے کیا ہو پشت نفس کو پہاڑ کے

حاسد کو یار بزم میں گر اوسکے ہو گیا
پہنکونگا ایک لحظہ میں جڑ سے اکہاڑ کے

ملتی نہ تھی شکستہ جنہیں چار پائی بھی
بیٹھے ہیں آج کل وہ پلنگ پر لتاڑ کے

رہنے کو دونوں ملتیاں ہیں مضطر جو سنگ و زر
پھر رنج کیوں اٹھائیں خزانے کو گاڑ کے

کہیں رقیب سے صحبت جو دلربا ٹھہرے
ہماری جان کے جانے میں دیر کیا ٹھہرے

نہیں سمجھتے وہ باغ ارم کہ کیا شے ہے
تمہارے کوچے میں جنکی مدام جا ٹھہرے

ہدف بنائیں گے سینہ کو ہم ابھی اپنے
صلاح قتل مری واں اگر ذرا ٹھہرے

الٰہی کہدے کوئی اتنا اوس مسیحا سے
ترے مریض کی اب لب پہ جان آ ٹھہرے

زبانپہ آیا فرشتوں کی الاماں اوسدم
کبھی جو آہ ہماری فلک پہ جا ٹھہرے

کہاں نصیب چمن میں تجھے ہوا مسکن
تڑپی تو بلبل شیدا قفس میں جا ٹھہری

نہ کیونکہ تیغ تصور ہو ابروئے قاتل
یہی جب عاشق دلگیر کی قضا ٹھہری

کبھی نہ شکوے سے لب آشنا کیئے ہم نے
اگرچہ ہم پہ وفا کی عوض جفا ٹھہری

کہاں تک عفو جرائم ہوں اے دل مضطر
کہ بات بات پہ ثابت تری خطا ٹھہری

کچھ بھی خدمت جو مجھے روضۂ ذیشان ملجائے
دیکھ رتبہ کو مرے خاک میں رضواں ملجائے

کلمہ گو آپکا ہوں آپکا خادم میں ہوں
نزع کے وقت مجھے کلمۂ ذیشاں ملجائے

تیری سرکار سے یا شاہ غنی ذی جاہ
خوان نعمت سے مجھے اذقہ کا ساماں ملجائے
یا خدا سخت ہے تکلیف نثار مرقد
شہ لولاک کے صدقہ سے اماں وہاں ملجائے
غم شبیر نے اشکوں کو فضیلت وہ دی
جس سے ممکن نہیں رتبہ دُر غلطاں ملجائے
کہا موسیٰ نے یہ منظور خدا تھا حضرت
مجکو توریت ملی آپکو قرآں ملجائے
کیا عنایت ہے دعا آپکو حق سے یہ ہی
بخشش امت کو مری حشر میں یزداں ملجائے
شب معراج فرشتونکو لکر حق سے
مرحبا صل علی کے لیئے فرماں ملجائے
ساکن کوئے محمد ہوں نکیونکر مجکو
حشر میں خلد بریں حق سے شتاباں ملجائے
میں ثنا خوان محمد ہوں جناب حق سے
کیا عجب ہے جو لقب مجکو مدح خواں ملجائے

سر مضطر کو قیامت میں بجائے سایہ
یا رسول عربی آپکا داماں ملجائے

متفرقات

نامہ نظم بیاد دوست دلفگار یار غمگسار مشعر عرض حالات شکایت ملاقات بہجت آیات مسعود صفات

یار غمخوار مخزن اخلاق
مہرباں دوست معدن اشفاق
ہو مدارج کی تیرے افزونی
شان و شوکت تیری دمبدم دونی
جھنڈی تمکنت کی ہاں دائم
دست والا ہیں حق رکھے قائم
کیا زمانہ کا انقلاب ہوا
اختلاف عادت جناب ہوا
خط کتابت کا لکھنا چھوڑ دیا
رشتہ الفت کا کیوں یہ توڑ دیا
کوئی مجھ سے اگر ہوا تھا قصور
اسکا اظہار لابدی تھا ضرور
دلمیں میرے جو بدگمانی ہے
یوں مفصل وہ سب کہانی ہے
اب گذر گئے ہیں مجکو دو دو ماہ
انتظاری میں خط کے تکتے راہ

سایہ گستر ہو تجھ پہ رب غفور
تیرے حاسد ہوں مورد و مقہور
پیش حکام ہو ترا اعزاز
تو جہاں میں ہو ہر طرح ممتاز
بعد اظہار آرزوئے سلام
ہے گذارش یہی دل ناکام
محو فرمایا غمگساروں کو
سہو فرمایا دل فگاروں کو
ہوا معلوم کچھ کدورت ہے
دل والا کی اور صورت ہے
نہ جتایا نہ کچھ کیا آگاہ
مفت میں ہو گئے خفا ناگاہ
ایک ہفتہ میں پہلے خط اصلا
سو لیے رہتے تھے ہر دفعہ دو چار
جو عریضے گئے ہیں خوار سال
وہ بھی قسمت سے ہو گئے پامال

جبکہ حاصل کوئی جواب نہیں
گو کہ تھا آخری مرادِ دیدار
ہیں فنا کے لگا ہوا تھا قریب
راستہ ہے مثالِ یقیں
پوری ہید زندگی حاشا
سخت تکلیف ہے مجھے اسہال
درد کہتا کوئی نلوں کا ہے
ایسا لاحق ہوا ہے یہ آزار
بچ گیا گر ملونگا تم سے آ
اسلیئے آرزو معافی ہے
ہو گئی مجھسے خطا جو بار دگر

پھر میں کیونکر کہوں عتاب نہیں
پھر بھی آئے نہ دیکھنے زنہار
لی خبر لیتے بھی نہ ہوا نصیب
وقت کا کوئی بھی ٹھکا نہیں
ابتلک بھی نہیں ہوئی اصلا
جاری رہتے ہیں کیا کہوں فی الحال
حال تیرے یہ دل جلونکا ہے
زیست کے ابتلک نہیں آثار
مغفرت کی وگرنہ کر بادعا
ہو چکا جو ہو وہ کافی ہے
کر نا ترحم کی جا ستم مجھپر

یہ شکایت ہے دوسری تم سے
اجی حضرت کو تم نہ آنا تھا
اس سے ظاہر ہوا خدا کی قسم
زیست باقی تھی کچھ جہانمیں اور
ضعف از بس ہے اور نقاہت ہے
کوئی کہتا ہے ناف کا ہے خلل
کوئی کہتا ہے آتشِ ہجراں
شکل دکھلا تیرے نثار ہوں میں
اب تمنا ہے یہ کہ بہر خدا
کیجیئے مجھپہ رحم آئندہ
لیکن ابکی دفعہ یہ جرم و خطا

میری بیماری کی خبر سنکے
مجھسے ملکر کے دہلی جانا تھا
کچھ طبیعت جناب ہے برہم
موت کا چل سکا نکوئی زور
لیتے پہر رات یہ قباحت ہے
پیش چلتا نہیں کسی کا عمل
یوں کہا کرتی ہے جگر بریاں
ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں
بخشدیجے کہا سنا میرا
عفوِ تقصیر کا ہوں خواہندہ
ہو عطا سے مبدل بہر خدا

تضمین بر شعر حضرت مولانا جامی علیہ الرحمت - در نعت

زنورت اے شہ مکی مدنی
طفیلت ہر جا ہر چہ بینی
زمیں شد فخرِ عرش از جلوہ کینی
بیاور از کجا گردوں برینی

تو آخر رحمۃ العالمینی
زمحروماں چرا غافل نشینی

تمہارے حسن کا اک جلوہ عالم
تمہارا طرقا گو ابن مریم
تمہارے در کا ذرہ انجم اعظم
ہوئے تجھسے کشودِ کارِ عالم

تو آخر رحمۃ العالمینی
زمحروماں چرا غافل نشینی

توہی ہے خالقِ اکبر کا پیارا
ترا نبیوں نے پکڑا ہے سہارا
بنایا تجکو حق نے عالم آرا
مری مشکل کو آساں کر خدارا

تو آخر رحمۃ العالمینی

ز محروماں چرا غافل نشینی

توئی ہے مرہم دلہائے خستہ
میں ہوں مغموم و غمگیں دل شکستہ
کرم تیرا کلید قفل بستہ
مشرف کر بدیدار خجستہ

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

ہمارا غم میں اے شاہ یگانہ
میں نالائق تری بخشش شہانہ
فقط تیرے کرم کا آستانہ
کرم کو کیا لیاقت کا بہانہ

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

توئی ہے سرور بزم رسالت
بنائی تو نے بگڑی جبکی حالت
ترا صدقہ رسولوں کی ایالت
مرے بھی کام کی کیجو کفالت

آخر رحمۃ العالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

ترے گلشن کا ہے لولاک اک گل
تعالی اللہ تری شان تجمل
کھلیں جس سے صفات عالیہ کل
تلطف کا ترے ہے ہر طرف غل

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

قضا رہی ترے دل کی رضا جو
عظیم الخلق تیرا وصف نیکو
قدر کا قبلہ تیرا طاق ابرو
نوازش بیکسوں پر ہے تری خو

تو آخر رحمۃ العالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

اجابت کو خوشی تیری دعا سے
ہیں سب پروا تری خواہش کے پیاسے
ہے جیسے آشنا کو آشنا سے
مرادیں میری دلوا دو خدا سے

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

بنا گلشن جہاں تیری نظر سے	پڑی جس پر تو رحمت اوسپہ برسے
اسے تشبیہ کیوں دوں ابر تر سے	مگر یہ تشنہ لب کب تک کہ ترسے

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

جو ہیں تیرے غلام و خادم در	وہ رکھتے شان ہیں اسدا کبر
کہ نظم خلق ہے اونکی سخن پر	مری چارہ گری کا حکم بھی کر

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

تو شاہ دو جہاں میں خستہ سائل	وسیلہ تو ہیں مقطوع الوسائل
طبیب اعلیٰ تو میرا درد حائل	خدارا ہو مری جانب بھی مائل

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

جگر خستہ گدائے بے نوا کا	اوڑے گا یاس سے کب تک کہ خاکا
غضب کی آنکھ سے گردوں نے تاکا	سہارا تو ذریعہ ہے خدا کا

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

حصول کام میں بے دست و پا ہوں	مریض دردہائے لادوا ہوں
سیہ نامہ عمل بد پُر خطا ہوں	ولیکن تیرے دامن سے لگا ہوں

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

مجھے قید خودی سے کیجے آزاد	دل ناشاد تا دائم رہے شاد

عدو ملعوں کی ہو مجھ پر نہ بیداد
نبی اللہ میری سنیو فریاد

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

ہو میرے دل سے یکسر تیرگی دور
صفا آئینہ ساں ہو قابل نور
نہی ہو زنگ سے عرفاں سے معمور
گدا کی عرض ہو باشاہ منظور

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

تجھے احوال دل ہے کل کا معلوم
تری بخشش کی ہے افلاک تک دھوم
تجھے ناگفتہ ہیں اسرار مفہوم
نہ رکھو مدعا سے مجھکو محروم

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

ترے ہاتھوں میں ہے سررشتۂ کام
تری نعمت کے شاکر خاص و عام
دو عالم ہیں ترے مرہون اکرام
مجھے بھی دیجے فیض انعام

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

میں نا طاقت گراں بار معاصی
اگر مقبول ہووے عرض عاصی
نظر آتی نہیں شکل خلاصی
تو بس بنجاے میری بات خاصی

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

جرائم ہے محیط بے کنارا
ترے دربار سے گر ہو اشارا
نہ یاور ہے نہ ہے کوشش کا یارا
بر آوے مدعا دلخواہ سارا

تو آخر رحمۃ اللعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

زمیں بوس ادب ناصر علی ہے
پڑا ہے وقت دل کو بے کلی ہے
تجھے جو سرّ مضطر ہے جلی ہے
توجہ ہو تو مشکل منجلی ہے
تو آخر رحمۃ للعالمینی
ز محروماں چرا غافل نشینی

تخمیس بر غزل قدسی در نعت

عالم علم لدنی شہ امی لقبے
حق ثنا خواں ترا تو ہیں رو جملہ نبی
فخر اندوز تری ذات سے والا نسبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

خواب میں بھی ہے بشارت تری فخر عالم
نور کا آپکے شیدا ہوں بدل حق کی قسم
اور زیارت کا ہے مشتاق عرب در عجم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی

تو ہے وہ شاہ کہ دربار میں خالق کے گیا
کیا خدا نے ہے دیا آپ کو رتبہ اعلیٰ
فخر آدم کو ہوا ذات سے تیری شاہا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

باغ عالم میں ہیں جتنے کہ گل و غنچہ تمام
چشمۂ فیض سے سیراب ہو کہتے ہیں عوام
پڑھتے ہیں تجھ پہ ہمیشہ وہ درود اور سلام
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

آسماں پر جو گیا آپ بلطف گلگشت
کھل گئے جنت فردوس کے دروازہ بہشت
نور سے سارے طبق ہو گئے روشن یک لخت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

اے شہ ابر کرم شافع روز عرصات
اوسگھڑی میرے بھی ورد زباں ہو کلمات
حشر میں امت عاصی جو ہو خواہان نجات
ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

وہی سگ کوچہ سے نسبت ہے تمہارے شاہِ امم
کی خطا میں نے کہ تھا درپئے اس اسم ہی ہم
اس لیئے ہو کے خجل کہتا یہی ہوں ہر دم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کو تو شد بے ادبی

ہوتا آیا ہے رسولانِ سلف سے مذکور
پہلے نازل ہوئیں توریت اور انجیل و زبور
ختم تھا تم پہ رسالت کا خدا کو منظور
ذات پاکِ تو درین ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

جتنے دنیا میں ہیں اسلام کے گردن فراز
ناصیہ سا ہیں ترے در پہ وہ از روئے نیاز
تیرے انوار کے مشتاق ہیں سارے جانباز
ہمہ در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و ہندی و حبشی یمنی و عربی

تنگ ہیں زیست سے اور حال ہمارا ہے تباہ
کر نظر رحم کی اب ہم پہ برائے اللہ
بارِ عصیاں سے پشیماں ہیں خدا ہے آگاہ
عاصیانیم زمانیکی اعمال مخواہ
سوئے ما روئے شفاعت بکن از بے سببی

گردش چرخ نے اب مجھکو کیا ہے ابتر
صدقہ حسنین کا لو جلد شہا میری خبر
ہو کے آوارہ میں آیا ہوں تمہارے در پہ
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

کاشفِ رازِ نہاں تم ہو رسولِ عربی
منکشف آپ پہ مضطر کا ہے مرض قلبی
نفسِ سرکش سے میں مغلوب ہوں یا میرے نبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

دیگر

روح افزا ہے خیالِ رخ پر نورِ نبی
کون ہے جسکو نہو ذوق زیارت طلبی
پردۂ وحدت حق زمزمہ ساز طربی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
جان و دل باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جوہر نور تجلی سے بنا جسم ترا
تیرے پرتو سے ہوئے عالم و آدم پیدا

تیرا ہمسر نہیں نوری کوئی خاکی ہو گیا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہے ترے حسن کی حیرت کا نوا ہیں عالم
طوطیِ سدرہ کا نغمہ ترے جلوے کی قسم
کرلی ہے عقل فرشتوں کی جیسے دیکھلے رم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

ہے کلامِ ایزدِ علام کا سرچشمۂ نور
تھا تلفظ سے ترا لفظوں سے مسطور
شرفِ لطف و ہدایت سے سراسر معمور
ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

تو شہنشاہ ترا ذرہ ہے خورشیدِ علم
سرنگوں اپنی خطا سے ہوں میں مانندِ قلم
تیرے اکرام کا آوازہ دو عالم میں علم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

کاسہ سرشار ترے فیض سے ہے بھرا نور
ہوں کشاکش سے غمِ دہر کے میں خستہ جگر
بہرور در سے ترے حور و ملک جن و بشر
چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نزہتِ خلق سے ہیں تازہ ترے گلشنِ بہشت
ہے پری کون و مکاں سے ترے جائے گلگشت
تیرے جلوے ہی سے پرنور ہوا عرش کا طشت
شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

التفات آپکا ہو جسپہ وہ ہے فخرِ انام
دیر ایک باغچہ ہے آپ سحابِ اکرام
بادشاہوں کا پسندیدہ ہو مقبولِ تمام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

دلِ مضطر سے نہیں ہوتی جدا مضطربی
آپکے دستِ مبارک میں شفا ہے میری
آپ دکھلائیں مگر صورتِ مطلوب کبھی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

خمسہ بر غزل استاد ذوق صاحب علیہ الرحمۃ

طوفِ حرم کے واسطے وہ لوگ جا چکے
کوئے صنم کو کعبہ جو اپنا بنا چکے
استاد ذوق پہلے ہی ناصح جتا چکے
جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

مجھ منتظر کو دیکھ کے رنجور پر تعب
فرمایا آج آئینگے ملنے کو وقتِ شب
کمبختیٔ نصیب سے ہے کیا غضب
یاد آیا بہانے کے آپکا وعدہ نہیں تو کب
جب رات کو وہ پاؤں میں مہندی لگا چکے

ہو کر شہید خاک پہ جس جس نے جان دی
انکو کفن کی واقعی پروا نہیں رہی
مدفون یونہیں کر دے کہ ہیں پاک وہ سبھی
حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خوں میں نہا چکے

ناوک فگن کو پاکے خوشی میں یہ کہا
ہم نے تمہارے قتل میں کیا کیا نہ دکھ سہا
ٹلتا نہیں ہے تیر زنی سے یہ خرخشا
کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی ایک لگا
قصہ تمام عمر کا اے پُر جفا چکے

جب زندہ ہے تو عیش میسر تھا سب ہمیں
مرنیکے بعد آئی ہیں یہ مشکلیں دقتیں
ہے ہے ہمیں لگاتے ہیں سب آکے ٹھوکریں
اب خاک کے ڈھیر ہیں تو کیا اس خرابہ میں
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اڑا چکے

اتنے ہوئے ہیں عشق کی منزل میں راہ رو
سر پر رکھا ہے الفتِ خوباں کے بوجھ کو
پوچھے گا کوئی ہم سے تو کہدیں گے دوستو
جبتک کہ سر سے ساتھ ہے یہ سر ہو سو ہو
ہم اپنے سر پہ بارِ محبت اٹھا چکے

انکار تیرے حکم سے ہے ہم کو کس زباں
تو زہر بھی جو دیگا تو پی لینگے بیگماں
تیری خوشی میں ہم بھی ہیں خوش اور شادماں
زہر آب ہی ہو بادہ تو کر لینگے نوشِ جاں
ساقی پیالہ موہنہ سے ہم اپنے لگا چکے

ثابت قدم ہے سوزِ محبت میں اتنا دل
اُف تک نہ کی ہے آتشِ الفت سے مضمحل

کیا تاب تے جلے خال میں آخر لیا یہہ دل   باز آیا دہکنے سے نہ آتش رخوں کے دل
سو بار آبلہ اسے آنکھیں دکہا چلے

بازار حسن و عشق میں یوں میرے روبرو   اک دل فروش کہتا تہا لو دل کو شعلہ رو
جب مشتری ہوا تو یہہ کی اوسنے گفتگو   کیا مجھہ سے قیمت دل و جاں پوچھتا ہے تو
دونوں ہیں اک نگاہ بہا اے دلربا چلے

کرتا ہے مجھپہ ظلم وہ ہر دم نیا نیا   اک حشر تازہ جس سے کہ ہر وقت ہے بپا
ناچار ہو کے میںنے کہا اوس سے دلربا   اچھا کیا وفا کی عوض تونے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چلے

پیچی انہیں رقیبوں سے کیا جانے کیا ہی کی   بے طور اونکو ہو گئی ہم سے جو بے رخی
ہر وقت اسلیے مجھے تشویش ہے یہی   کیا خط میں مدعا لکہوں اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چلے

مضطر کو پارسائی میں کچھہ ہی ہوا نہ ذوق   پھر فائدہ ہے کیا کہ جو تسبیح سے ہے شوق
زنار پہنو توڑ دو یہہ بندگی کا طوق   میگسار و آج خوب چلو میکدے کو ذوق
چھوڑو کہیں وظیفہ بہت بڑ بڑا چلے

[illegible] دام ظلہ استاد مولف

دیوان صفا

دانا جو ہیں مغرور وہ اکثر نہیں ہوتے   پر بغض و حسد منصف و داور نہیں ہوتے
کچھہ عجز سے بیقدر ہنرور نہیں ہوتے   گم خاک سے آئینہ کے جوہر نہیں ہوتے
جو صاف طبیعت ہیں مکدر نہیں ہوتے

کیا مونہہ ہے جو ایڑی سے تری حسن میں بڑھجائیں   جوں نعل خجل ہوں تری ایڑی سے گڑ جائیں
اور دیکھلیں تجکو تو وہ صلوات ہی پڑھجائیں   گو شمس و قمر لاکھہ طرح چرخ پہ چڑھ جائیں
پر تیرے کف پا کے برابر نہیں ہوتے

ہیں دیکھہ چکا حال بہت سیم تنوں کا   اک عمر رہا شیفتہ شیریں سخنوں کا

اور کر چکا نظارہ بھی غنچہ دہنوں کا
جو نشو و نما ہند میں ہے گلبدنوں کا
پیدا کہیں اسطرح کے دلبر نہیں ہوتے

ہے ابروئے قاتل کے عجب چال چھبیلی
اور غمزہ و عشوے کی بھی ہے طرز رنگیلی
سر اپنا جھکاتا ہے ہو کیسا ہی دلیلی
اور اسکی صف مژگاں میں جو ہے نوک نکیلی
ایسے کہیں خنجر کہیں نشتر نہیں ہوتے

ہوا ہے گر قید تو پھر لیا ہے تڑپنا
اور کس لیے ہر روز ہے یوں جی کا دھڑکنا
بے فائدہ ہوگا ترے حق میں یہ پھڑکنا
اے مرغ دل اس زلف میں پھنسکر نہ پھڑکنا
قیدی کبھی اس دام کے مضطر نہیں ہوتے

ہیں منجم مجھے کچھ ہاتھوں پہ گن گن
ہیں شومی طالع سے بہت سخت تر دن
تو چاہتا ہے جو سو وہ ہرگز نہیں ممکن
ہو یار بھی ساقی بھی شب ماہ بھی لیکن
قسمت سے یہ دن ہائے میسر نہیں ہوتے

ہیں یہ جو حسیں کرتے محبت تو اب اپنے
بیداد ہے عشاق پہ ہر دم غضب اپنے
مقصود ستم کا ہے مضطر سبب اپنے
اے شور نگر جور و محبت طلب اپنے
یہ شیوے تو بیدردوں میں اکثر نہیں ہوتے

رباعیات

حمد ایزد کبریا کی لکھیے مضطر
مدحت شہ دوسرا کی لکھیے مضطر
رہیے انہیں دو خیال میں مست مدام
یکسر نفی ماسوا کی لکھیے مضطر

دیگر

ہے قاضی حاجات خدا تیری ذات
کر مری بھی تو اب تلافی مافات
صدقہ حسنین کا مجھے ہو حاصل
دنیا میں دلی مراد عقبی میں نجات

دیگر

ہیں افضل اصحاب پیمبر صدیق
محبوب حبیب رب اکبر صدیق
منکر انکا ہے بد سیرت بد دل
ان دیں کے سپہر ہیں نیر صدیق

دیگر

فاروق کہ ہیں فارق حق و باطل
اون سے ہے ہوئی دین کو طاقت حاصل
خاتم ہے تتمۂ نبوت کے لیئے
اللہ اللہ وہ حامی دین عادل

دیگر

ہیں صاحب نورین غنی ذیجاہ
وہ جامع آیات کلام اللہ
منکر اونکا ہے لعین مثل شیطان
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

مشتق ہے علی کا نام نامِ حق سے
روشن ہے صفت اونکی کلام حق سے
پیدا ہوئے خانۂ خدا میں واللہ
چمکا ہے یہ آفتاب بامِ حق سے

دیگر

ہے دین محمدی میں نعمتِ ثقلین
قرآن معظم حسن ثم حسین
ہیں دونوں مساوی الکرامت لیکن
ساکت فرقان اور ناطق حسنین

دیگر

اعلام کو دین کے اوبھارا کس نے
اسلام کیا جو آشکارا کس نے
اک گوشہ میں مخفی تھے صحابہ جسدم
ہاں بام پہ نام حق پکارا کس نے

دیگر

وہ جلوۂ نورِ کبریا ہے مضطر
شعلہ وش صاعقہ ادا ہے مضطر
تاخوگر جلوہ ہو طبیعت تیری
ملتا ہے جو دیر کر بجا ہے مضطر

دیگر

مضطر کی دعا قبول اے رب ودود
یعنے اوسے بخش اپنے عرفاں کا شہود
دل سے اوٹھا دے یہ دوئی کا پردہ
ہو منکشف جلوۂ توحید وجود

دیگر

اوس شمع پہ مری جان پروانہ ہوئی
جسکی کبھی جانبازوں کو پروانہ ہوئی

میں آتشِ غم سے خاک جلکر کے ہوا
دلکی اوسکی گرہ پر وا نہ ہوئی

دیگر

ہے آلِ نبی کی محبت وہ دولت راہ
جس سے ہو حصول قرب درگاہ الہ
شیطاں کے موافق ہے مخالف اونکا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

فرمائی ہے ہرزہ جان جاناں نہ مجھے
دلدادۂ صادق اوسنے جانا نہ مجھے
بیتابیِ دل سے اوسکے در پہ ہیں
نہ مضطربانہ ہتا جانا نہ مجھے

دیگر

کہتے ہیں کہ پھر فصل بہار آئی ہے
بلبل رخِ گل پہ بیقرار آئی ہے
دل ریش کو کیا نشاطِ گل اوسکے لیے
لالہ کی بہار داغدار آئی ہے

دیگر

نہ خواہش عیش و عز و تمکیں مجھکو
نے کاہش رنج و ذلِ توہیں مجھکو
کچھ دور نہیں جو ہونچوں میں فرہاد کے پاس
ہے ہجر میں تلخ جانِ شیریں مجھکو

دیگر

سر کھونے میں اونکے خوش مذاقی پائی
مدہوشی میں ہوشیاری ساقی پائی
بے رنج خمار کب ملے مے کا سرور
خود ہوکے فنا دولت باقی پائی

دیگر

دل جمع صدگونہ پریشانی ہے
کسکی سر زلف کا یہ زندانی ہے
ایجاد نقوش تازہ کرتا ہے سدا
صورت کدۂ وہم کا یہہ بانی ہے

قصائد

قصیدہ در مدح حیدر کرار شاہ ذوالفقار اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اوس ندیم حق کی مدحت ہے عبادت بیشمار
لحمک لحمی کہیں جسکو رسول نامدار

لحمک لحمی حدیث شریف ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں معنی اسکے یہ ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ۱۲

آیت یوفون بالنذر اوسکے ہے وصف کا
ایک گل ہے جسپہ قرباں ہشت جنت کی بہار
کر ذرا من کنت مولا کی حقیقت پر نظر
یعنی ہے ہر اہل ایماں کا وہ مولا باوقار
جنت الفردوس معنی کی فضا ہو جسپہ فدا
اوس کلام پاک کے راقم پہ نثار و زرنثار

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ساقی کوثر امیر المومنیں مولا علی
فاتح خیبر امین الاشجعین مولا علی
علم حق کے ہیں مدینہ حضرت خیر الرسل
اس مدینے کے ہیں باب آپ بالیقیں مولا علی
کیوں نہ ہو کل کائنات اونکے ہی قبضہ میں کہیں
خانہ زاد بیت رب العالمیں مولا علی
مدح ممدوح خدا کب ہو مگر ہیں یہی کہوں
تا کہ خوش ہووے شہ دنیا و دیں مولا علی

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

آپکا دام کرم ہے حلقہ دار اولیا
کیوں نہ ہو عنقائے یکتائے شکار اولیا
آپکے در کے گدا یا شاہ سب ہیں۔ کیوں نہ ہو
لطف و رحمت جانب حق سے نثار اولیا
ہے توجہ سے تمہارے یہ حصول ارتفاع
عرش پر ہے رایت شان وقار اولیا
کیوں نہ ہو ہر ایک ولی مشکلکشائے کام خلق
ورد ہے اس شعر کا مقصود کار اولیا

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہے تمہارے فیض سے ابرار کا سرشار جام
ہے تمہارے ہاتھ میں قرب و ولایت کی زمام
نام سے کرتے ہیں استظہار ہر دم آپکے
غوث ہوں یا قطب یا ابدال ہو و یا امام
ہو بصیرت جسکو باطن کی وہی جانے کہ ہاں
ظاہر و باطن کی کیونکہ آپ سے چلتے ہیں کام
دیکھکر جوہر شجاعت کا تمہارے حملہ سے
تھا احد کے معرکے میں یہ فرشتوں کا کلام

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ہے شجاعت سے سخاوت آپکی مشہور تر
جیب و دامانِ مسائلیں تم سے ہے لبر
تم گدا کو ایک نظر سے کرتے ہو شاہِ جہاں
اللہ اللہ قدرتِ فیضانِ معنی اسقدر
قلعہ گمراہی و بندِ خودی میں ہوں میں قید
قاطعِ خیبر خدا را لیجیو میری خبر
ہو نہیں اک خاطرِ شکستہ بینوائے ناتواں
تم شہِ مشکلکشا حاجت روائے ہر بشر

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لافتا الا علی لا سیف الا ذوا لفقار

شاہِ مقصود کی فرقت سے ہو نہیں جاں بلب
القتالِ ہوم و آتش ہے جگر اور یہ لقب
جوشِ استیلائی یاس و فرطِ استغنائے یار
چارہ گر مفقود و طالع واژگوں حالت عجیب
اپنے حرماں سے کفِ افسوس ملتا ہوں کہ حیف
ساقیِ کوثر کا بندہ تشنہ لب یوں ہے غضب
ایسی مشکل میں مدد ہے کارِ مردانِ خدا
تم ہو مردانِ خدا کے بادشاہِ خوش لقب

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لافتا الا علی لا سیف الا ذوا لفقار

ہووے مضطر کی گذارش بندگانہ مستجاب
یعنی ہو دربارِ عالی سے ہمیشہ کامیاب
دل قیودِ ماسوا سے فارغ و آزاد کل
دیدۂ محوِ التذاذِ جلوہ ہای بے نقاب
جان و تن ہو سایہ پرورِ لوائے حیدری
حشر کے دن جب سوا نیزہ پہ ہووے آفتاب
ورد اس مطلع سے ہے مجھکو اجابت کی امید
مژدہ مقبولیت یا شاہِ دیں دیجے شتاب

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لافتا الا علی لا سیف الا ذوا لفقار

مخمسہ در مدحِ مقدس حضرت قطبِ ربانی محبوبِ سبحانی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بجہت سے کیونکر ہوں نیت پذیر
پائی توفیقِ مدیح بے نظیر
ہے سروشِ غیب کی دلکش نوا
کلک کے اس مدح لکھنے میں صفیر
اولیا کی پشت پر جس کا قدم
ازدیادِ قربِ حق میں ہے ظہیر
عرضِ مطلب کر یہاں اسے باادب
جیسے شاہنشاہ کے آگے فقیر

دست ایں افتادہ بیچارہ گیر

وہ ہیں محبوب خدا اور اونکا نام
خاکِ در پر اونکی لپٹت دستِ عجز
آستاں پر اونکے جو ہو جبہ سا
تشنگی میں عرض کراے تشنہ لب

وِرد ہے خاصانِ حق کا صبح و شام
بخشتا ہے قدرتِ تحصیل کام
پہونچے اوسکا عرش پر پہلائی گام
تاکہ بخشیں لطف سے کا لنہ کرام

یا غیاث المومنیں غوثِ کبیر
دست ایں افتادہ بیچارہ گیر

شاہ شرق و غرب ملکِ معنوی
مورثِ مخزونہ نورِ ازل
دافع اندوہ محرومی و غم
وہ کہ اوسکی پیشگاہِ عرض میں

صاحبِ سرِ کمالاتِ نبی
وارثِ گنجینۂ فیضِ علی
محرمیت بخش اسرار خفی
اولیا ہیں با ادب سب مستدعی

یا غیاث المومنیں غوثِ کبیر
دست ایں افتادہ بیچارہ گیر

رہنمائے ہادیانِ راہِ حق
غوثِ اعظم فخرِ عالم شاہ دیں
شان سے اونکے عیاں شانِ خدا
کسبِ فیض اون سے کیا کرتے ہیں کل

پیشوائے واصلانِ راہ حق
سرفرازِ عارفانِ راہِ حق
نقشِ پا اونکا نشانِ راہ حق
پڑہکے اسکو طالبانِ راہ حق

یا غیاث المومنیں غوثِ کبیر
دستِ ایں افتادہ بیچارہ گیر

اہل علم اولین و آخریں
آپکے جلوے سے ہے پرتو فشاں
آپکے کوچے سے پائی ہے نسیم

عارفوں میں دوسرا ایسا نہیں
عرش سے لیکر کے تا فرشِ زمیں
کیوں نہو دلچسپ فردوسِ بریں

میں فدائی آپکا کب تک رہوں
اپنے یوں مطلب سے محروم و حزیں

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

میں ہوں بس طوفان غم سے دل اداس
ہے بس اسے لوح طریقت تیری آس
کشتی غرقابہ افتادہ مری
ساحل مقصود کے پہنچا تو پاس
تم تو ہو مصباح مشکوٰۃ ھدا
بخشو مجھکو دستگاہ اقتباس
مجھکو ملجائے وہ گلزار امید
نکلے جس سے پائے دل کا خار یاس

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

مضطر بیدل کی عرض التجا
صدقۂ محبوبیت سنلو ذرا
ہند اور بغداد ہے یکساں اگر
التفات شاہ ہے سوئے گدا
صدقہ اوس مقبولیت کا جس سے ہے
اختصاص قرب درگاہ خدا
صدقۂ قطبیت و فیضان حق
صدقۂ خوشنودی آل عبا

یا غیاث المومنین غوث کبیر
دست این افتادہ بیچارہ گیر

قصیدہ در مدح حضرت خواجۂ خواجگان شہنشاہ ہندوستان امام العارفین سلطان معین الدین چشتی والی اجمیر قدس اللہ سرہ

اے دل حسرت پرست جلوۂ روئے نگار
برق با حاطت کی طرح [illegible] بیقرار
گرچہ اس دولت کے سب مخفی ہیں اسباب حصول
گرچہ اس عظمت کے ہیں بحکم موانع آشکار
گرچہ ہے تو کاہ اور سیہ رو مانند کوہ
گرچہ تو ہے مشت خس اور سیل الم کان شرار
گرچہ ہے اندوہ ناکامی وہ آتش جس سے ہو
پانی پانی صفت طبقہ ہاویہ شرمندہ وار
گرچہ ہے محرومی مقصد وہ طوفان بلا
جس سے کالعہن منفوش اصل صد کوہ وقار
پھر نہو مایوس اتنا جس سے چھوٹے ہاتھ سے
وعدۂ لا تقنطوا من رحمۃ اسکی مہا

سمجھی دریاندلی سے کیوں یوں سست تھا
یعنی درماں کا پر عنقا پہ چھپا ہے قرار
محض حرماں کے تصور سے ہوا ہے یوں ترا
دیدہ حیرت کا وطن اور سینہ حسرت کا قرار
جہد کر وجدان مطلب میں کہ ہے بس معتبر
لیس الانسان الا ما سعی کا اشتہار
ناتوانی سے اگر بے جہد ہے چاہیے کہ لے
گلشن امید سے گل چن لے بے تشویش خار
کر مہیا حسن اخلاص و ادب کا ساز و برگ
کر مزین صدق سوز خاکساری کا شعار
چل پئے دولت پہ شاہ اولیا اللہ کے
ارمغان جان بر لب آوردہ کر کر نثار
وہ شہنشاہ اقلیم حقیقت دیں پناہ
نام ہے جسکے بنائے محکم دیں استوار
خواجگان خواجہ معین الدین امام العارفین
خاصۂ خاصان دربار رسول کردگار
قبلۂ ارباب معنی فائض قرب خدا
کعبۂ اصحاب باطن مرجع شیم کبار
بانی ایوان وحدت قاطع بنیان شرک
ماحی آثار بدعت حامی سنت وقار
پیشوائے پیشوایان مقتدائے عارفاں
رہنمائے طالبان راہ وصل کردگار
کاشف ستر ہویت مالک ملک ابد
حاجب سرا ازل سلطان عالی اقتدار
کارفرمائے تمام ابدال و اوتاد جہاں
حکمران سائر اقطاب والا اختیار
شارح متن ہدایت ماتن شرح نجات
ماہر مہد شفاعت بار دل حاجت برار
فاتح باب ولایت قاسم فیض بطون
ناشر اسباب نافع و دافع وجہ ضرار
والی بے وارثاں شادی فزا اندوہ گاں
خواجۂ مسکیں نواز انعام بار اکرام کار
دستگیر بیکساں و درد مند سینہ ریش
چارہ ساز از وطن افتادگان دل فگار
اوسکا دروازہ باب قدسیان پاکزاد
اوسکا وہ روضہ مطاف عرشیان قدس کار
بادشاہ ہفت کشور اوسکی دہلی کا فقیر
روشناس ہفت اختر اوسکے در کا خاکسار
مورد انوار رحمت مجلس اوسکے ذکر کی
فائز المقصود اوسکے اسم کا اشتغال وار
لامکاں اک قطعۂ میداں اوسکے جولانگاہ کا
اوسکے کوچے کی نظارت ہفت جنت کی بہار
تشنہ لب آب حیات جاوداں کا اوسکے خضر
قلزم معنی کا الماس اوسکے اک کشتی کنار
سرمۂ اہل بصر اوسکے فرش کاشانے کی خاک
جام لبریز لب درگاہ اوسکا آشکار

درس اموزِ علوم اولین و آخرین — مدرسہ کا مبتدی اوسکے [illegible]
شرح فرمائے کتابِ سرِّ ما کان یکون — فائز اوس مکتب کا طفلِ لوحِ ابجد درکنار
اوسکی بزمِ فیض میں ہے دورِ اُس کا مدام — جسکی مستی ہے بقا بعد فنا فی اللہ خمار
عالمِ لاہوت کی سیر اوسکے برزخ کا خیال — پر نصیب اوسکو ہو آئینہ جسکا زنگدار
سیرِ فی اللہ اوسکی اولی آستاں گیریکا فیض — پر اوسے حاصل ہوا جسکا ازل میں بخت یار
قلب کے تطہیر سو عن ما سوی اللہ حصول — ہو شمولِ عاطفت کا اوسکے جسکو افتخار
اذا تم الفقر کی تاجِ سعادت کے گہر — خاکپائے پاک پر اوسکے مریدوں کے نثار
بعدِ رحلت جیسے یوں مات فی حب اللہ — عارفوں میں سے ہوا کسکے جبیں پر آشکار
اوسکی لاتحصی کراماتِ صریحہ کو گنے — ابرِ نیساں کی کرے جو کوئی قطروں کو شمار
قائلِ تزئینِ فلک کیا کر سکے خاکی نہاد — کون ممدوحِ خدا کا ہو سکے مدحت نگار
ای بساطِ لطفِ حق کے صدر کی بالا نشین — ای مقدس بارگاہِ کبریا کے پیش کار
صدقہ اوس قربِ حقیقی کا کہ جو ثابت ہوا — آیتِ فی مقعدِ صدق سے عند الاعتبار
صدقہ اوس روحِ نعیمِ دائمی کے ذوق کا — انّ الابرار لفی نعمت ہوا جسکا مشار
صدقہ اوس مقبولیت کا جو بہنگامِ دعا — جنبشِ لب کو اجابت کا رہی ہے انتظار
صدقہ اوس جامِ سقہم ربہم کے دور کا — کبریائی دست جسکا ساقیِ فرخندہ کار
کمترین بندگان ناہر علی مضطر کو دے — اپنی شفقت کی نظر کا اختصاص و افتخار
وہ توجہ کیجیے جو آنِ واحد میں یہ ہو — شاہدِ جاں بخشِ مقصودِ دلی سے ہمکنار
پھر حوائج کی ہو اجرا میں دشواری کبھی — پھر مطالب کے ہو تحصیل میں کچھہ افتقار
وہ نظر فرمائیے جو دلکا آئینہ ہو صاف — قابلِ عکسِ شہودِ ذاتیِ پروردگار
پھر نہ انجاحِ مقاصد میں موانع پیش آئیں — پھر نہ اصلاحِ مفاسد میں ہو دلکو انتشار
ماسوی اللہ کے علائق سے ہو کلی منفرد — مجتنب ما دونِ حق سے ہووے کامل رستگار

اس دلِ مضطر کو کیجیے اب غلامی میں قبول
تا ظہورِ انقطاعِ رشتۂ لیل و نہار

مسدس در مدح حضرت بو علی قلندر صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

سر حق شد ہر کہ زینساں تجلی
بیں اگر رحمت ندارد او ولی
فیض روحانی کہ بر بود از علی
تا کہ گردد بر تو ایں مخفی جلی
بر درِ حق بندہ آمد ہر ولی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

کرتے ہیں دنیا اولی الابصار ترک
دیکھ کچھ کرکے تعصب یار ترک
ہے مراتب کا مگر دشوار ترک
کسکے سر پر ہے کلاہ چار ترک
بر درِ حق بندہ آمد ہر ولی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

لعل شہباز قلندر شیر گیر
سمجھے اپنے شیر گیری کو حقیر
دیکھکر دیوار چلتی مثل شیر
چلدیئے کہکر یہ قول بے نظیر
بر درِ حق بندہ آمد ہر ولی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

جملہ اہلِ جاہ عالی اولیا
پر بجز اس شمس اوجِ کبریا
ہیں نجوم آسمانِ ابتدا
کس کی تاریخ ولادت ہے خدا
بر درِ حق بندہ آمد ہر ولی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

ادعائی عشق موسے کا خروش
صاعقہ ساں لیگئے موسے کے ہوش
سنکے اونکی روح کو آیا یہ جوش
پوچھا ہے یہ کون یوں بولا سروش
بر درِ حق بندہ آمد ہر ولی
شاہ شرف الدین قلندر بو علی

جسقدر اقطاب یا ابدال ہیں
سب جھکائے یہاں سرِ اقبال ہیں
جملہ راہ حق کی جانب دال ہیں
شغل سے اونکی ورد کے خوشحال ہیں

[illegible] اور اسکا حال [illegible] اخبار الاخیار میں درج ہے اور یہ امر باطنی [illegible] فیض روحی حضرت [illegible]

[illegible] اشرف الاولیاء حضرت [illegible] تصنیفات [illegible] حضرت مولانا [illegible]

بر درِ حق بندہ آمد ہر دلے
شاہ شرف الدین قلندر بوعلی

تم ہو بخشے میں ہوں مضطر تشنہ کام
تا بہ آویں میری امیدیں بکام

بخشو شاہا وصلِ حق کی مے کا جام
ہے وظیفہ میرا بس یہ صبح و شام

بر درِ حق بندہ آمد ہر دلی
شاہ شرف الدین قلندر بوعلی

قصیدہ مدحیہ در مدح حضرت عبد اللہ صاحب معروف امام ناصر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ روضہ مبارکش بہ قصبہ سونی پت ضلع دہلی مجلی است

گر مدحِ شاہ میں اے خامہ تیرا سر جھکا
یہ سعادت تجھ کو ہو اور آفریں صد مرحبا

یہ تری جنبش ہے یا موجِ لطیفِ سلسبیل
یہ تری رفتار ہے یا کبکِ باغِ خلد کا

ہے صریر آوازِ بازوئے ہما کا اہتزاز
ہے سوادِ حرف چشمِ حورِ جنت سرمہ سا

کیوں نہ ہو مدحت طرازی روح بخش اس شاہ کی
آستاں پر جسکے ماہِ آسماں ہو جبہ سا

جسکا بابا شیرِ حق مولا امیر المومنین
جسکا جد خیر الوریٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ

حامیِ اسلام دین و ماحیِ کفر و نفاق
ناصر الدین قبلۂ پاکاں امامِ اولیا

گلبنِ خلقِ نبی و جوہرِ تیغِ علی
صدرِ دیوانِ شہادت فخرِ میدانِ وغا

آیتِ تطہیر کا پا لورثہ مالکِ بے شریک
نورِ شمعِ دودمانِ طاہرِ آلِ عبا

شہسوارِ عرصۂ آں جاہدو من مشرکین
تاجدارِ ملکِ بل احیا بقرآنِ خدا

دوش پر نصرت گزیں نصر من اللہ کی سپر
ہاتھ میں رونق فزا انا فتحنا کا لوا

تیغِ براں میں نمایاں جوہرِ قہرِ الٰہ
تیرِ برجستہ کی ہمراہی ہیں پیغامِ قضا

اوسکے مخزن کی صفت ہے کنت کنزاً مخفیاً
اوسکے لشکر کے جنوداً لم تروہا ہے ثنا

مدح حاضر

اے شہنشاہِ کریم ابن الکریم ابن الکریم
اے ندیمِ حضرتِ دار الجلال الکبریا

میں غریبِ خستہ خاطر تم جوادِ کام بخش
تشنہ لب میں آپ ہیں بحرِ کرم ابرِ سخا

[illegible]

۱۴۴

[illegible]

دی ہو سائل کو کریم اُس کی منا سے زیادہ
ہاں یہی ہے جوشِ ابرِ کرم کا مقتضا

رحمۃ اللعالمیں کے تحتِ دلِ مقبولِ حق
میری تم سے التجا اور آپ کی حق سے دعا

اپنے جاہِ قرب و مقبولی کے صدقے سے مجھے
منزلِ مقصود پر پہنچاؤ از راہِ صفا

بندہ پرور کیجیے خستہ نوازی میں نہ دیر
میں ہوں مضطر تم جہاں کے قبلۂ حاجت روا

اک نظر فرمائیے تا پاؤں میں غم سے نجات
دستگیری کیجیے تا بر آئے دل کا میرے مدعا

دستِ قدرت میں ہے تیرے ذوالفقارِ حیدری
دشمنِ ناحق طلب کی دیجیے گردن جھکا

نالہ ناہر علی مضطر کا سنئیے یا امام
بہر حضرتِ مصطفٰے و مرتضٰے بہر خدا

غزل در مدح حضرت ضیاء الدین احمد صاحب سبزواری مقبول بارگاہ باری کہ برکت روضہ مبارکش قصبہ گوہانہ بہمہ صفت یگانہ مشہور زمانہ شدہ است

ثنا خواں ہوں ضیاء الدین احمد سبزواری کا
کہ جس کے فیض کا چشمہ ہے درماں بیقراری کا

لب دریا ترا پر نور روضہ جیسے دیکھا ہے
سمایا ہے مری آنکھوں میں عالم جلوہ داری کا

شہا قدموں کی برکت سے تمہارے یہ گوہانہ بھی
نمونہ باغِ عالم میں ہے فردوسِ بہاری کا

ہوئے ہیں کامیاب اس جا ہزاروں صاحبِ حاجت
درِ دولت پہ گویا باب ہے مقصد برآری کا

خدا کے خاص ہو تم اور خصوصیت سے ہے تم نے
گداگر کو دلایا حق سے رتبہ شہریاری کا

میں بحرِ غم میں ڈوبا ہوں بچاؤ مجھ کو بھی شاہا
کہ اب یہ وقت مجھ عاصی پہ ہے امداد یاری کا

مجھے ہر وقت آنحضرت بدولت بخت واژوں کے
پئے ہر کار ملتا ہے نتیجہ شرمساری کا

بچاؤ ہر بلا سے مجھ کو اے بحرِ کرم ورنہ
زمیں ہے مدعی خواہاں فلک ہے میری خواری کا

شرف مجھ کو زیارت سے کہ میری چشمِ گریاں کو
ہمیشہ ورد ہے اس آرزو میں اشکباری کا

یقیں ہے اب کوئی دم میں مرادیں دل کی حاصل ہوں
کہ ہے ابرِ کرم مضطر پہ چھایا رب باری کا

غزل در مدح حضرت سلطان شاہ فرخ حسینی والی ہرات سر دفتر شہیدان مقبول بارگاہ مجابت ایزد منان کہ روضہ مبارکش اندرون قصبہ گوہانہ ضلع رہتک وطن مؤلف دیوان ہذا

وردِ دل ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
نام کو ہر بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

[illegible]

مشک و عنبر عطر کی سبی مہک سے ہیں لٹی
وہ حسیں گلزار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
جبہہ سا ہو کر ملائک در پہ جھکتے ہیں یہی
واہ کیا دربار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
آپکے پہلو کی مسجد مسجد اقصیٰ سے بھی
خوشنما بسیار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
فیض کے چشمہ کا تیرے چشمۂ کوثر سے بھی
آب لذت دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
نخل برگد آپکا یہ نخل طوبیٰ سے کہیں
طرفہ سایہ دار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
کردیا کوشش سے اپنے ہند کو دار السلام
اک بڑا دیندار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
لاالعد جود و کرم دست مبارک سے ترے
ہر گدا زردار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
ہیں معاون آپ سبکے پھر یہ فرماؤ کہ کیوں
میرا مطلب بار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
مقصد دل میرا سب ہے آشکارا آپ پر
عرض کیا درکار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
ہے زبان زد عام کو یہ ذات والا کا لقب
کاشف اسرار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
لو خبر جلدی مری یہ چرخ ورنہ دم بدم
در پئے آزار ہے سلطان شاہ فرخ حسین
محو دیدار جمال پاک ہوں ہر دم مرے
چشم نرگس وار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

گر ہو مضطر پر نگاہ لطف بحر غم سے پھر
پلمیں کھیوا پار ہے سلطان شاہ فرخ حسین

قصیدہ در مدح بادشاہ وقت در بیان تہنیت جشن جلسہ خطاب قیصر ہند حضور ملکہ معظمہ امپرس وکٹوریا۔ دام اقبالہا۔ و سلطنتہا۔

فیض سے تیرے اے نسیم بہار
سطح گیتی ہے سر بسر گلزار
چرخ تکتا ہے با ہزاراں چشم
گل روئے زمیں کو بلبل وار
حیرت جلوہ سے ثوابت سال
آج ساکن ہیں جو کہ تھے سیار
آج ہر ذرہ مشت خاک کا ہے
روکش آفتاب پر انوار
مرحبا جوش عیش و لطف و سرور
آفریں جشن فرخی آثار
کیوں نہو آج عام نزہت دل
کیوں نہ ہو آج خاص عیش و بہار
آج وہ دن ہے جس سے گردوں کو
اپنی گردش پہ بس ہیں ناز ہزار

شہ گیتی پناہ قیصر ہند
شاہ شاہان عدل واد شعار
جسکا وکٹوریہ ہے مبارک اسم
دہش و داد جس کا فرخ کار
جشن نوروز ہے اوسی سے یوں
سارے عالم پہ چھا رہی ہے بہار
وہ شہنشاہ امن گستر خلق
جسکا عالم میں مثل ہے دشوار
سایہ عیسی مسیح کا سر پر
رخ پہ برسے ہے ایزدی انوار
عہد میں اوسکے معدلت کا وفور
معدلت پہ ہے عافیت کا مدار
اک شکن اوسکی دام عقل کا چین
روس مثل خروس اوسکا شکار
دولت و جاہ اوسکے در کے غلام
نصرت و فتح اوسکے خدمتگار
اوسکی فیاضی کا ہے فیض کہ جو
ساغر عیش خلق ہے سرشار
اے رعیت نواز داد پسند
اے جہاندار خلق کے غمخوار
ہیچ کاری سے بھی جو کاہ مثال
تربیت سے ہیں تیرے کوہ وقار
جو تری بندگی سے ہیں آزاد
ہیں گرفتار سختی ادبار
قہر تیرا ہے جان گسار عدو
مہر تیری ہے دوستوں کی یار
کہ ہے اونکا حیات سے دل سرد
اور اونکی وہ گرمی بازار
آستانہ ترا مطاف انام
تیرا دربار مطلع انوار
تیرے اوصاف ہیں لا تحصے
لکھے تاچند کلک مدح نگار
اس نگارش کو چاہیئے ہے طویل
تا بدامان حشر اک طومار
مدح کو مختصر اب دعا پہ تمام
نکرے گر تو کیا کرے ناچار

تیرا تخت شہنشہی پہ قیام
سووے تا انقطاع لیل و نہار

قصیدہ دیگر در بیان تہنیت جشن جلسہ جوبلی جلوس بر سریر سلطنت و بر تخت جلوس جناب مستطاب معلی القاب فلک جاہ کیوان بارگاہ بلقیس مرتبت حضور پرنور ملکہ معظمہ قیصر ہند امپرس وکٹوریہ دام اقبالہا و سلطنتہا مرتب کیا گیا

اے نسیم صبح تیرے فیض گل افشاں سے ہاں
دینے کے قابل بنا ہے آج گلزار جہاں

ہر طرف پیدا ہوا فصل بہاری کا اثر
نام کو ڈھونڈی کہیں ملتی نہیں باد خزاں

مثل گل دل غنچہ طبعوں کے کہلے ہیں ہر طرف
اور عرق ریزی میں شبنم کے ہے سوسن تر زباں

شاخ گل پر بلبلیں یوں ہو رہی ہیں نغمہ سنج
ہے خوشی دلکو ہمارے کیوں نہ ہوویں شادماں

سن اٹھارہ سو ستاسی ۱۸۸۷ء سولہویں ۱۶ ہے فروری
چہارشنبہ کا مبارک دن ہوا ہے یہ عیاں

آج بس پنجاہ سال الطاف ایزد سے ہوئے
حضرت ملکہ نے لی جب سے حکومت کی عناں

جو کہ ہیں تاریخ داں وہ جانتے ہیں خوب تر
اتنی مدت کب رہا ہے شاہ کوئی حکمراں

ہے رعیت کو رفاہیت کا ہونچا نا سبب
جان و دل سے جو دعا دیتی ہے ہردم ہر زباں

ملک ہندوستان سارا اونکے ہے زیر نگیں
حق رکھے اونکو سلامت باکرامت جاوداں

قیصر ہند اور شاہ ملک لندن ہیں وہی
جنکے حکم و عدل سے روشن ہوا سارا جہاں

قریہ قریہ قصبہ قصبہ ہند کے اضلاع میں
جابجا جلسے ہوئے ہیں منعقد با عز و شاں

ہر طرف ہر سو ہیا روشنی کی ہے بہار
رشک ہندوستان پر کہائے نہ کیوں باغ جناں

سنکے جیتے نام اپنے موجد اخلاق کا
مطلع ثانی کیا فوراً یہی ورد زباں

مطلع دیگر

فضل حق ہو سایہ گستر تیرے سر پر جاوداں
حضرت عیسی کی برکت تجھپہ نازل ہر زماں

چرخ پر ہے ماہ و خور بھی دور سے ٹوپی اتار
روز و شب کرتے ہیں مجرا تجکو شاہ کامراں

کسکی طاقت ہے جو آئے بر سر میدان تیرے
نام ہی رعب ہے ایسا ترے شاہ جہاں

عقل اور تدبیر میں ہے بس کہ تو روشن ضمیر
روشنی تیری ہوئی ہے مہ سے ماہی تک عیاں

گوئے گردوں ہے ترے اقبال کے چوگاں کا رام
چار دانگ ہند میں جب سے ہوا تو حکمراں

عدل بھی یہانتک ہوا مشہور تیرا دہر میں
رشک سے بیتاب ہے زیر زمیں نوشیرواں

وہ ترا رتبہ کہ لایا نذر کو باصد شتاب
کشتی مہ میں لگا انجم کے گوہر آسماں

سامنے تیرے نہ ٹھیریں رستم و اسفندیار
ہوتے ہیں کافور سنکر نام تیرا پہلواں

برش شمشیر کے اوصاف میں کیونکر لکھوں
کٹتی ہے خامہ کی گویا دمبدم اسکی زباں

اور جو اخلاق کی تیرے لکھوں تعریف کچھ
چاہیئے اک عمر اوسکو اتنی فرصت ہے کہاں

کر قبول خالق اکبر ہوں تو ہے بجا
بادشاہ ہفت کشور کیا کہوں ہو بے گمان

رحم دل اور با مروت دوسرا ایسا نہیں
مشرق سے تا غرب جنسے چھان ڈالا ہے جہان

ایک نظر میں کر دیا ادنی کو اعلی فیض سے
ایسے عالی حوصلہ پیدا کہاں ہیں فی زمان

دوستو اپنے تہہ دل سے تمنا ہے یہی
خدمت عالی میں معروضہ ہو فدوی کا روان

بخت یاور ہو تو ہوں صاحب ہمارے مہربان
وہ جو ہیں دانائے انگلستان نامی بیگمان

ڈبلیو ای صاحب پرسر بہادر نیک نام
جنکے نظم و نسق کا شہرہ گیا تا آسمان

یا الٰہی اونکا رتبہ ہووے افزوں ہر طرح
ہوں گورنر وہ بحکم بادشاہ حکمران

کر تو مضطر اب قصیدہ کو دعا پر اختصار
تا طوالت سے نہ گھبرائیں ہمارے قدرداں

با ادب حق سے دعا ناہر علی ہے چاہتا
قبضۂ قدرت میں تیرے آئیں بارہ ٹوپیاں

خیر خواہوں کو تمہارے فتح و نصرت ہو مدام
اور بدخواہوں کو ہر دم ہو شکست خوں فشاں

قصیدہ در مدح اجرٹن صاحب بہادر نواب لفٹنٹ گورنر ممالک احاطہ پنجاب دام اقبالہ و اجلالہ۔ کہ بروقت تشریف بری ولایت مرتب کیا گیا

یہ اک پرتو ہے فیض مدح نواب گورنر کا
کہ ہے میری قلم کا رشک داغ جبہ نیّر کا

وہ دانائی جہاں آرا کہ جسکے رنگ حشمت سے
ہے تصویر زمیں کا گردہ روشن چرخ اخضر کا

وہ دانائے خرد ایجاد کہ جسکے آگے رکھتا ہے
فلاطوں خم ہیں حلقہ مضغہ گشتہ بطن مادر کا

نہیں منظور دربانوں کو اوسکے بزم عالی کی
جلالت سے مشبہ اونسے ہو عہدہ سکندر کا

جہانبان قدر قدرت اجرٹن صاحب شوکت
کہ جسکے خامہ کا نقطہ مسودہ ہے مقدر کا

مخالف عہد میں اوسکے ہے نقش طاق گمنامی
نہ لیویں ساتھ لفظ خیر کے اب لفظ بد شر کا

ہوا گردوں بنا ہا ترے مقدم کی بشارت سے
یہ خطہ غیرت معمورۂ فردوس معنبر کا

رعایا کو ترے اکرام سے یوں منزلت حاصل
کہ جیسے ماہ کو ملتا ہے پرتو مہر انور کا

مزاج سرکشی کے تار ہے اصلاح دشمن کی
رکھے ہے ، خامہ تیرا حق میں اوسکے حکم نشتر کا

وہ محروم ازل ہے خیرہ رو سرگشتہ بد باطن
کہ جو شاکر نہووے تیرے لطف دہر پرور کا

ترے بخشش سے کچکول گدائی کو ترے در پہ
یہ رتبہ ہے کہ ہے غیرت فزا اکلیل قیصر کا

سوا ہے تیرے عدل و داد گستر سے زمانے میں
غم روباہ آہو کا خزینہ دل غضنفر کا
اثر وہ نام میں تیرے کہ ہے جوش حلاوت سے
ہر اک حرف اوسکا اک تعویذ بازوے دلاور کا
ترے الطاف کا ممنوں ترے احسان کا خواہاں
سر پر آرائے ہفت اقلیم بل سلطان خاور کا
تری مدحت کا مائل کیوں نہو ناہر علی کا دل
کہ یہ اکسیر اعظم کا ہے نسخہ طبع مضطر کا
نگاہ خاص کی امید واثق ہے کہ ہو مجھپر
وہ تیرا لطف گیہاں گیر ہے جیوں نور نیر کا

قصیدہ در مدح جناب مسٹر میکماہن صاحب بہادر کمشنر قسمت حصار کہ جو بروقت تشریف بری ولایت پیش کیا گیا۔

کب اپنا رکھتی ہے قسمت حصار کی ثانی
کہ جسکے ملک میں دولت کی ہے فراوانی
ہے ذرے ذرے کو اب اوسکے ایسی استعداد
کہ دام نیر اعظم کو دے درخشانی
یہاں کی طفل نو آموز کو ہے وہ طاقت
کہ سوادب وہ پیر حکیم یونانی
کہیں نہ کیوں اسے نزہت میں رشک کشمیر
کہیں نہ کیوں اسے ثروت میں رشک رمانی
کہ فیض تربیت داور فلک رفعت
ہمیشہ رہتا ہے مصروف گوہر افشانی
جناب میکماہن صاحب ہمایوں جاہ
ہمائے اوج شرف بخشی و شرف دانی
سحاب لطف کرم مہر مشرق عزت
سپہر جہان بخشی و جہانبانی
ہے اوسکے عہد میں طاقت بڑہی ضعیفوں کی
کہ مارتے مور دم شوکت سلیمانی
جہاں کریں خدم اوسکے اریکہ آرائی
سکندری کو بھی ہو آرزوے دربانی
یہ سرزمین تری تربیت سے داد گرا
غضب ہے گر نہ کرے دعوے گلستانی
بڑا ہے خلق میں آوازہ تیری بخشش کا
کہ جود حاتم طائی ہوا ہے نسیانی
بڑھا انام میں یہ نام عدل کا تیرے
کہ بخشی دیدۂ نوشیرواں کو حیرانی
نہیں ہے قطع خصومت میں حاجت شاہد
یہ زیرکی کا تجھے ہے عطیہ یزدانی
ہے دال داد میں جیسے الف کے راست و چپ
ترے حضور ہے یوں عدل اور ہمہ دانی
ترے خصال حمیدہ کی خوبیوں کا بیاں
کرے تمام نہیں ہے یہ تاب انسانی
سفر وطن کا ہے مد نظر مبارک ہو
بصد ہزار طرب خیزی و طرب رانی

انشاطِ وصلِ جسمانی لہت یاران
عجیب ہے نسخہ معقوی قالب روحانی
قدوم سے ترے بلدی ہو بہر مشرق ہند
کہ بوستان ہے یہ تو بہارِ بستانی
ترقیاتِ مدارج ہوں یوں تجھے ہردم
طوالے رکہتے ہیں جوں قطرہ ہائے بارانی
رہے طبیعتِ احباب شادمانی زا
قلوبِ اہلِ حسد مسکنِ پریشانی
ہوا تو نظم میں ناہر علی سپاس گذار
سخن رسی یہ تری ہے مگر سخن رانی
دعا پہ کرتا ہوں ختمِ سخن کہ ہے کسکو
دماغ و صعفِ دل مدحتِ ثنا خوانی
ہمیشہ تا کرے خورشید اپنے پرتو سے
ہر ایک صبح کو عالم کا چہرہ نورانی
رہے تو قیصر ساں اور تیرے فیض کے ہو
ہر ایک عام کو اور خاص کو فراوانی

قصیدہ در مدح جناب مسٹر جارج لوکس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع رہتک
جو بروقت تشریف بردنی ولایت پیش کیا گیا تہا

اوج کیواں پہ ہے اس ضلع کا نجم اقبال
کہ رہا جسکی طرف حاکم عالی کو خیال
اور حاکم بہی وہ ایسا کہ بزیرِ گردوں
ہوگا ثانی نکوئی اوسکا یقیں ہے فی الحال
شان و شوکت ہے یہ اوسکی کہ فریدوں دارا
فخر کیا اپنا جتائیں کہ نہیں تابِ مقال
بخشش جود و کرم اوسکا جو حاتم سن لے
ہووے حاضر وہیں پہیلائے ہوئے دستِ سوال
اوسکی توصیف سے ہو عہدہ برآ کیونکر
کہ زبس عجز سے قاصر ہے یہاں طولِ مقال
ایخداوند نہیں آج زمانے میں کوئی
دانش و داد و دہش میں کہ جو ہو تیری مثال
ابرِ احسانِ کرم جارج لوکس صاحب
مرجعِ جاہ و حشم مظہرِ اجلال و جمال
تیرے اوصاف کی تحریر کا گر قصد کرے
خامۂ عجز رقم کی نہیں ہرگز یہ مجال
شکر الطاف کا تیرے نہیں ہوتا ہے بیاں
لکہتا ہوں میں بہی کچہ احوال مگر بالاجمال
فیض سے آپکے یہ گلشنِ رہتک سارا
کیا ہی پہولا ہے پہلا اور ہوا ہے یہ نہال
گوشہ گوشہ میں فضا دیکہیے ہر صنعت کی
کوچہ کوچہ میں نگہہ کر کے صفائی کا کمال
تیری ایجادِ طبیعت ہی پہ جاتی ہے نظر
تیری آرائشِ فطرت ہی پہ دوڑے ہے خیال

خاص گو یانہ کی اب ذکر کروں رونق کا
کہ برائی سے نہیں کام ہے اپنے کی سنبھال
بننے چاہا تہا کہ دہلی سے مشابہ لکھنو
کہاں رونق لئے کہ دہلی نہیں اب اسکی مثال
ہوئی تعمیر مکاں حکم سے تیرے جو یہاں
خوشنمائی میں وہ ہیں سارے ارم کی تمثال
وہ شفاخانہ تجدید کا لطف تعمیر
کہ شفا پاکے مریض ہوتے ہیں اس سے خوشحال
اور وہ دروازہ بنا عہد میں تیرے زیبا
جسکو کہتی ہے خرد باب حصول آمال
کیا میں رفعت کا کروں ذکر اگر پیر فلک
دیکھنے آئے تو تلے ہاتہ سے دستار سنبھال
اور وہ نقشہ ہوا بازار کا تجہ سے ایجاد
کہ نظیر اوسکا نہیں روئے زمیں پر فی الحال
اور وہ فرش نظر زیب کہ جسکی خوبی
لکہی جائے نہ اگر لکہے قلم تا صد سال
اور وہ تالاب طرب خیز و سرائے دلکش
وصف اوسکا متعذر صفت اوسکی ہے محال
ہے وہ آئینہ تصویر نمائے عشرت
اور یہ عشرت گہہ اشخاص ہے اور حافظ مال
سڑکیں وہ صاف ہوئیں عہد میں تیرے جیسے
رہروؤں کو نہ ہو قطع منازل میں ملال
پیش قصد ولایت کا مبارک ہووے
اقربا اور احبا کی ملاقات و وصال
انتظار آپکے مقدم کا ہمیں یوں ہوگا
منتظر جیسے سخاوت کا رہے اہل سوال
جسطرح اہل ولایت ہوں ترے دید سے خوش
دیکہیں ابرو کو تری صورت تصویر ہلال
اپنی قدرت سے کرے ایزد دادر جلدی
وصل کے خط سے تبدل تری دوری کا ملال
پیشوائی کو چلیں سنکے نوید مقدم
جسطرح کرتا ہے اقبال ترا استقبال

ہے دعائے دل مضطر کہ بفضل باری
تو گورنر ہو ترا رتبہ ہو با جاہ و جلال

بعد اختتام دیوان یہ خیال آیا کہ تیرا دیوان محض بے بنیاد و بے ثبات ہے۔ کل کا کل موزون ہزلیات و ابیات ہے۔ کسطرح مشہور نزدیک و دور ہوگا جبتک کوئی تازی بات نہ ہوگی اسکی اصلا انکشاف حالات نہوگی۔ جب تو ہستی سے عدم کو رواں اے مضطر ہوگا۔ یہ بہی تمثال اوراق گنجفہ حوادث روزگار سے ابتر ہوگا۔ یادگار بہی چاہیے اور خوشی ہماری چاہیے تو بروئے رواج مروجہ زمانہ تاریخی نام کا سلوار انتخاب میں لانا نہایت فن فرزانہ ہے۔ اسمیں

بلفور خیال کرکے اچھی حل مدعا ظاہر اور غائبانہ ہے۔ اپنے دلِ مضمحل کی دلیل بے عدیل کو جب میں نے خیال کیا محنت اور مشقت کا گو یہہ کار رہا اور سخت دشوار رہا سہل جانا بلفور کہنا مانا اور سیزدہ تا پانزدہ نقشہ کو ترتیب دی ناظرین پر تمکین ملاحظہ فرماویں اور بدعائے خیر یاد فرماویں۔ آمین ثم آمین

نوشتہ بماند سیہ بر سفید ۔ نویسندہ را نیست فردا امید ۔

نام سنہ	اسم جداگانہ تاریخی جو برد حساب عدد ابجد برابر ہوتے ہیں ناظرین سنہ مطلوبہ کو کالم میں ملاحظہ فرماویں
سنہ ۱۳ ھ	عشرت الرحمان۔ محمد ولایت علی خان۔ غلام مصطفیٰ۔
سنہ ۱۳۰۱ھ	محمد مہتاب علی خان۔ محمد غنی الحسن۔ مستقیم خان۔
سنہ ۱۳۰۲ھ	لیاقت علی خان۔ محمد فخر الرحمان۔ محمد ظہیر الدین۔ محمد حاتم علیخان۔ محمد شفقت الرحمان
سنہ ۱۳۰۳ھ	ظفریاب علی۔ محمد گل شبیر خان۔
سنہ ۱۳۰۴ھ	محمد شائق علی خان۔ اختیار محمد۔ غلام کبریا۔
سنہ ۱۳۰۵ھ	محمد نظیر احمد۔ محمد ضمیر الاسلام۔
سنہ ۱۳۰۶ھ	منظور علی۔ تاج بخش۔ ابرار بخش۔
سنہ ۱۳۰۷ھ	اعتبار الدین۔ غریب الدین۔
سنہ ۱۳۰۸ھ	ظفر حسین۔ محمد ظفر اللہ۔ مظہر الاسلام۔
سنہ ۱۳۰۹ھ	سرفراز علی خان۔ محمد نجابت علی خان۔ ظفر الزمان۔ نظیر الحسن۔ برکت اللہ علی خان۔ محمد ظہار علی
سنہ ۱۳۱۰ھ	محمد سلامت اللہ خان۔ محمد عنایت اللہ خان۔ محمد رشید احمد خان۔ عنایت حسین خان
سنہ ۱۳۱۱ھ	مشیر علی خان۔ اختر علی۔ محمد ثبوت علیخان۔ غلام فیض۔ محمد بیدار بخت۔
سنہ ۱۳۱۲ھ	کرامت خان۔ ستار خان۔ عثمان خان۔ محمد حمایت علیخان۔ محمد فیض الرحمان
سنہ ۱۳۱۳ھ	غفار بیگ۔ محمد فیاض الرحمان۔ محمد ظہور علی۔ محمد خلافت علی۔ محمد خیراتی۔ راغب علی
سنہ ۱۳۱۴ھ	رنجیت خان۔ چراغ علی۔ ملحوظ الرحمان۔
سنہ ۱۳۱۵ھ	محمد شہسوار خان۔ معتمد علی خان۔ محمد غنی الاسلام۔
سنہ ۱۳۱۶ھ	اتحاد بخش۔
سنہ ۱۳۱۷ھ	روشن علیخان۔ غفار اللہ۔ تنویر خان۔ محمد ظہیر علی۔ مرغوب الزمان۔

سنہ ۱۳۱۸ھ	محمد سردار علی خاں۔ افتخار اللہ۔
سنہ ۱۳۱۹ھ	اختر حسن۔ محمد سرور علی خاں۔ مناظر حسین۔
سنہ ۱۳۲۰ھ	محمد ذوالفقار علی۔ تشریف الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۱ھ	نعمت علی خاں۔ ناظم الرحمان۔ حیات بخش۔ خلیل خاں۔ نظام الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۲ھ	محمد خورشید علی۔ محمد رمضان الحق۔ اختیار علی۔ غفور اللہ۔ محمد ظہور احسن۔
سنہ ۱۳۲۳ھ	نظیر الاسلام۔ اخضر بیگ۔ کرار بخش۔
سنہ ۱۳۲۴ھ	محمد عاشق علی خاں۔ زبردست خاں۔ سرجیت خاں۔ تیرانداز خاں۔ منظور حسین۔
سنہ ۱۳۲۵ھ	اعتبار خاں۔ محمد فتح مند خاں۔ محمد بشارت الرحمان۔
سنہ ۱۳۲۶ھ	شرف الدینخاں۔ عطوفت علیخاں۔ محمد شیر جنگ خاں۔ محمد تحمل علیخاں۔ محمد ممتاز علیخاں۔ محمد ظہیر احسن۔
سنہ ۱۳۲۷ھ	مشکور علیخاں۔ ہوشدار علیخاں۔ تونگر خاں۔
سنہ ۱۳۲۸ھ	حفیظ الرحمان۔ محمد اظہار الزماں۔
سنہ ۱۳۲۹ھ	اختر حسین۔ ظفر الحسن۔ محمد فضل الرسول۔
سنہ ۱۳۳۰ھ	مظفر علی۔ محمد ثناء اللہ خاں۔ محمد عزت علیخاں۔ اختر الزماں۔
سنہ ۱۳۳۱ھ	راغب حسین۔ محمد راغب اللہ۔ رضا الرحمان۔
سنہ ۱۳۳۲ھ	محمد فضل الرحمان۔ صفات علی خاں۔ محمد ظہور الزماں۔ راغب الزماں۔
سنہ ۱۳۳۳ھ	محمد افضل الرحمان۔ چراغ الزماں۔ سید محمد عبد الغنی۔
سنہ ۱۳۳۴ھ	غلام ربانی۔ محمد خواہش الرحمان۔ محمد اطاعت علیخاں۔ محمد افضال الرحمان
سنہ ۱۳۳۵ھ	محمد خیرات بیگ۔ افتخار احمد۔ محمد اشفاق علیخاں۔ رحمت اللہ خاں۔ منظور الحق۔ حرمت اللہ خاں
سنہ ۱۳۳۶ھ	مختار الدین۔ محمد اختیار بیگ۔
سنہ ۱۳۳۷	محمد سرور حسین خاں۔ محمد آفتاب علیخاں۔ اعتقاد علیخاں۔ محمد اکتساب علیخاں۔ نچھاور حسین۔
سنہ ۱۳۳۸ھ	مظفر حسن۔ محمد ذوالفقار حسین۔ محمد تقویت الرحمان۔
سنہ ۱۳۳۹ھ	محمد نعمت اللہ خاں۔ آغاز الرحمان۔ محمد خیرات اللہ۔
سنہ ۱۳۴۰ھ	رضی الرحمان۔ محمد خورشید حسین۔ فصاحت علیخاں۔ محمد اقرار الدین خاں۔ محمد اختیار اللہ۔

سنہ ۱ھ	محمد مختار علی خاں - رئیس الرحمان - نصرت علی خاں - اکرام الرحمان - محمد خورشید الرحمان - امتیاز الرحما
سنہ ۱۳۴۲ھ	اشرف علیخاں - محمد ظہور الحق - محمد ذکر الرحمان - دولت بخش -
سنہ ۱۳۴۳ھ	چراغ الحق - محمد ذاکر الرحمان - ظفر الاسلام -
سنہ ۱۳۴۴ھ	محمد ارشاد الدین خاں - محمد تحمل حسین خاں - محمد منظفر بیگ -
سنہ ۱۳۴۵ھ	محمد امانت علی خاں - منظور الحسن -
سنہ ۱۳۴۶ھ	غلام ادریس -
سنہ ۱۳۴۷ھ	محمد مظہر علی - محمد نظیر الدین -
سنہ ۱۳۴۸ھ	مظفر حسین - کرامت اللہ خاں - غازی الرحمان -
سنہ ۱۳۴۹ھ	محمد ارادت خاں - فرحت علی خاں -
سنہ ۱۳۵۰ھ	عظیم الرحمان -
سنہ ۱۳۵۱ھ	رستم خاں - مسرت خاں - محمد خورشید الحق -
سنہ ۱۳۵۲ھ	محمد ظہور الحسن - محمد تاجدار خاں - محمد راحت خاں - محمد رشید الدین خاں -
سنہ ۱۳۵۳ھ	چراغ الحسن - محمد ناظر علی -
سنہ ۱۳۵۴ھ	شتاب خاں - محمد شتاب علیخاں - محمد تہور خاں - محمد نشاط بخش -
سنہ ۱۳۵۵ھ	محمد اقرار علی خاں - تصدق علی خاں -
سنہ ۱۳۵۶ھ	ہشت خاں - محمد ظہیر الحسن -
سنہ ۱۳۵۷ھ	خلیل اللہ خاں - اقتدار خاں - توفیق علی خاں - محمد اختیار احمد -
سنہ ۱۳۵۸ھ	محمد ارشد علی خاں - مرغوب علی -
سنہ ۱۳۵۹ھ	محمد ارشاد علی خاں - محمد مسرور علیخاں - محمد مستجاب علیخاں - منظور الاسلام -
سنہ ۱۳۶۰ھ	اشرف حسین خاں - محمد ظہیر الاسلام -
سنہ ۱۳۶۱ھ	حمایت بخش - محمد لحاظ الرحمان - محمد خورشید الحسن -
سنہ ۱۳۶۲ھ	محمد نظیر علی -
سنہ ۱۳۶۳ھ	محمد شبیر علی خاں - محمد تقی خاں - غالب الرحمان -

[illegible]	[illegible] خان - [illegible] خان - محراب خان - محمد عنایت خان - غلام صابر - احمد اللہ
سنہ ۱۲۶۵ھ	محمد بشیر علی خان - غلام فرید - بشیر الدین۔
سنہ ۱۲۶۶ھ	محمد بستان علی خان - مرغوب حسن۔
سنہ ۱۲۶۷ھ	غلام رسول - محمد رشید خان - چراغ الاسلام - محمد ظفر الدین - محمد مفتاح الدین خان۔
سنہ ۱۲۶۸ھ	الفراغ اللہ۔
سنہ ۱۲۶۹ھ	محمد اعتماد علی خان - محمد معشوق علی خان۔
سنہ ۱۲۷۰ھ	راحت علیخان - غلام رحمان - محمد نظیر حسن۔
سنہ ۱۲۷۱ھ	اعتضاد الدین خان۔
سنہ ۱۲۷۲ھ	بلیغ الرحمان - تہور علی خان - محمد ملطف علیخان۔
سنہ ۱۲۷۳ھ	محمد لطافت علیخان - اخلاص خان - تصدق حسین خان - محمد تمکین علیخان - محمد مشتاق علیخان
سنہ ۱۲۷۴ھ	افتخار محمد - غلام باقر - محمد شاکر علی خان۔
سنہ ۱۲۷۵ھ	محمد عمر دراز علیخان - فرحت علیخان - محمد اصالت علیخان - محمد ہوشیار علیخان - اختیار الاسلام
سنہ ۱۲۷۶ھ	غلام قادر - غفار الدین - محمد عبد الشکور خان - مرغوب حسین۔
،،	محمد محبت علی خان - محمد تجسس علیخان - محمد تحسین علیخان۔
سنہ ۱۲۷۷ھ	افتخار الدین۔
سنہ ۱۲۷۸ھ	محمد قلندر بخش - محمد تسلیم الدین خان۔
سنہ ۱۲۷۹ھ	غلام رازق۔
سنہ ۱۲۸۰ھ	ضمیر الرحمان - غلام ربانی - معظم الرحمان - تسخیر علی - محمد نظیر حسین۔
سنہ ۱۲۸۱ھ	غفور الدین - مشرف علیخان - غلام عمر - محمد تحسین علی خان۔
سنہ ۱۲۸۲ھ	محمد ظفر علی۔
سنہ ۱۲۸۳ھ	برکت علی خان - محمد اصغر - محمد کاظم الرحمان۔
سنہ ۱۲۸۴ھ	محمد عنایت علی خان - محمد سلامت علی خان۔
سنہ ۱۲۸۵ھ	غلام فرید

سنہ ۱۳۸۶ھ	شمس الدین خاں - اصغر الدین - اعتضاد علی -
سنہ ۱۳۸۷ھ	مرغوب الحق - مسرت اللہ خاں -
سنہ ۱۳۸۸ھ	محمد سعادت علی خاں - محمد خوشنود الرحمان - محمد اختر الدین -
سنہ ۱۳۸۹ھ	فتح میسر خاں -
سنہ ۱۳۹۰ھ	غنی الرحمان - ممتاز بخش -
سنہ ۱۳۹۱ھ	محمد ضیاء الدین - قدرت اللہ خاں - نصرت خاں -
سنہ ۱۳۹۲ھ	افتخار علی - محمد عشرت الرحمان -
سنہ ۱۳۹۳ھ	عبد الغفور - محمد مستقیم خاں -
سنہ ۱۳۹۴ھ	محمد لیاقت علی خاں -
سنہ ۱۳۹۵ھ	محمد ظفریاب علی -
سنہ ۱۳۹۶ھ	غفور علی - مستقیم الدین خاں -
سنہ ۱۳۹۷ھ	مرغوب الحسن - سخاوت الرحمان -
سنہ ۱۳۹۸ھ	محمد منظور علی -
سنہ ۱۳۹۹ھ	حشمت خاں - محمد اختیار الدین -
سنہ ۱۴۰۰ھ	افتخار حسن - محمد مظہر الاسلام - محمد ظفر حسین -
سنہ ۱۴۰۱ھ	اصغر علی - غلام الرحمان - رن مست خاں - محمد سرفراز علی خاں - محمد ظفر الزماں - محمد بر[illegible] خاں
سنہ ۱۴۰۲ھ	شیر افگن خاں - نثار خاں - ظفر حیدر -
سنہ ۱۴۰۳ھ	محمد اختر علی - محمد مشیر علی خاں -
سنہ ۱۴۰۴ھ	محمد ستار خاں - مراتب علیخاں - محمد عثمان خاں - محمد کرامت خاں - اعتضاد حسین - محمد ثنا علیخاں
سنہ ۱۴۰۵ھ	محمد غفار بیگ - محمد راغب علی - اعتضاد الزماں -
سنہ ۱۴۰۶ھ	شمشاد علی خاں - خادم علیخاں - محمد نجیب خاں - محمد چراغ علی - محمد ملحوظ الرحمان -
سنہ ۱۴۰۷ھ	محمد معتمد علیخاں - محمد مسرت تاج خاں -
سنہ ۱۴۰۸ھ	ذکا اللہ خاں - ارشاد بخش -

سنہ ۱۴۱۰ھ	افتخار حسین۔ غفار الزماں۔ محمد افتخار اللہ۔ محمد شناور علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۱ھ	افتخار الزماں۔ مستقیم علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۲ھ	غلام ناصر۔ محمد تشریف الرحمان۔ محمد لیاقت حسین خاں۔
سنہ ۱۴۱۳ھ	محمد نظام الرحمان۔ محمد نعمت علی خاں۔ محمد حیات بخش۔ محمد ناظم الرحمان۔ محمد گلشیر خاں
سنہ ۱۴۱۴ھ	غفور حسین۔ محمد غفور اللہ۔ محمد اختیار علی۔
سنہ ۱۴۱۵ھ	محمد نظیر الاسلام۔ محمد اصغر بیگ۔ غفور الزماں۔
سنہ ۱۴۱۶ھ	محمد زبردست خاں۔ محمد منظور حسین۔
سنہ ۱۴۱۷ھ	ذکی اللہ خاں۔ غلام ہاشم۔ محمد جماعت علی خاں۔
سنہ ۱۴۱۸ھ	محمد شرف الدین خاں۔ محمد عطوفت علیخاں۔
سنہ ۱۴۱۹ھ	اصغر حسین۔ محمد مشکور علی خاں۔ عبدالستار خاں۔ محمد اصغر اللہ۔
سنہ ۱۴۲۰ھ	محمد حفیظ الرحمان۔ اصغر الزماں۔ غفار الحق۔
سنہ ۱۴۲۱ھ	محمد اختر حسین۔ محمد ظفر الحسن۔
سنہ ۱۴۲۲ھ	عثمان علی خاں۔ غلام عارف۔ کرامت علیخاں ——— مراتب حسین خاں۔
سنہ ۱۴۲۳ھ	محمد رضا الرحمان۔
سنہ ۱۴۲۴ھ	خادم حسین خاں۔ غلام جعفر۔
سنہ ۱۴۲۵ھ	شجاعت خاں۔ غفور الحق۔ اعتضاد الحسن۔
سنہ ۱۴۲۶ھ	سید محمد ظہور الحسن۔
سنہ ۱۴۲۷ھ	محمد رحمت اللہ خاں۔ خلیق اللہ خاں۔ نصرت اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۲۸ھ	انتظام اللہ۔ تفضل حسن۔ محمد مختار الدین۔ محمد شریف الدین خاں۔
سنہ ۱۴۲۹ھ	محمد اعتقاد علیخاں۔ صغیر الزماں۔
سنہ ۱۴۳۰ھ	غفار الحسن۔ محمد مظفر حسن۔
سنہ ۱۴۳۱ھ	محمد فرحت خاں۔ غلام عسکری۔

سنہ ۱۴۳۲ھ	ریاست علی خاں۔ محمد رضی الرحمان۔ محمد فصاحت علیخاں۔
سنہ ۱۴۳۳ھ	محمد شرف علیخاں۔ محمد ریاض الرحمان۔ محمد اعظم الرحمان۔ عنایت بخش۔
سنہ ۱۴۳۴ھ	محمد اشرف علی خاں۔
سنہ ۱۴۳۵ھ	حشمت اللہ خاں۔ محمد چراغ الحق۔ غفور الحسن۔ محمد ظفر الاسلام۔
سنہ ۱۴۳۶ھ	محمد عطوفت حسین خاں۔
سنہ ۱۴۳۷ھ	تونگر علی خاں۔ محمد منظور الحسن۔ اظہار الرحمان۔ احتشام اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۳۸ھ	تفضل حسین۔ نثار اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۳۹ھ	محتشم خاں۔ اعتضاد الاسلام۔
سنہ ۱۴۴۰ھ	محمد مظفر حسین۔ محمد کرامت اللہ خاں۔ محمد غازی الرحمان۔
سنہ ۱۴۴۱ھ	ظہور الرحمان۔ تاثیر الرحمان۔
سنہ ۱۴۴۲ھ	محمد عظیم الرحمان۔ عظمت بیگ۔ الفراغ علی۔
سنہ ۱۴۴۳ھ	محمد رستم خاں۔ محمد مختار علی۔ محمد مسرت خاں۔ محمد اختیار الحق۔ محمد تلقین علیخاں۔
سنہ ۱۴۴۴ھ	غفار الاسلام۔ خوشوقت بیگ۔
سنہ ۱۴۴۵ھ	غلام صفدر۔ ظہیر الرحمان۔ افتخار الاسلام۔ محمد چراغ الحسن۔
سنہ ۱۴۴۶ھ	عظمت اللہ۔ محمد شتاب خاں۔
سنہ ۱۴۴۷ھ	محمد تصدق علی خاں۔
سنہ ۱۴۴۸ھ	محمد صداقت علی خاں۔ خوشوقت اللہ۔
سنہ ۱۴۴۹ھ	فرحت علیخاں۔ محمد توفیق علیخاں۔ محمد خلیل اللہ خاں۔ محترم علیخاں۔ غفور الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۰ھ	خورشید الرحمان۔ محمد مرغوب علی۔
سنہ ۱۴۵۱ھ	مخدوم علیخاں۔ محمد منظور الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۲ھ	محمد اشرف حسین خاں۔ رسالت علی خاں۔
سنہ ۱۴۵۳ھ	محمد حمایت بخش۔
سنہ ۱۴۵۴ھ	شمس الاسلام خاں۔

سنہ ۱۴۵۵ھ	ـــ توانگر حسین خاں۔ محمد غالب الرحمان۔
سنہ ۱۴۵۶ھ	محمد تراب علی خاں۔ محمد محفوظ الرحمان۔ محمد اختر الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۷ھ	تصور علی خاں۔
سنہ ۱۴۵۸ھ	غلام فاروق۔ محمد فغفور۔ محمد راغب الاسلام۔
سنہ ۱۴۵۹ھ	محمد چراغ الاسلام۔ محمد ارادت علی خاں۔
سنہ ۱۴۶۰ھ	الفراغ حسین۔
سنہ ۱۴۶۱ھ	رستم علی خاں۔ شجاعت اللہ خاں۔ فغفور الدین۔ مست علیخاں۔
سنہ ۱۴۶۲ھ	محمد راحت علی خاں۔ توقیر الدین خاں۔
سنہ ۱۴۶۳ھ	محمد شمیم الرحمان خاں۔ محمد خاتم الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۴ھ	محمد ظہور علی خاں۔ محمد بلیغ الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۵ھ	قدرت علی خاں۔ محمد تصدق حسین خاں۔ محمد اخلاص خاں۔
سنہ ۱۴۶۶ھ	سید محمد عشرت الرحمان۔
سنہ ۱۴۶۷ھ	محمد فرحت اللہ خاں۔ خدا یار خاں۔ محمد اختیار الاسلام۔ اقتدار علیخاں
سنہ ۱۴۶۸ھ	ضابطہ خاں۔ وارث علی خاں۔ محمد مرغوب حسین۔
سنہ ۱۴۶۹ھ	محمد افتخار الدین۔ باغث اللہ۔ پرورش علی خاں۔
سنہ ۱۴۷۰ھ	سید غفور علی۔
سنہ ۱۴۷۱ھ	شفیق الرحمان خاں۔
سنہ ۱۴۷۲ھ	محمد ضمیر الرحمان۔ محمد معظم الرحمان۔ محمد مختار الحق۔
سنہ ۱۴۷۳ھ	محمد مشرف علی خاں۔ محمد غفور الدین۔
سنہ ۱۴۷۴ھ	سید محمد ظفر حسین۔
سنہ ۱۴۷۵ھ	محمد برکت علی خاں۔
سنہ ۱۴۷۶ھ	فغفور علی۔
سنہ ۱۴۷۷ھ	توقیر علی خاں۔

سنہ ۱۴۷۸ھ	محمد شمس الدین خاں۔ محمد اصغر الدین۔ محمد اعتضاد علی۔
سنہ ۱۴۷۹ھ	محمد مرغوب الحق۔ محمد مسرت اللہ خاں۔
سنہ ۱۴۸۰ھ	محمد عبد الغفار۔ طریقت علی خاں۔
سنہ ۱۴۸۱	ناظر الرحمان۔ فصاحت بخش۔
سنہ ۱۴۸۲ھ	مرتضیٰ بیگ۔ محمد غنی الرحمان۔ محمد ممتاز بخش۔ محمد تہور حسین خاں۔ خالص علیخاں۔
سنہ ۱۴۸۳ھ	محمد نصرت خاں۔ محمد شمشاد الدین خاں۔ محمد قدرت اللہ خاں۔ اخلاص علیخاں۔
سنہ ۱۴۸۴ھ	محمد افتخار علی۔
سنہ ۱۴۸۵ھ	محمد عبد الغفور۔
سنہ ۱۴۸۶ھ	وارث حسین خاں۔
سنہ ۱۴۸۷ھ	انتظام الدین۔ شوکت علی خاں۔
سنہ ۱۴۸۸ھ	محمد غفور علی۔ محمد مستقیم الدین خاں۔
سنہ ۱۴۸۹ھ	عبد الخالق خاں۔ محمد مرغوب الحسن۔
سنہ ۱۴۹۰ھ	نظیر الرحمان۔
سنہ ۱۴۹۱	محمد حشمت خاں۔ محمد مشرف حسین خاں۔
سنہ ۱۴۹۲ھ	مشتاق خاں۔ محمد افتخار حسن۔
سنہ ۱۴۹۳ھ	محمد اصغر علی۔ اخلاق علی خاں۔ محمد رحمت خاں۔
سنہ ۱۴۹۴ھ	محمد مغفور اللہ مغفور حسین۔ محمد نثار خاں۔
سنہ ۱۴۹۵ھ	سید رمضان الرحمان۔
سنہ ۱۴۹۶ھ	محمد اعتضاد حسین۔ احتشام الدین خاں۔ محمد مختار الاسلام۔ محمد مراتب علی خاں۔
سنہ ۱۴۹۷ھ	خیر اللہ خاں۔ نثار الدین خاں۔
سنہ ۱۴۹۸ھ	محمد شمشاد علی خاں۔ ضیاء اللہ خاں۔ محمد خادم علیخاں۔
سنہ ۱۴۹۹	اشتیاق اللہ خاں۔
سنہ ۱۵۰۰ھ	محمد ذکاء اللہ خاں۔
سنہ ۱۵۰۱ھ	شمشیر خاں۔ نصرت علی خاں۔

قطعات تاریخی

اشعار تعزیت ڈیوک آف کلیرنس وانڈل شاہزادہ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا

ہوا وہ حادثہ جانکاہ جملہ اہل کشور کا
کہ لے جس سے جگر خوں ہو کے رستہ دیدۂ تر کا
نظر آتی ہے صورت گل کی غرقِ موجِ بحرِ خوں
وفورِ غم سے یہ نقشہ ہے شکلِ عیش آور کا
یہ برگ آتش فشاں ایسا ہے جیسے گل رعیت کا
دلِ سوزاں ہے سینہ میں نشاں مجمر کے اخگر کا
فراقِ نورِ دیدہ آنکھ سے عالم کے جب ٹہیرا
نظر میں کیوں نہ رخ ہو تیرہ تر خورشیدِ انور کا
ڈیوک آف کلیرنس وانڈل ہائے شہزادہ
وہ زیبا گوہرِ اکلیلِ ہندوستاں کے قیصر کا
وہ گلبن گلشنِ نزہت فزا امیدِ عالم کا
وہ رونق سلطنت خانہ کے وارث تخت و افسر کا
تجمل میں وہ رو کش بہمن و داراب و دارا کا
تنعم میں وہ ہمسر جشنِ جمشید و سکندر کا
وہ گیتی تاب اختر برجِ اوجِ شہریاری کا
وہ دل افروز گوہر درجِ جشنِ شوکت و فر کا
ہزار افسوس یوں اٹھ جائے صدرِ بزمِ دولت سے
وہ سر حلقہ ظفرمنداں نصرت خیز لشکر کا
شکستہ دل رعایا سر بسر کیونکر نہ ہو غم سے
کہ دیکھا جائے ہے کب لوٹنا شہوار گوہر کا
ہے بیتابی دل و نیر جام کو کچھ بن نہیں پڑتی
کہ حک ہوتا ہے کس سے حرفِ مکتوبِ مقدر کا
سرِ تسبیل قلم کرکے یہ تاریخ یوں کہہ دو
تڑپتا دیکھنا ناصر علی خاں قلبِ مضطر کا

قطعہ تاریخ انتقال زبدۃ النساء اعظم مقبولِ عالم۔ نہنگ بحرِ سخندانی پہلوان میدانِ معانی مطلوب کل طالب نواب سید بدل خاں غالب۔

سنا جب واقعہ جانکاہ غالب
ہوا رنج و الم مضطر کو بے ڈہب
سرِ قرآں سے مضطر نے ندا دی
بہشت ان کو نصیب اب ہو یا رب

تاریخ وفات قبلہ برایات ولیہ سرادات رئیس الزماں چودہری محمد حیدر علیخاں خلف چودہری محمد یعقوب علی خاں۔ والد مؤلف

چو رخت بست ازیں دہر والد مضطر
چو سنگ لاخ بالماس دیدہ ام سفتم
درس قلق شدہ الہام غیب تاریخش
برفت سایہ پدر ہائے از سرم گفتم

قطعہ تاریخ وفات رئیس عظام ذوی الاحتشام محمد لیبا صاحب قبلہ دو جہان

چودہری حسین علی خاں - رئیس قصبہ کوہانہ - ضلع رہتک

حسین علی خاں نے دار فنا سے
کیا جب سفر سوئے فردوس دینی
کہا جی کا سر تھام ہاتف نے مضطر
مبارک ہو وہاں انکو جنت نشینی

تاریخ واقعہ جانگاہ موجب ملال شاہ باعث شور و فغاں محمد اللہ بخش خاں ساکن چہالتہ ضلع انبالہ داماد چودہری محمد باسط علیخاں ساکن قصبہ اوگلہتہ ضلع مذکور برادر [illegible]

نہ اینسان شد بپا حادثہ غم گسار
رسیدہ بلا آسمان ناگہانی
چو شوار گشتہ زغوغائے من
بہر ذی نفس روز و شب زندگانی
پئے سال تاریخ مضطر زغیب
ندا کرد ہاتف چہ فکر معانی
دعا کن بدرگاہ رب العباد
قیامش بجنت شود جاودانی

قطعہ تاریخ انتقال محب خوشخصال محبت اساس مصر سنگھ داس متوطن کوہانہ ضلع رہتک

سنا جس نے یہ حادثہ جانگزا
اوسکو الم بے تحاشہ ہوا
کہا کر کے افسوس ہر ایک نے
بپا دن قیامت کا کیسا ہوا
رہے جیتے اور نہ وہ جیتے
ہر ازلیست کا سارا کڑہا ہوا
سر جیب سے پایا مضطر نے سال
بکا یک یہ کیسا غضب آ ہوا

قطعہ تاریخ رحلت ارسطو زماں فلاطون دوراں [illegible] چودہری [illegible] صاحب متوطن کوہانہ ضلع [illegible]

صد افسوس رحلت ہوئی بنسی دہر کی
[illegible] کے بہاری ہنر کو
سر لے گماں کاٹ مضطر نے لکھا
قضا لے گئی ہائے چارہ سازی بشر کو

قطعہ تاریخ وفات قبلہ حاجات چودہری [illegible] علی خاں صاحب رئیس قصبہ کوہانہ نانا صاحب حقیقی مؤلف

بشوق سیر جنت قبلۂ من
زدنیا رو سوئے عقبیٰ نہادہ
زروئے بخشش غفار مضطر
قیامش جنت الفردوس بادا

قطعہ تاریخ وفات زن بے آفات کدبانو [illegible] روا ست [illegible] کوہانہ

کرد پرواز طائر جانش
چون زقید قفس تن رنجور

شاد و بشاش شد دل مضطر   داد عیش و نشاط رب غفور
بابہا رحمت کشاد رب جلیل   فی الابدی لبست غرفۂ معمور
عیسوی سال از سر بنیاد   ہر کسے گفت شد فنا مغرو

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال جناب والدہ صاحبہ معظمہ علیہ الجنہ مؤلف دیوان ہذا

ہوئی جب والدہ صاحب کی رحلت   تو جاں پر رنج و غم نے اک جرات کی
سر ہجرت ہے یہ ہاتف کی مضطر   ندا آئی کہ حق اپنے مغفرت کی

تاریخ رحلت از جہان فانی بملک بقا ودائی جناب محمود خانصاحب حکیم لاثانی متوطن شاہجہاں

باد درزاں ہوئی مخالف جب   دور آیا جہاں میں ظلمت کا
پھیلا آثار مرگ عالم میں   پردہ چھایا شفا پہ غفلت کا
کوئی حاذق طبیب اب نہ رہا   ہو گیا باب بند حکمت کا
تھے جو محمود خاں طبیب اعلیٰ   غم جہاں کو ہے اونکی رحلت کا
کہا مضطر نے از سر ماتم   حیف گل ہو چراغ حکمت کا

قطعہ تاریخ وفات چودہری حسن علی خاں خلف چودہری حسین علیخاں رئیس و ذیلدار قصبہ گوہانہ ضلع رہتک

حسن خاں جب یکایک جاں بحق ہوں   نہ کیوں ہم غم سے اپنی جان کہوویں
خبر یہ واقعۂ جاں کاہ سن سن   اقارب اور احبا کیوں نہ روویں
تلاطم ہے دلوں کو بحر غم سے   الٰہی کس طرح سے پار ہوویں
کہا یوں آخرش پہر سب نے مضطر   مشرف دولت ایماں سے ہوویں

قطعہ تاریخ رحلت مخلص مہربان سید خورشید علی صاحب مرثیہ خواں - ساکن قصبہ کرانہ ضلع مظفرنگر پٹواری موضع اہولانہ پرگنہ گوہانہ

نہیں اصلا خوشی دل پر کسی کے   ہوا ایسے برس کیسا مہ عید
تفکر خود بخود ہے دل میں پیدا   خوشی پر ہے غم پنہاں کو تاکید
سر طوفاں سے یوں ہاتف پکارا   نہ پرساں ہو نہو تو مائل دید

غضب کا سامنا ہوتا ہے جب / [illegible]
جہاں میں کیوں نہو اندھیر مضطر / زمیں میں ہو گیا روپوش خورشید
۱۸۹۲

قطعہ تاریخ انتقال چودھری مراد علی خانصاحب عموی مؤلف دیوان ھذا

ہوئے جب جاں بحق تسلیم عموی / غشی طاری تھی سب پر آشکارا
اقارب اور احبا جس قدر تھے / سبھی نے سر زمیں پے دے مارا
کہا سب نے ہجوم یاس سے یوں / قضا سے چل نہیں سکتا ہے چارا
کہا پھر علیسوی سن غور میں نے / ہوا مجھ سے مرے دل کا اشارا
قلم کر بغض کا سر کہدو مضطر / شفیع حشر حامی ہو خدارا
۱۸۹۲

قطعہ تاریخ وفات خانصاحب محمد حیات موجد افعال لاثانی مشہور نقش مرثیہ خوانی

چوں محمد حیات رخت سفر / سوی عقبی ز دار فانی بست
عالم الغیب با سر قرآں / گفت تاریخ سوئے جنت رفت
۱۳

قطعہ تاریخ رحلت محب باکرامت دوست با فرہنگ مہیشر سنگھ رئیس گڑھی برہمنان متصل قصبہ سونی پت ضلع دہلی

غضب کا واقعہ جانسوز ہے یہ / تزلزل جس سے ہے کون و مکاں کو
یہ واقعہ کیا قیامت ہے صغریٰ / تہ و بالا کیا اسنے جہاں کو
کہیں ہیں یوں اقارب اور احبا / کہاں سے پائیں گے امن و اماں کو
پڑی برق غضب گردوں سے سر پہ / جلایا ہائے سارے جسم و جاں کو
ہوا جب اس قسم کا شور و غوغا / کسی نے یوں کہا روکو فغاں کو
سر شک غم سے طوفاں کرکے پیدا / ڈبونے کیلئے ہو سب جہاں کو
ذرا صبر و شکیبائی سے مربوط / کرو اپنے دل [illegible] ساں کو
تردد ہاں اگر تاریخ کا ہے / تو مضطر یوں کہو اہل زباں کو
سر طوفاں کو صاحب کاٹ دیکھو / مہیشر سنگھ کا غم ہے کل جہاں کو
۱۸۹۳

+ قطعات تاریخی تعمیر مکانات متفرقہ مقامات

قطعہ تاریخ تعمیر نشستگاہ منشی فرحت علی صاحب سررشتہ دار محکمہ ڈپٹی کمشنری ضلع لودہانہ سابق رہتک

منشی فرحت علی روشن ضمیر
کرد تعمیر عمارت دلپذیر
گفت مضطر دید آں قصر بلند
سال تاریخش مکان بے نظیر ۱۲ھ

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد جامع واقعہ محلہ راجپوتاں قصبہ گوہانہ

بنا شد مسجد جامع گوہانہ
کہ تعمیرش نظیر ہست لاریب
چو طبعم دست زد در جیب فکرت
برآمد جائے نقد از کیسہ ام سیب
ز بوئیش سال تاریخی شنیدم
کہ مسجد داد با باغ عدن زیب ۱۲ھ

قطعہ تاریخ ترمیم مسجد محلہ مشائخاں واقع قصبہ گوہانہ۔

ترمیم ملی مسجد کی شیخ صاحبوں نے
اسلام کا تصور حد سے جنہیں سوا ہے
تاریخ کا جو مضطر بنا فکر تو یکایک
آئی ندا فلک سے یہ خانۂ خدا ہے

قطعہ تاریخ تعمیر تالاب تحصیل گوہانہ ضلع رہتک بنا فرمودہ پنڈت شودیال سنگھ صاحب تحصیلدار گوہانہ

چو پنڈت شودیال عمدہ عہدیدارے
بنا کردہ ندیدہ ہیچ مثالش
نوشتہ عیسوی تاریخ مضطر
کہ شد تعمیر ایں تالاب دلکش ۱۸ع

تاریخ تعمیر دروازہ شہر قصبہ گوہانہ معروف پانی پت دروازہ جسکو بحکم سرکار چودہری رستم علیخاں نے بصرف لاگت خود بغرض تعمیر بالاخانہ تیار کرایا۔

چوں ایں دروازہ را رستم علی خاں
بنا فرمود با صد حسن و تدبیر
بمضطر گفت ہاتف ایں یکایک
در خوبیں قطع شد تاریخ تعمیر

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی ہری رام مختار چودہری رستم علیخاں رئیس گوہانہ کہ جو بوساطت چودہری صاحب بغرض سکونت خود واقعہ محلہ ہولی از سر نو تعمیر ہوئی۔

ہری رام منشی با صرف زر
مکاں کرد تعمیر مطلوب دل
چو تاریخ سمت ز مضطر بخواست
بگفتا زہے کاخ مرغوب دل ۱۲ھ

قطعہ تاریخ تعمیر عیدگاہ قصبہ سونی پت ضلع دہلی کہ جو بسعی حکیم علی اکبر صاحب قاضی بفراہمی چندہ اہل اسلام تیار ہوئی۔

درین شہر تعمیر شد بعد مدت
ل خدا سجدہ گاہ حسن
گرفت ذل سال مضطر بگو
بسا خوشنما سجدہ گہہ چوں چمن ۱۳ھ

دیگر بزبان اردو

قصبہ میں سونی پت کے تم نے حلیم اکبر
دلپہ گوارا کرکے تکلیف ہر قسم کی
مدت سے ریختہ تھی جائے سجود یہہ جو
تن سعی سے تم نے تعمیر خوش قسم کی
اسکے صلہ میں بیشک محشر کے روز تم پر
نظر عنایت ہوگی نازل شہ امم کی
مضطر نے عیسوی سن کلک خرد سے لکہا
یہ عیدگاہ بنی ہے غیرت دہ ارم کی

قطعہ تاریخ تعمیر چاہ زیر مسجد راجپوتان قصبہ کوہانہ

بنا زیر مسجد یہ جب چاہ زیبا
ہیں العطش نام کو بھی نہ پائی
یہ وہ چاہ ہے خوشنما جسپہ دائم
تصدق بہار چمن ہونے آئی
کیا فکر جب سال تاریخ میں نے
ندا ہاتف غیب نے یوں سنائی
قلم کر سر جستجو کہدو مضطر
عجب چشمہ فیض تاریخ پائی

قطعہ تاریخ تعمیر مکان نشستگاہ خانصاحب محمد امیر علیخاں و محمد اسحاق خاں رئیسان اختیار نگر متصلہ قصبہ کوہانہ

ہوا تعمیر جب یہ کاخ خورم
ہوا فکر رسا مضطر زمیں بوس
سروش غیب نے رو سے ندا سے
لکہی تاریخ قصر رشک فردوس ۱۰ ۱۳ھ

دیگر

سعی سے جہد سے اسحاق خاں نے
فراہم ہر طرح کا کرکے اسباب
بنایا وہ مکان فردوس ثانی
ہوئے خوشنود جسکو دیکھ احباب
سر اعدا قلم مضطر نے کرکے
لکہی تاریخ یہ مرغوب نایاب ۱۳ھ

تاریخ تعمیر چاہ بنا فرمودہ قاضی محمد امتیاز الدین ساکن قصبہ گنور پرگنہ سونی پت ضلع دہلی۔ محب مؤلف دیوان ہذا

شفیقم امتیاز الدین احمد
بنا فرمودہ چاہ فیض نایاب

پئے تاریخ و سالش گفت ہاتف
بہ ہیں مضطر ز چشمہ فیض نایاب

قطعہ تاریخ چاہ بموضع مانا گڑھی پرگنہ گوہانہ ضلع رہتک جسکو چودھری حسن علی خاں نے بہ تعیناتی عمر خاں ملازم خود تیار کرایا

حسن خاں از عرق ریزی عمر خاں
بنا فرمودہ چاہِ فیض و نایاب

سر اعدا برید و گفت مضطر
بہ ہیں تاریخ چشمہ فیض نایاب

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند نجابانہ برخوردار محمد عباس علی خاں اطال اللہ عمرہ جسکو بہ نام صدیق الرحمن منسوب کیا گیا

نوید مبارک تولد پسر
ہوئی گوش زد جب مری ایکبار

ہوا شاد و بشاش میں اسقدر
کہ پہولا سمایا نہ پھر زینہار

بتائید ہاتف سرِ کفر کاٹ
بجا لایا میں شکرِ حق بے شمار

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند نجابانہ برخوردار ریاست علی طول عمرہ جسکو از نام خورشید علی نامزد کیا گیا

نجابانہ محمد ریاست علی
ہوا جشن فرزند نیکو شعار

تو مضطر نے روئے ندا سے وہیں
مبارک مبارک کہا ہفت بار

قطعہ تاریخ تالیف دیوان ہذا مولفہ مصنف بزبان اردو

مکمل ہوا جب یہ دیوان تمام
تو تھا فکر تاریخ ہر صبح و شام

لیکایک ندا آئی یوں غیب سے
کہ ہے سر مضطر ہی تاریخ و نام

دیگر

ہوا طبع دیوان یہہ جب مشتہر میں
کہا متفق سب نے کیا خوب ایں

کرو عیسوی سالِ مضطر بیاں
کہ تا ہو سخن بہجت اسلوب ایں

سزاوار تحسیں تمہیں تا کریں
سخن سنج و دانشور و نکتہ چیں

بارشاد اہلِ معانی مجھے
ہوا فکرِ تاریخ دل میں وہیں

ندا ہاتف غیب آئی کہ لکھیئے
پسندیدہ خاطر ہے ہم مرغوب ایں

قطعات تاریخی دیوان عطیۂ سبحان والا شان ساکنان ہر شہر دیار مسکونہ مقامات قرب وجوار

منشی مٹھن لعل ساکن گوہانہ

سخنداں اور سخنور ہیں جو مضطر ولے اون سے محبت ہے ہماری
کیا ترتیب جب دیواں انہوں نے اور آئی سال کے لکھنے کی باری
پئے سمت بکرماجیت میں سنے کہا ہاتف سے با صد انکساری
تو بولا یوں بیاں مٹھن بتائیں طریقہ سال کا اک سہل کاری
کہو ایزاد دہ اور دو زباں سے کہو دیواں تازہ چار یاری
۱۹

میر ہاشم علی صاحب ساکن گوہانہ

نہ کیوں ہو تمہارا یہ دیواں شگفتہ تمہاری ثناخواں ہیں فیضی و صائب
سخنور نہیں دوسرا کوئی تم سا نظر میں ہمارے بہ ظاہر یا غائب
عطارد جو منشی ہے چرخ کہن کا تمہارا ہے درجہ میں وہ بھی تو نائب
پئے سال تاریخ ہاشم علی عبث دل میں کرتے ہو فکر مصائب
کہو برملا آج کاخ سخن کا یہی تو ہے باب عجائب غرائب

حکیم احمد حسین صاحب تحصیلدار روپڑ ضلع انبالہ

بفضل خدا سے زمین و زماں ثمر لائے شاخ نہال جناں
ہوا حظ حاصل مجھے سیر جب ہوئی طبع بشاش اور شادماں
سر بغض کاٹا تو باغ جہاں ہیں یکا یک یہ دیواں کھلا غنچہ ساں

دیگر

الٰہی یہ دیوان مضطر جہاں میں درخشاں رہے ہمچو ماہ منیر
ثناخواں ہو اور کہے واحد بڑا سمجھتے ہیں اب سب اسے بے نظیر

محمد مظہر علی۔ متوطن کوہانہ مدرس قصبہ کھرکھودہ ضلع رہتک

تمہارا حضرتِ مضطر یہ دیوان
ہمیں کیا سب کے ہے محبوب دل کو
سخنداں جو باقلیمِ سخن ہیں
پسند ہے اونکی ہر اسلوب دل کو
تمہارے حاسدوں نے دشمنوں نے
کیا ہے رشک میں مجذوب دل کو
رہِ الفت کے جو واقف بشر ہیں
لبھا لیتا ہے اونکے خوب دل کو
شمارِ سال جب ابجد کی رو سے
ہوا منظور اور محبوب دل کو
سرِ الہام سے تاریخ پائی
کہو مضطر کہ ہے مرغوب دل کو
۱۳۰۸ھ

منشی سجاد حسین صاحب تحصیلدار قصبہ سونی پت ضلع دہلی۔

بنا جب یہ دیوان رشکِ چمن
تو کی سیر میں نے بھی تا اختتام
نظر آئے مضموں وہ عالی مجھے
سخنداں کریں جسپہ جھک جھک سلام
سنا میں نے جب یہ کہ ہر ذی شعور
تضرع کناں اسکا ہے صبح و شام
خیال آیا مجھکو کہ ترتیب سال
لکھوں میں بھی کلکِ خرد اپنا تمام
فلک سے ندا آئی سجاد یوں
نہیں ہے یہ تشویش کا کچھ مقام
سنا تم نے جو کچھ ہر دو سے چہلنے
وہی لکھدو ہے خوش وضع یہ کلام
۱۸۹۱ء

جناب صاحب ملک محمد خاں داروغہ چونگی قصبہ رہتک متوطن خورجہ ضلع بلند شہر

سخنداں نے جب بزمِ سخن میں
کہا دیوانِ مضطر خوب تر ہے
محمد غوث کی جب میں نے۔ مجھکو
نظر آیا یہ دیوان خوب تر ہے
۱۳ھ

سید امانت علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ قصبہ کوہانہ متوطن کوہانہ

سلامت رکھے حق تعالیٰ اونہیں
سخن سنج مضطر جو ہیں خوش خصال
کیا فن اشعار جب سے حصول
دیارِ سخن میں ہے شہرت کمال
یہ دیوان مرتب اونہوں نے کیا
نہیں جس میں گنجائشِ قیل و قال
مکمل جو مجموعہ یہ ہو چکا
ہوئی مجھکو تشویش ترتیب سال
کہا دل نے مجھ سے امانت بھلے
دلِ زار سے ہے سخن بے مثال
۱۳۱۰ھ

سید امان علی صاحب رئیس سونی پت ضلع دہلی

تعالیٰ اللہ کہ ایں دیوان مضطر
مرتب شد ہمہ از فضل قادر
بگو سال لش قطع کن پائے حاسد
امان فکر چہ داری غنچہ نادر

منشی عشرت علی صاحب متوطن شہر دہلی عرضی نویس تحصیل سونی پت ۱۳۰۹ھ

لکھا مضطر نے وہ دیوان زیبا
ثنا خواں ہے بشر ہر ایک فن کا
لکھو تاریخ عشرت با سر باغ
کہ دیواں ہے گلستاں یہ سخن کا

قطعہ تاریخ عطیہ منشی محمد حسین محرر کمیٹی قصبہ گوہانہ ضلع رہتک

یہ دیوان مضطر ہر اہل سخن کو
کہوں کیا سراپا ہے محبوب جاں
جو تاریخ چاہو محمد حسین
کہو تم یہی اسکو مرغوب جاں

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان مخلوق لسان فرحت وہ دل خستہ تن منشی احمد حسن پٹواری موضع جٹھری دوای پرگنہ سونی پت ۱۳۰۹ھ

وہ دیوان تازہ یہ مضطر کا ہے
طلسمات جس میں بھرا ہے عجب
مطالعہ سے ہو شاد و بشاش وہ
طبیعت میں جسکے ہو رنج و تعب
بافضال حق شادماں ہیں سدا
خدا جانے مضطر کیا کیوں لقب
اور ہے اسم ناہر علی خاں مبارک
اسد اپنے ہیں وہ زمانہ کے اب
جہاں میں سخنور جو مشہور ہیں
وہ ہی جانتے ہوں کچھ اسکا سبب
جو ارشاد تاریخ مجھ سے کیا
ہوا میں تہہ دل سے مشکور اب
جو کی عیسوی سال کی جستجو
ندا آئی گردوں سے یہ مجھکو تب
دل عام سے کہدو احمد حسن
یہ فیض سخن کا ہے معدن عجب

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مخلص نواز اخلاص پرداز خادم آل سید الثقلین منشی شبیر حسین۔ محرر رجسٹری تحصیل سونی پت ضلع دھلی

لکھا مضطر نے وہ دلچسپ دیواں
پسندیدہ جو بزم شاعراں ہے
رباعی میں قصائد میں غزل میں
ہزاروں طرح کی خوبی عیاں ہے

جو چاہا وصف کچھ ہو یہ دل بولا
عیاں کو بھی نہیں حاجت بیاں ہے
ہوا تاریخ کا پھر فکر مجھکو
سروش غیب بولا کیا گماں ہے
سر بہتر سے کہہ بھی دو یہ شبیر
کلام شاعر شیریں زباں ہے ۱۳ھ

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ مہربان مخلصان اتحاد آئین خلیفہ منشی عماد الدین ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع انبالہ مقیمہ شہر انبالہ محلہ وکیل پورہ متخلص عاصی ساکن لاہور

جہاں میں یہ دل مضطر سراپا
ہوا مثل خورشید جبکہ نمایاں
سر عقل لو اور عاصی لکھو
یہ دیوان ثنا اور صفت کے ہے شایاں

قطعہ عطیہ لالہ زور آور سنگھ صاحب۔ ساکن قصبہ سونی پت ضلع دہلی

یہ دیوان اردو مضامیں میں
یہ تصنیف مضطر ذوی الاحتشام
مرتب ہو تکمیل جب پا چکا
پسندیدہ خاطر ہوا خاص و عام
ہوا مجھکو تب فکر تاریخ و سال
ندا آئی ہاتف یہ بالائے بام
کرو زور آور نہ تشویش دلمیں
کہ ہے سر مضطر ہی تاریخ و نام ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ خانصاحب دوست محمد خاں متخلص کیفی۔ ساکن گوہانہ

تر و تازہ جبتک جہاں ہے رہے یہ
کہ دیوان رشک ارم بوستاں ہے
ہوا جاتا ہے خود بخود دل شگفتہ
ہر اک شاعر اسکا بدل مدح خواں ہے
کوئی اسکی تاریخ موزوں ہو کیفی
یہی فکر ہر وقت اور ہر زماں ہے
سر جلوۂ گل سے تاریخ پائی
سخن کا ہمیشہ چمن بیخزاں ہے

قطعہ تاریخی دیوان ہذا عطیہ منشی چندو لال محرر رجسٹری تحصیل گوہانہ متخلص بہ مائل

زہے مضطر تمہاری طبع موزوں
کتاب شعر تم نے خوب لکھدی

سر حجت رفع کر ہو کے قائل
اسے ہاتف نے ہی مرغوب مہدی ۱۴

سید حیدر حسن صاحب پٹواری موضع ناہرہ پرگنہ سونی پت ضلع دہلی

باقلیم سخن آں نکتہ دانند
ہماں راز دل مضطر بدانند
زجودت طبع موزوں گشت دیوان
کزو شرمندہ باغ گلستانند
دلش ہر لحظہ گردد فرحت آگیں
چو دل تنگ عراں ازوے بخوانند
پئے تاریخ ہاتف ایں ندا کرد
دل و جہہ فروکن ہر نگارند
چرا تشویش اے حیدر حسن گو
کہ راز عاشقاں عاشق بدانند ۱۳۱۴

منشی احمد اللہ پٹواری موضع ہرسانہ تحصیل سونی پت ضلع دہلی

مرتب جب ہوا دیوان مضطر
ثناخواں سب ہوئے ظاہر نہفتہ
کہا ہر اک نے رشتہ میں سخن کے
کیئے ہیں گوہر نایاب سفتہ
بدل خواہش نہ کہیں گے اسکی سارے
جہاں میں جو ہیں عاشق دل گرفتہ
نکو نکردوں اسے نسبت چمن سے
گل مضموں ہیں اسمیں سب شگفتہ
کہا جب دل نے فکر سال و ترتیب
کہا ہاتف نے اے احمد خجستہ
بہرا عدا قلم کر یوں دعا دو
رہے دائم گل گلشن شگفتہ ۱۳ھ

منشی انوار الحق صاحب نائب تحصیلدار تحصیل نورپور ضلع کانگڑہ

باقلیم سخن فرش زمیں پر
ہوا دیواں نسب یہ گلشن آرا
گل مضموں ہیں نادر اس چمن کے
بچشم غور گر کیجے نظارا
لکھا مضطر نے کیا ہی خوب واہ
رہے شاداب دائم یہ خدایا
نہو برباد یہ باد خزاں سے
سموم غم نہ پائے یہاں گذارا
جو کی ہیں سیر اس باغ سخن کی
ہوا مجھ سے مرے دل کا اشارا

کوئی مصرعہ کرو ترتیب ایسا
ہو جس سے علیوی سن آشکارا
ہوئی تشویش پھر جسکو نہایت
اسی اثنا میں یوں ہاتف پکارا
نہ سمجھو کذب اسے انوارِ حق کو
مصنف دوست قلبی ہے ہمارا
بدر تشویش کا دل کرکے کہدو
کہ سرتا سر ہے دیوان فرحت آرا
۹۱ ۱۸ء

میاں عبد المجید صاحب نالاں ساکن رہتک شاگرد حضرت شور صاحب استاد مؤلف

چودھری ناہر علی خاں مہرباں
صاحبِ عز و شرف عالی جناب
جنسے ہے روشن یہ آفاقِ سخن
ہیں وہ چرخِ شاعری کے آفتاب
دیکھا نالاں نے جو اس مجموعہ کو
فکر میں تاریخ کے تھا اضطراب
بیت ابرو سے سوا ہے جنکی بیت
جنکے ہر مصرعہ کو پایا لاجواب
جب مرتب کر چکے دیوان کو
پھر دیا تاریخ لکھنے کو شتاب
بول اٹھا ہاتف ز روئے آسماں
دیکھ لو دیوان ہے کیا سب انتخاب
۹۱ ۱۳ھ

مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ فارسی قصبہ پانی پت ضلع کرنال

ز طبعِ روشنِ ناہر علیخاں
مرتب شد چو دیوانِ رنگیں
شدہ موسوم با دیوانِ مضطر
نہ دیوان بہجت دلہائے غمگیں
سزد بر نظمِ دلچسپش چو ریزد
فلک عقدہ ثریا را بہ تزئیں۔
کلیدِ قفلِ بابِ خرمی است
ازو ہر مصرعہ ہر شعرِ شیریں
چو دلتنگ غزل ازوے بخواند
دلش ہر لحظہ گردد فرحت آگیں
شدہ باغ فرح افزائے تازہ
ز گلہائے معطرائے مضامیں
چنیں چیزے ز او صافش ندانم
کہ کم شد ہم چو او بر لوحِ تکویں
پئے تاریخ کردہ فکرِ واثق
یکایک گفت ہاتف بعد تحسیں
کہ تاریخ از حروفِ معجمہ است
ببیں در مصرعۂ آخر بہ تمکیں

بطور تعمیہ لن لفظ دل را
کہ ایں دیوان سرور افزائے قلبیں

محمد امتیاز الدین قاضی ساکن کنور پرگنہ تحصیل سونی پت ضلع دھلی۔

جو ناہر علی خاں ہیں والا شکوہ
وہ مشفق ہیں میرے حمیدہ خصال

یہ دیواں مرتب اونہوں نے کیا
کہ جو حسن و خوبی میں ہے بے مثال

ندا آئی یوں ہاتف غیب کی
نہ تشویش کا دلمیں لا تو خیال

جو تاریخ کا اسکے ہے امتیاز
تو خارج کرو غنچہ نادر بے وال
۱۳۱۲ ۹

شاہ محمد صاحب ڈاکٹر موہی تحصیل سونی پت۔ ضلع دہلی۔ متوطن پنجاب

مرے ایک مشفق ہیں ناہر علی
سخنور سخن سنج روشن ضمیر

مرتب یہ دیواں انہوں نے کیا
کہ مشتاق جسکے ہیں برنا و پیر

مذاق کلام اونکا اے شہ محمد
وہ ہے جسکا پیدا نہ ہووے نظیر

ندا ہاتف غیب آئی کہ لکھے
بلفظ عجب اسکو شہرت پذیر
۱۸۹۲

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ عطوفت آگین محبت آگین حضرت مولانا مولوی محمد نجم الدین متخلص بہ کتاں ساکن سیوہارہ ضلع بجنور۔ بزبان فارسی

دلم لبریز از حمد خدائے
کہ نامش دافع رنج و بلائے

ز شکرش کے توانم گفت حرفے
چو انعامش بود لا انتہائے

ز افضال خودش بنواخت مارا
اجابت کرد چوں کردم دعائے

کہ دیوانے مرتب ساخت مضطر
دل رنجور را دادا شفائے

بحمد اللہ چہ دیوانیست دلکش
شب تاریک فرقت را ضیائے

چو جستم مصرعۂ تاریخ ۔ ۳ ھ
چنیں در گوشم از ہاتف ندائے

بجو تاریخ سالش از سپہر مہر
اسیر زلف خوباں را دوائے
۱۳۱۲

قطعہ تاریخ دیوان ہذا عطیہ محبت التیام مقبول انام جناب بابو کرپارام صاحب المتخلص بہ خرد۔ متوطن قصبہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پوسٹ ماسٹر قصبہ گوہانہ۔ ضلع رہتک

ز مضطر چو دیواں مرتب بگشت — شگفتہ شدہ زو دلِ عاشقاں
چو سالش بجستم ز قلب جزا — خرد گفت تاریخ مرغوب جاں
۱۳۰۹ھ

خاتمۃ الطبع

۱۲۳ن

للہ الحمد و المنۃ کہ ان ایام میمنت فرجام میں دیوان سحر البیان مسمّے بہ مضطر از تصنیفات عالی جناب مستطاب فیض مآب شاعر نامور جناب چودہری ناہر علی خاں صاحب متخلص بہ مضطر۔ رئیس اعظم قصبہ گوہانہ ضلع رہتک مطبع مسلم پریس جھجر میں کارپردازان مطبع کے اہتمام سے چھپکر مشہور جہاں ہوا۔ فقط

◆

الرسالہ [illegible] فارسی - از کلام حضرت [illegible] العالم [illegible] حضرت سراج
[illegible] نصیر الدین محمود چراغ دہلی خلیفہ اعظم و سجادہ نشین حضرت
[illegible] سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہم
[illegible] دید کتاب ہے - اس میں جملہ رقعات حضرت مخدوم الذاکرین
[illegible] خلفائے راشدین و مریدان با اعتقاد کو تحریر فرمائے ہیں عبارت
[illegible] موافق [illegible] مصنف [illegible] اسرار الٰہی ہے
مضامین تصوف [illegible] شرح شریف نہایت عمدگی سے ادا کیے گئے ہیں [illegible]
[illegible] کتاب ہے ایک جملہ [illegible] فرمائیے

[illegible] ایک [illegible] ([illegible])
[illegible] کشکول شریف - اس [illegible]
[illegible] شیخ [illegible] الدین [illegible] رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] اذکار [illegible] اور [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] شیخ [illegible] عبد القدوس گنگوہی [illegible]
[illegible] - قیمت [illegible]
[illegible] القلوب [illegible] مشہور [illegible] کلام [illegible]

نعت خوانوں کی محافل میلاد شریف - الحمد للہ کیا
عمدہ بیان ہے - جس نے ایک نظر دیکھا سو جان سے
قبول [illegible] مدارح رسول صلعم کا کلام ہے اسی
[illegible] کاغذ عمدہ [illegible] قلم [illegible] لکھا ہوا طبع ہوا [illegible]
[illegible] الکرم منگوائیں اور حظ اٹھائیں - قیمت ۴/

[illegible] - از حکیم [illegible] رحمۃ اللہ علیہ حکیم الاولیا [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] رکھتے [illegible]
[illegible] تصنیف [illegible]
[illegible] چشت [illegible] اللہ [illegible]
[illegible] کتب تصوف [illegible] پیر و مرشد [illegible] المشائخ فخر الاولیا مولانا
[illegible] خواجہ اللہ بخش صاحب ادام اللہ [illegible] لکھا ہے
[illegible] التزام کیا ہے [illegible] سلسلے کے نام نامی و اسم گرامی کے
[illegible] اولیا [illegible] میں انکا مختصر حال مع تاریخ پیدائش و [illegible]
مع چند کرامات [illegible] عالم کا اتفاق ہے درج کیا ہے - نیز
خلفا بھی بیان ہوئے ہیں [illegible] آپکی ارشادات [illegible]
[illegible] بھی خاص
[illegible] چشت اہل بہشت
[illegible] ضرور اس سلسلہ کو منگوائیں - اور [illegible]
[illegible] عند اللہ [illegible] معلوم ہونگے - قیمت ۲/

[illegible] - حضرت سراج السالکین [illegible] العارفین
[illegible] محمد [illegible]
[illegible] - قیمت ۱۲/

غرائب الفوائد فارسی - از تصانیف حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ - کاشف رموز و معانی اشعار متصوفانہ ہے جنکے
مطالب کی فہمیدگی سے معمولی ابنائے وقت کے طالب علم تو کیا اچھے اچھے علمائے
دین بھی قاصر تھے اور اسی وجہ سے اُن اسرار الٰہی کے قائلین پر فتوے
کفر دیے گئے اور جانیں لی گئیں - اس کتاب میں نہایت شرح و بسط
سے ایسے جملہ اقوال و اشعار کے معانی بعد رفع شکوک درج ہیں کہ
عقل حیران ہے اور حضرت [illegible] کے عالم ہونے کے واسطے دلیل
کافی ہے - قیمت ۴/

[illegible] - بزبان فارسی [illegible] - نام ہی سے مطلب پیدا ہے
[illegible] - یہ رسالہ بھی حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے - عمدہ کتاب لائق دید ہے
[illegible] کے واسطے قابل [illegible] ہے - قیمت ۲/

مثنوی [illegible] - شیخ عبد الرحمان لوشاہی رحمۃ اللہ علیہ
[illegible] اولیا [illegible] اور انکا خانوادہ لوشاہیہ معروف
ہے [illegible] انکی تصنیف لطیف سے ایک نادر مجموعہ ہے - بالکل نایاب
تھا - صرف ایک ہی نسخہ قلمی [illegible] دستیاب ہوا جو طبع کیا گیا
اس نسخہ شریف کا نام ہی اسکی عمدگی کے لیے کافی ہے اور
تصدیق کے واسطے مطالعہ کتاب وافی ہے - دریائے معرفت
الٰہی کو اس مثنوی کے ذریعہ سے کوزہ میں بند کیا ہے - ان مطالب
کی تفہیم اور شرح کے لیے دفتر درکار ہیں - الاختصار نے بھی کوئی
دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے - شرح کے موافق جملہ متعلقات کا
حاشیہ کیا ہے - عجب کاشف اسرار الٰہی مثنوی ہے - خود مصنف
ہی دیباچہ میں فرماتے ہیں مصرعہ کہ [illegible] این صحیفہ شاگرد [illegible]
زانکہ [illegible] کشف آمد راز رب العالمین - قیمت باوجود حجم
معقول صرف ۱۲/

مناقب سلیمانی - یہ عجیب کتاب ذکر حالات و عادات وغیرہ
حضرت مولانا فخر الاولیا خواجہ خواجگان خواجہ سلیمان چشتی
تونسوی نور اللہ مرقدہ میں جامع و مستند ہے -
ایک ہی کتاب ہے جو بالیقین حیات جناب فخر الاولیا میں لکھی گئی
ہے اور آپکی نظر انور سے گذر گئی - اور جسکی نسبت آپ نے
ارشاد فرمایا کہ مصنف نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے [illegible] قیمت ۴/

رسالہ علم مجلس - [illegible] تصنیف کتاب ہے - اور اسمیں
مجلس کا ذکر عمدہ طور سے کیا گیا ہے - قیمت ۲/

ترغیب التعلیم - در تعلیم نسواں - ایک قصہ
کے پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے کہ عورات کو علم پڑھانا
ایک ضروری امر ہے - لائق دید کتاب - قیمت برائے
افادہ عام صرف ۵/ رکھی گئی فقط -

اشتہار

ترجمہ ملفوظات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم اردو

علم تصوف کی پانچ مستند و اعلیٰ ملفوظات کا ترجمہ جس میں حسب ذیل متبرک و مقدس شامل ہیں۔

دیباچہ از جانب مترجم۔ ترغیب ذکر اذکار۔ اولیاء اللہ نہایت فصاحت سے۔ اس میں آیات واحا
سے فضیلت ذکر اذکار اولیاء اللہ ثابت کی گئی ہے۔ ما بعد۔ ترجمہ ملفوظ اول انیس الارو
مختصر حالات حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جمع کردہ حضرت سلطان الہند
معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ۔ ملفوظ دوم ترجمہ دلیل العارفین۔
قدس سرہ العزیز کا ملفوظ ہے جسے حضرت خواجہ شہید المحبت قطب الدین بختیار کا
دہلوی رح نے جمع فرمایا ہے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ بزرگ اجمیری نور اللہ مرقدہ۔ از جانب
ملفوظ سوم ترجمہ فوائد السالکین بحضرت خواجہ قطب صاحب کا ملفوظ ہے۔ اسکو حضرت کے
باوا فرید رحمہ نے جمع کیا ہے۔ مع مختصر حال حضرت خواجہ شہید المحبت رض از جانب مترجم۔ ملف
ترجمہ راحت القلوب مع مختصر حال حضرت باوا فرید الدین مسعود گنجشکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔
سکے جامع حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ دہلوی ہیں۔ بڑا
عجیب نافع کتاب ہے۔ ملفوظ پنجم ترجمہ راحت المحبین مع مختصر حال حضرت سلطان المشا
محبوب الٰہی دہلوی قدس سرہ۔ از جانب مترجم۔ یہ آخرین ملفوظ پنج گنج ہذا ہے۔ اس ملفو
حضرت طوطی ہند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے کلمات بابرکات حضرت سلطان المشا
عنہ جمع فرمائے ہیں۔ حق تو یوں ہے کہ اس مجموعہ کو پنج گنج بلکہ معدن لوا قیت و الجواہ
آپ خود ملاحظہ سے خیال فرماویں کہ یہ کتاب کن زبردست خدا کے شیروں کا کلام ہے جنکے
سراپا وجود سے ہندوستان میں دین اسلام کی جڑ مستحکم ہوئی۔ مثل مشہور ہے۔ کلا
ملوک الکلام۔ اسی سے اندازہ خوبی کتاب کا کر لیجئے۔ کاغذ عمدہ پر خوش خط طبع ہوئی ہے
اور صاف قیمت کل ملفوظات علاوہ محصول ڈاک جو چار آنہ ہوگا ایک روپیہ بارہ آنے ر
قرار دی گئی ہے۔ باستثنائے دیباچہ و انیس الارواح ہر ایک ملفوظ جداگانہ بھی بقیم
صرف مشتہر سے مل سکتا ہے۔

ترجمہ دلیل العارفین ۵/ ۔ ترجمہ فوائد السالکین ۴/ ۔ ترجمہ راحت القلوب ۱۰
ترجمہ راحت المحبین ۸/ [illegible] اس پتہ سے ہو۔

المشتہر

غلام احمد خان۔ مترجم کتب تصوف۔ مقام جھجر ضلع رہتک۔

CALL No. ۸۹۱۴م۳۱
مص۳۲

ACC. NO. ۳۵۹۵۵

AUTHOR مضطر، محمد ناصر علی خان

TITLE شرحِ مضطر معروف بہ دیوانِ مضطر

مص۳۲
مص۳۲

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be *charged for text-books and 10 Paise per volume* per day for general books kept over-due.